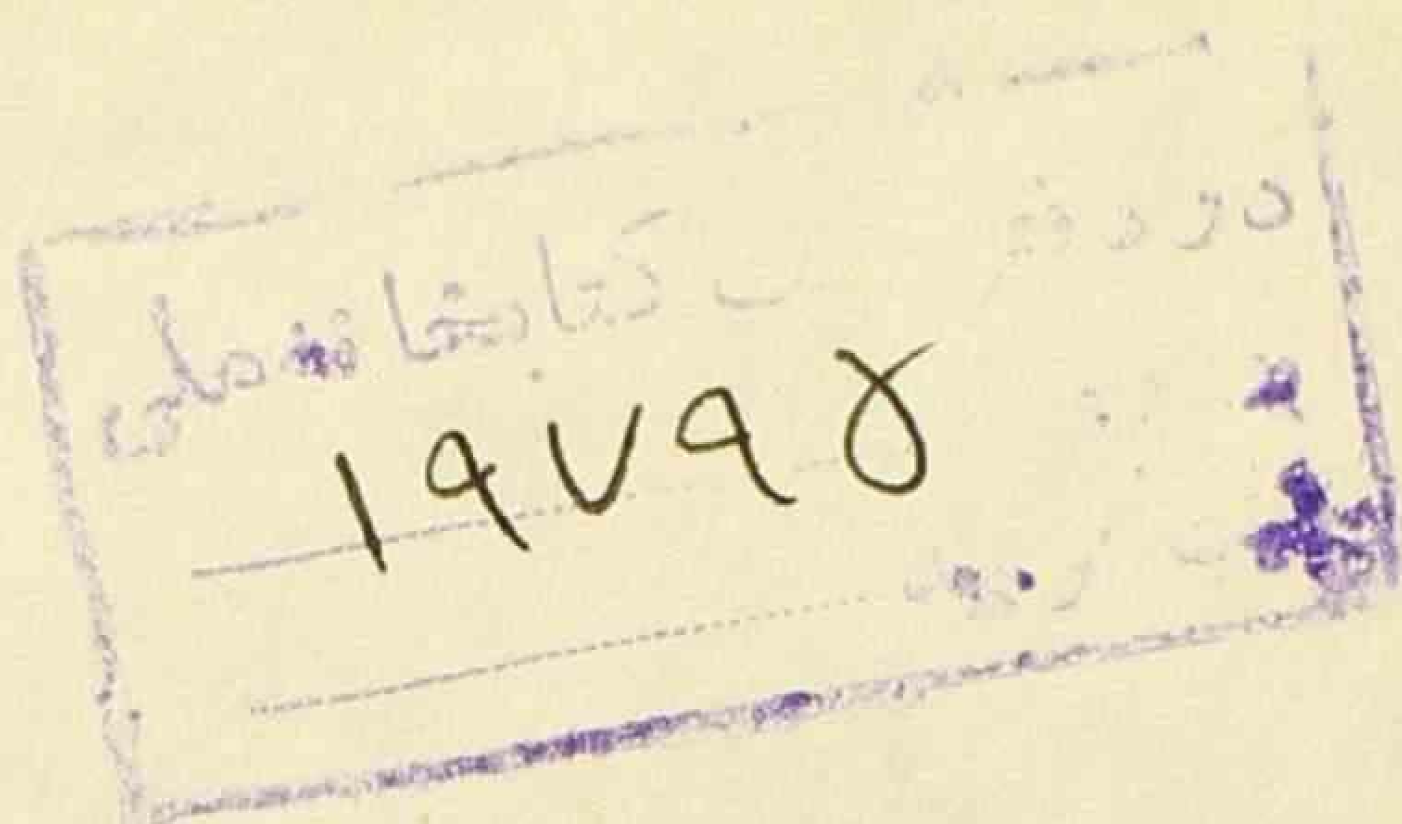



کتابخانه ملی
۱۹۷۹۵


سازمان اسناد و کتابخانه ملی
جمهوری اسلامی ایران

Rs

تبصرة وذكرى لكل عبد منيب

کتاب مستطاب

تبصرة الاصطلاحات الصوفیه

از تصانیف

حضرت سید السادات قدوة السالکین زبدة الواصلین مخدوم

سید اکبر حسینی المعروف بہ سید بڑے قدس اللہ سرہ العزیز

خلف الصدق و فرزند اکبر

حضرت سلطان العرفاء الکاملین امام الاولیاء الواصلین مخدوم

سید صدر الدین ابو الفتح محمد حسینی گیسودراز خواجہ بندہ نواز

رحمۃ اللہ علیہ

بہ تصحیح و اہتمام

مولوی حافظ سید عطا حسین صاحب ام، اے بی ای

ناظم وظیفہ یاب سررشتہ تعمیرات سرکار عالی

در معین پریس واقع بازار عیسیٰ میاں حیدرآباد دکن طبع شد

وبسلسلہ برکات عہد عثمانی ادامہ اللہ تبارک و تعالی

از کتب خانہ روضتین گلبرگہ شریف شایع شد

ربیع الاول سنہ ۱۳۶۵ھ





بسم اللہ الرحمن الرحیم

۱۔ الحمد للہ الواحد الاحد الازلی الابدی العزیز الحکیم الرؤف الرحیم الذی ارسل رسولہ ونبیہ سیدنا محمد المصطفیٰ احمد المجتبیٰ اِلٰی کَافَّۃً لِّلنَّاسِ بَشِیْرًا وَّنَذِیْرًا وَّدَاعِیًا اِلَیْہِ بِاِذْنِہٖ وَسِرَاجًا مُّنِیْرًا وانزل علیہ الکتاب العزیز الذی لَا یَاْتِیْہِ الْبَاطِلُ مِنْ بَیْنِ یَدَیْہِ وَلَا مِنْ خَلْفِہٖ وجعلہ للذین اٰمنوا وعملوا الصّٰلحٰت ھدی ونورا ولاولی الالباب تبصرۃ وذکری صلواتہ وسلامہ علیہ وعلی اٰلہ الطیبین الطاہرین واصحابہ الہادین المہدیین صلوٰۃ وسلاما دائما کثیرا کثیرا۔

۲۔ حضرت امام العارفین قدوۃ الواصلین مخدوم سید محمد حسینی گیسو دراز خواجہ بندہ نواز قدس اللہ سرہ العزیز نے ۴ رجب المرجب ۷۲۱ھ کو دہلی قدیم میں عالم کو اپنے وجود باجود سے منور فرمایا سلطان محمد تغلق کے حکم سے جب دہلی کی ساری آبادی دولت آباد روانہ کی گئی حضرت مخدوم کے والد ماجد سید یوسف حسینی قدس سرہ بھی تمام اہل خاندان کو ہمراہ لیکر ۲۰ رمضان المبارک ۷۲۸ھ کو دہلی سے روانہ ہوئے اور ۷ محرم الحرام ۷۲۹ھ کو فائز دولت آباد ہوئے یہاں ۵ شوال المکرم ۷۳۱ھ کو انکی رحلت ہوئی۔ حضرت مخدوم اپنی والدہ ماجدہ اور دوسرے اہل خاندان کے ساتھ دولت آباد میں مقیم رہے مگر بعد میں بعض ایسے واقعات پیش آئے کہ انکی والدہ اپنے بھائی مستوفی الممالک ملک الامرا سید ابراہیم سے کبیدہ خاطر ہوگئیں۔ اپنے فرزندوں کو ہمراہ لیکر دولت آباد سے دہلی روانہ ہوئیں اور ۴ رجب ۷۳۶ھ کو وہاں پہنچیں۔ حضرت مخدوم صغر سنی ہی سے ختم المشائخ خواجہ نصیر الدین چراغ دہلی علیہ الرحمہ کے کمالات سنتے آئے تھے اور غائبانہ عاشق و فریفتہ ہو چکے تھے۔ دہلی پہنچکر چند دنوں کے بعد یعنی ۱۶ رجب ۷۳۶ھ کو ان کے حلقۂ ارادت و بیعت میں داخل و تحصیل کمالات ظاہری و باطنی میں مشغول ہو گئے۔ حضرت چراغ دہلی قدس سرہ کی رحلت ۱۸ رمضان المبارک ۷۵۷ھ کو واقع ہوی اوسوقت تک حضرت مخدوم مجاہدہ اور ریاضت اور شاغل باطنی میں اسقدر شغف اور انہماک کے ساتھ مشغول رہے کہ متاہل ہونیکا انھیں خیال تک کبھی نہیں آیا لیکن تجرد کا اثر اونکی صحت پر اتنا زیادہ پڑ رہا تھا کہ اونکی والدہ ماجدہ نے متاہل ہونیکا تقاضا شروع کیا۔ آخر اونکے فرمان سے مجبور ہوکر پیر کی رحلت سے کم و بیش چار سال بعد جبکہ سن شریف چالیس سال سے قدرے متجاوز ہو گیا تھا حضرت سید اجل احمد بن عارف باللہ سید جمال الدین مغربی قدس سرہ کی صاحبزادی سے نکاح کیا۔ ان سے حضرت مخدوم کو

٭ اس تحریر میں اختصار کی غرض سے ان کا نام نامی جہاں آئیگا صرف حضرت مخدوم کے الفاظ پر کفایت کی جائیگی۔

خداوند تبارک و تعالی نے دو صاحبزادے اور تین صاحبزادیاں مرحمت فرمائیں۔ بڑے فرزند مخدوم سید حسین معروف بہ سید اکبر حسینی و مشہور بہ سید بڑے تھے اور دوسرے فرزند موسوم بہ سید یوسف معروف بہ سید اصغر حسینی تھے۔

۳۔ حضرت مخدوم اور اونکے فرزندوں اور خلفا کے حالات میں جو کتاب سب سے پہلے لکھی گئی وہ سیر محمدی ہے اوس کے مولف حضرت محمد علی سامانی ہیں جو حضرت مخدوم کے مرید خاص تھے اور لہا سال اونکی خدمت میں رہے ۸۰۱ھ میں تیمور کے حملہ سے چند روز پیشتر جب وہ دہلی سے گجرات کی جانب روانہ ہوئے محمد علی سامانی اون کے ہمراہ رکاب رہے اور اونکے ہمراہ گلبرگہ شریف آئے اور اونکی رحلت (۱۶ ذی قعدہ ۸۲۵ھ) کے بعد بھی وہ یہاں مقیم رہے اور اونکی اولاد و خلفا کی حالات میں کتاب سیر محمدی ۸۳۱ھ میں تالیف کی۔ دوسری کتاب موسوم بہ تاریخ حبیبی و تذکرہ مرشدی ہے۔ اس کے مولف عبدالعزیز بن شیر ملک بن محمد واعظی ہیں سلطان علاء الدین احمد بن سلطان احمد ولی البہمنی کے وزیر بلند عالی ملک اجارستم کے ایما سے اونہوں نے یہ کتاب لکھی۔ ملک اجارستم حضرت سید مخدوم ید اللہ حسینی عرف سید قبول اللہ حسینی علیہ الرحمہ نبیرہ حضرت مخدوم کے مرید تھے۔ یہ دونوں کتابیں نہایت مستند ہیں۔ حضرت مخدوم المشائخ سید اکبر حسینی قدس سرہ کے حالات انہیں دونوں کتابوں سے اخذ کرکے ذیل میں لکھے جاتے ہیں۔

۴۔ حضرت سید اکبر حسینی کے ولادت کی تاریخ اتفاقاً کسی تذکرہ نویس نے نہیں لکھی مگر اس پر سب کا اتفاق ہے کہ حضرت مخدوم بندہ نواز متاہل اوس وقت ہوئے جب اون کا سن شریف چالیس سال سے قدرے زیادہ ہو چکا تھا یعنی ۷۶۱ھ یا ۷۶۲ھ میں اسلئے صحیح طور پر قیاس کیا جا سکتا ہے کہ حضرت سید اکبر حسینی کی ولادت ۷۶۲ھ یا ۷۶۳ھ میں ہوئی۔ حضرت مخدوم نے اپنی ایک تصنیف میں فرمایا ہے کہ تیہ بنی اسرائیل میں ایک قسم کے سات آٹھ درخت ہیں جن پر تجلی ربانی ہر وقت ہوتی رہتی ہے۔ اس لئے اون کو شجر تجلی کہتے ہیں۔ ان میں معدودے چند پھل پیدا ہوتے ہیں جن میں سے ہر ایک کا رنگ بو اور مزہ اور خاصیت جداگانہ ہے۔ ان درختوں سے ابدال واقف ہوتے ہیں اور جب کسی خوش نصیب انسان پر وہ عنایت فرما کر اوس کو اپنی آغوش تربیت میں لیتے ہیں تو اونکی نفسانی حالت کے اعتبار سے جو پھل اونکے مناسب ہوتا ہے اوس کا شیرہ اوسے کھلا دیتے ہیں جس کے کھاتے ہی اس کی ساری نفسانی کمزوریاں اور برائیاں فوراً دور ہو جاتی ہیں۔ حضرت سید محمد اکبر حسینی قدس سرہ کی جس روز ولادت ہوئی ابدالوں میں سے چند بزرگ جو حضرت مخدوم سے مستفید اور ان کے فیوض سے بہرہ یاب تھے انکی خدمت میں آکر فرزند کے تولد کی مبارکباد دی اور ان درختوں میں سے ایک کا پھل لا کر پیش کیا۔ نومولود بچہ کو

فرمایا شہد چٹایا جاتا ہے ان کو اس شجر قدسی کے پھل کا شیرہ چٹایا گیا۔ ان کے آیندہ کے کمال بزرگی اور جلالت شان پر اس سے زیادہ واضح اور کیا دلیل ہو سکتی تھی۔

۵۔ جب وہ سن شعور کو پہنچے پہلے اونہیں کلام اللہ شریف حفظ کرایا گیا۔ اس کے بعد وہ تحصیل علوم میں مشغول ہوئے اور دہلی کے اوس وقت کے اکابر علما کے حلقۂ درس میں داخل ہوئے اون کے اساتذہ میں حضرت قاضی عبدالمقتدر مخدوم مولانا خواجگی۔ مولانا محمد بغرا اور مولانا نصیر الدین رحمۃ اللہ علیہم علوم ظاہر اور باطن میں نہایت ممتاز اور بلند پایہ بزرگ تھے۔ قاضی عبدالمقتدر قدس سرہ حضرت خواجہ نصیر الدین چراغ دہلی کے ممتاز مرید اور خلیفہ تھے اور حضرت مخدوم بندہ نواز کو بھی ان سے شرف تلمذ تھا۔ حضرت سید اکبر حسینی چند ہی سال میں صرف نحو منطق بلاغت و معانی ادب و شعر فقہ و اصول فقہ حدیث و اصول حدیث اور تفسیر وغیرہم علوم میں درجۂ کمال بلکہ درجۂ اجتہاد تک پہنچ گئے۔ حضرت مخدوم نے ان کو اوایل عمر ہی میں سلسلۂ طریقت میں داخل کر لیا تھا۔ اور اُن کی باطنی تعلیم و تربیت شروع کر دی تھی۔ چونکہ جوہر قابل رکھتے تھے عنفوان شباب ہی میں کامل و مکمل ہو گئے۔ ابتدا ہی میں ان پر انقطاع عما سوی اللہ کا غلبہ اس قدر زیادہ ہوا کہ کسی جانب التفات اور توجہ مطلق باقی نہیں رہی۔ روایت ہے کہ اوایل مجاہدہ میں حضرت خضر علیہ السلام ان سے ملے اور فرمایا جو مقصود ہو بیان کرو جواب دیا کہ "مقصود من از ان جنس نیست کہ از شما خواستہ شود"۔ حضرت خضر اس جواب سے نہایت خوش ہوئے۔ غلبۂ حال میں ان سے احیاناً کرامتیں ظاہر ہوتی رہتی تھیں ایک مرتبہ شدید سرما کے زمانہ میں آگ روشن کی گئی تھی۔ اور ان کے ہمراہ مولانا علاء الدین گوالیری اور مولانا بہاء الدین امام اوس کے نزدیک بیٹھے تھے۔ انھوں نے فرمایا "ما را از مقصود ہیچ حجاب نیست ہر وقتیکہ خواہم مقصود را ببینم و اگر استواری دارید شما را بنمایم" ان کا فرمانا کسکو یاد نہیں ہوتا لیکن ان بزرگوں نے وقت کو نہایت غنیمت خیال کیا اور عرض کیا کہ دکھائیے۔ اونہوں نے آگ کی جانب اشارہ کیا کہ دیکھو۔ حضرت مولانا علاء الدین نے فرمایا کہ "آنچہ مقصود بود دیدم"۔ حق سبحانہ و تعالی کا ارشاد ہے وَكَذٰلِكَ جَعَلْنَا لِكُلِّ نَبِيٍّ عَدُوًّا شَيٰطِيْنَ الْاِنْسِ وَالْجِنِّ اولیا چونکہ انبیا کے قولاً و فعلاً و حالاً متبع ہیں مفسدین کی جماعت انکی بھی دشمن رہا کرتی ہے۔ ایک مرتبہ ایک بدنصیب شخص شیخو نام نے جو توت بیچا کرتا تھا ان پر سحر کر دیا۔ وہ نہایت علیل ہو گئے مگر حقیقت حال کا اظہار کسی پر بھی نہیں کیا۔ آخر حضرت مخدوم نے ان سے استفسار فرمایا اور اظہار حال کے لئے مصر ہوئے اسوقت اونہوں نے کہا کہ شیخو نے سحر کیا ہے اور فلاں فلاں

مقام پر دفن کیا ہے۔ حضرت مخدوم نے چند آدمیوں کو اون مقامات کی نشاندہی کر کے بھیجا اور ان لوگوں نے زمیں کھود کر سحر کے اشیا کو برآمد کیا۔

۶۔ حضرت مخدوم سید اکبر حسینی قدس سرہ تمام عمر اپنے والد ماجد کی صحبت میں فیض یاب ہے۔ سنہ [illegible] میں والد کے ہمراہ دہلی سے روانہ ہوئے اون کے ہمراہ سفر میں رہے اور سنہ [illegible] میں گلبرگہ تشریف لائے۔ اواخر سنہ [illegible] میں حضرت مخدوم نے انھیں خلافت مرحمت فرمائی اور جماعت خانہ میں اپنے روبرو بستہ نہالچہ پر ان کو بٹھایا۔ اس کے تقریباً سات ماہ بعد روز چہارشنبہ ۱۲ ربیع الآخر سنہ ۸۱۲ھ کو انکی رحلت ہوئی رحمۃ اللہ علیہ رحمۃ واسعۃ۔ ان کا نکاح سلطان علاءالدین خلجی کے بھائی حاتم خاں کے نبیسہ ملکہ جہاں کی صاحبزادی سے ہوا تھا ملکۂ جہاں حضرت امیر خسرو دہلوی کے خاص دوستوں میں تھے۔ اور انھوں نے اپنے بعض اشعار میں ان کی مدح کی ہے۔ ملکۂ جہاں دولت آباد چلے آئے وہیں ان کا انتقال ہوا۔ ان کا مزار خلد آباد شریف کے جنوبی دروازہ کے باہر جنوب مغرب جانب آدھے میل کے فاصلے پر واقع ہے۔ حضرت اکبر حسینی کو خداوند تعالی نے ایک لڑکا اور ایک لڑکی عطا فرمائی صاحبزادہ کا نام نامی سید سفیر اللہ حسینی تھا۔ روضۂ حضرت مخدوم کی سجادگی انہیں کی اولاد میں آرہی ہے حق سبحانہ و تعالی یہ سلسلہ تا قیام قیامت قایم رکھے۔

۷۔ حضرت سید اکبر قدس سرہ زیدی حسینی سید ہیں۔ ان کا سلسلۂ نسب یہ ہے:۔ مخدوم سید[1] حسین معروف بہ سید اکبر و مشہور بہ سید بڑے بن حضرت مخدوم العارفین سید محمد[2] گیسو دراز خواجہ بندہ نواز بن سید یوسف[3] بن سید علی[4] بن سید محمد[5] بن سید یوسف[6] بن سید حسن[7] بن سید محمد[8] بن سید علی[9] بن سید حمزہ[10] بن سید داود[11] بن سید زید[12] بن سید ابوالحسن[13] الجندی بن سید حسین[14] بن سید ابو عبداللہ[15] بن سید محمد[16] بن سید عمر[17] بن سید عمر[18] یحیی بن سید حسین[19] بن سید شہید[20] المظلوم بن امام ہمام زین العابدین[21] بن سید الشہدا امام حسین[22] شہید دشت کربلا بن امام المشارق والمغارب امیر المومنین سیدنا علی[23] بن ابی طالب کرم اللہ وجہہ و سیدۃ النساء فاطمۃ الزہرا علیہا السلام بنت سید المرسلین خاتم النبیین احمد مجتبی محمد مصطفی صلی اللہ علیہ والہ وسلم۔

۸۔ حضرت مخدوم سید اکبر حسینی اپنے والد ماجد کے مرید اور خلیفہ تھے سلسلہ طریقت چشتیہ نظامیہ ہے۔ یہ سلسلہ اس قدر زیادہ مشہور ہے کہ شجرہ کے لکھنے کی چنداں ضرورت نہیں ہے مگر محبان و محبوبان الہی کا ذکر خیر ہمیشہ موجب نزول رحمت الہی ہے اس لئے تیمناً و تبرکاً لکھا جاتا ہے:۔ مخدوم سید حسینی[1] معروف بہ سید اکبر حسینی و مشہور بہ سید بڑے اخذ السلسلۃ العلیۃ الچشتیۃ عن ابیہ مخدوم سید محمد[2] حسینی گیسو دراز بندہ نواز عن ختم المشائخ



خواجہ نصیر الدین[3] چراغ دہلی عن سلطان المشائخ محبوب الٰہی نظام الدین[4] اولیا عن حجۃ المحبت شیخ الاسلام خواجہ فرید الدین[5]
گنجشکر اجودہنی عن قطب الاقطاب خواجہ قطب الدین[6] بختیار کاکی اوشی عن خواجۂ خواجگان خواجہ غریب نواز معین الدین[7]
حسن سجزی عن شیخ المشائخ خواجہ عثمان[8] ہرونی عن شیخ الاسلام خواجہ حاجی شریف[9] زندنی عن شیخ الاسلام خواجہ مودود[10] چشتی
عن شیخ الاسلام خواجہ ناصر الدین ابو یوسف[11] چشتی عن شیخ الاسلام خواجہ ابو محمد[12] چشتی عن شیخ الاسلام خواجہ ابو احمد[13] ابدال
چشتی عن شیخ المشائخ خواجہ ابو اسحٰق[14] شامی عن شیخ المشائخ خواجہ ممشاد[15] علو الدینوری عن شیخ المشائخ خواجہ ابو ہبیرۃ[16]
البصری عن شیخ المشائخ خواجہ حذیفۃ[17] المرعشی عن سلطان التارکین سلطان ابراہیم[18] بن ادہم بلخی عن شیخ المشائخ
خواجہ فضیل[19] بن عیاض عن شیخ المشائخ خواجہ عبد الواحد[20] بن زید عن سید التابعین خواجہ خواجگان حسن[21] البصری عن امام المشارق
والمغارب امیر المومنین علی[22] بن ابی طالب رضی اللہ تعالیٰ عنہ وعنہم اجمعین عن سید المرسلین خاتم النبیین احمد مجتبیٰ
محمد[23] مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔

۹۔ اپنے والد ماجد کی طرح حضرت سید اکبر حسینی بھی ولی مادر زاد اور محبوب محب پیدا ہوئے۔ تمام عمر عصمت الٰہی ان کے شامل حال رہی اور کبھی کوئی فعل جس میں شرعاً خفیف سی بھی کراہت ہو ان سے سرزد نہیں ہوا۔ ان کے والد ان کے پیر بھی تھے اس لئے انکی ظاہر و باطن کی حالت سے ان سے زیادہ کون واقف ہو سکتا تھا۔ (بروایت محمد سامانی) وہ فرمایا کرتے تھے کہ "اگر محمد اکبر پسر من نمی بودے من ابریق کشی او میکردم" اور فرمایا کرتے تھے "ہیچ مریدے از پیر بہتر نشدہ است مگر دو نفر یکے خدمت شیخ قطب الدین از شیخ معین الدین رضی اللہ عنہما دوم محمد اکبر از من" خطائر القدس کے آخر میں حضرت مخدوم فرماتے ہیں "امشب کہ شب پانزدہم جمادی الاخری تاریخ سنہ ۸۰۳ ثلاث وثمانمائۃ است فرزند کہ مولود از سر من است وموجود از صلب من است مستتر شدے طالبے بیشتر نمیگویم ازین سخن کہ پدرم گمان برند کہ رعایتے وعنایتے دارد وگرنہ گویم کہ در آمدند کہ در رہ پیر اجتہاد قدمے استوار نہادہ است و در حقایق ومعارف بدان مرتبہ باشد کہ در دقایق این کار و حقایق مردان کبار کم باشد و ہرچہ گوید و شنود و از انداز مشاہدہ ومعاینہ او باشد اگر او مرا پسر نبودے من ابریق کشی او میکردم نیک نفسے صاف دلے پاک چشمے کاملے مکملے راشدے مرشدے آمد......" (خطائر القدس مطبوعہ صفحہ ۱۸۵۔۱۸۶)۔ جب ان کا انتقال ہوا حضرت مخدوم نے اپنے دست مبارک سے ان کو غسل دیا۔ اور فرمایا کرتے تھے کہ میں نے دو شخصوں کو غسل دیا ہے ایک اپنے پیر حضرت خواجہ نصیر الدین چراغ دہلی کو ان کی وصیت کی اتباع میں اور دوسرے سید محمد اکبر کو۔ ان کے



مزار کی زیارت کو حضرت مخدوم ہر چہار شنبہ کو جایا کرتے تھے[6] اور کچھ کھانا پکوا کر لیجایا کرتے اور تقسیم کر دیا کرتے تھے۔ بروایت محمد سامانی قدس سرہٗ "مقام علاحدہ طریق جماعت خانہ راست کنانیدہ بودند پیش قبر ایشان سر بر زمین می آوردند و گوش می داشتند مجاور را و را بر می گرفتند۔ و می فرمودند محمد اکبر مستحق این است اگر من بغیر استحقاق میکنم خود فردائے قیامت جنگ ہمہ عارفان و دامن من"

۱۰۔ حضرت سید اکبر حسینی کی رحلت کا واقعہ بھی عجیب ہے جو انکی مرتبہ کی نہایت بلندی اور انکی جلالت شان پر دلالت کرتا ہے میں اس سانحہ کو محمد سامانی قدس سرہ کے ہی الفاظ میں یہاں لکھتا ہوں: "دیگر فرمودند (یعنی حضرت مخدوم بندہ نواز) آخرین ماہ رمضان کہ بعد آن نقل کردہ است (یعنی سید اکبر حسینی) جلابے ہر شب میخوردے من گفتیم چرا میخوری این ترا مضر است گفت حضرت بی بی فاطمۃ رضی اللہ عنہا فرمودند من درین ماہ رمضان ہر شب بر تو خواہم بود ہر چہ میدانی بخور ترا مضرت نخواہد کرد۔ دیگر فرمودند یک روز بر من گفت مرا فراشی حظیرۂ قدس سید ہند این مقامے است زیر عرش امیر المومنین علی کرم اللہ وجہہ ہمانجا عہدہ دارند و خدمت شیخ فرید الدین ہم آنجا اند گفتیم زنہار قبول نکنی آنگاہ مرا خراب کنی بر روے گفت قبول کنم بل کردم۔ فرمودند من ہمانروز دانستم کہ این را نخواہند گذاشت روز چہار شنبہ پانزدہم ماہ ربیع الآخر سنہ ۸۱۲ اثنا عشر و ثمانمایہ ازین جہان در آن جہان رحلت فرمودند"

۱۱۔ خواجہ حافظ شیرازی نے اللہ اللہ کیا خوب کہا ہے اور حقیقت الحقایق کا کس خوبی سے انکشاف کیا ہے فرمایا ہے[5]

شنیدہ ام سخنے خوش کہ پیر کنعان گفت — فراق یار نہ آن میکند کہ بتوان گفت

بیٹے کے مرنے کا غم باپ کو ہونا فطری اور لابدی ہے خصوصاً جبکہ بیٹا کمالات ظاہری و باطنی اور باپ کی خدمت گذاری و اطاعت اور محبت کی فدائیت میں یکتائے روزگار ہو۔ حضرت مخدوم کو بیٹے کی رحلت کا شدید رنج ہوا۔ ان کے مکتوبات میں دو مکتوب ہیں ایک وہ جسے انھوں نے خلیفۂ خاص شیخ علاء الدین کالپوی کو تحریر فرمایا تھا دوسرا وہ جس کو "مولانا محمد معلم و سید علاء الدین و مولانا میران شاہ و دیگر مریدان را بعد نقل مخدوم زادہ بزرگ" لکھا تھا یہ دونوں مکتوب ان کے مکتوبات میں موجود ہیں اور طبع ہو چکے ہیں۔ ان خطوط سے اس رنج و حزن و ملال کا قدرے اندازہ ہو سکتا ہے جو حضرت مخدوم کو ہوا اور جس سے حضرت مخدوم زادہ کی موت کے سبب کا بھی انکشاف ہوتا ہے۔ ان دونوں مکتوب کے مضامین کو جہاں تک اس حادثہ سے متعلق ہیں درج کرتا ہوں ۔ دنیا میں شاذ و نادر ہی کوئی ایسا خوش نصیب ہے جو فقدان اولاد کے درد و غم و مصیبت میں مبتلا نہ ہوا ہو۔ حضرت مخدوم کے یہ مضامین نہایت محققانہ اور عارفانہ ہیں۔ اور اولاد کی موت کے درد و غم کے مار گزیدوں کے لئے تریاق اعظم کا حکم رکھتے ہیں:۔



(۱) مکتوب چهل و سوم بجانب شیخ علاء الدین بعد نقل مخدوم زاده بزرگ :- فرزند دینی مولانا علاء الدین
کالپوری دعاے محمد حسینی مطالعه کند - زبان از گفتار گنگ است و قلم از رفتار لنگ است چه جام مراد ما که کام ما نه پیوست
دم خمر صبوح مادر غم تاب نوح افتاد و دیگ جوش ما پخته نشد هواهاے این سوخته خام ماند با دصرصر اگند کان منتهٔ بوده ام
که شجر مشایخ چشت را ازین درخت بهشت که او را نهال طوبی دانسته بودم شاخ و برگے شود گلے و بارے دهد جهانیان ازین
برخوردار گردند چه گویم آفتاب از مطلع غیب طلوع کرد و اعجبا کما طلعت غربت گوئی این طلوع و غروب
توامان بوده اند بمعیت و جمعیت بیکبار بیک جنبے بیک شکم باهم زاده بودند رو نمودن آن زمان همان و پرده بر رخ
کشیدن آن زمان همان ... اما حاصل سخن این مسکین نزار برین گفتار آمد آنچه ما خواستیم خدا نخواست هان هان
هان این کلام جامع اسرار قدسیان است همان را بخوان إِنَّا لِلَّهِ وَإِنَّا إِلَيْهِ رَاجِعُونَ من دهی صبره
ام که زیرا چه صبر باوے مبارزی است و چه جاے شکر است که شکر بادے برابری است اے محمد یوسف حسینی
گیسو دراز سخن را کوتاه کن زبان زیر دندان نه دل را بمنقار اذکار رگما رندا باب باید که هر ساعتے بکارے جدے
رود جد هر یکے بحسب حال اوست هر چه ترا از دید او مقصود کار باز دارد آن هذل هذیان وقت تست الا
من فات وقته فقد فات ربه سید محمد باقر (علیه و علی آبائه الصلوة والسلام) گفته است درین آیت
وَالَّذِينَ كَفَرُوا أَوْلِيَاؤُهُمُ الطَّاغُوتُ کل ما شغلک عن مطالعة الحق فهو طاغوتک
باید که زن و فرزند دلبند تو نشوند پابند ره حق نگردند آینده رونده ترا بخود مشغول ندارند در روز آمدن
شب را انتظار مکن و شب را بطلوع روز نظر مدار و فتوح غیب را خزانه گره بند مساز زینهار هزار زینهار
هر چه پیش آید در راه مدار پس افتاد روزگار خود مکن آینده رونده آرنده برنده را بخدا سپار و وقت خوش
را بغنیمت نه ...."

(۲) مکتوب پنجاه و چهارم بجانب مولانا محمد معلم و سید علاء الدین و مولانا میران شاه و دیگر
مریدان بعد نقل مخدوم زاده بزرگ :- تسلیمات نامیه و تحیات زاکیه اصحاب ارادت و ارباب
عقیدت بخطاب مستطاب مطالعه کنند قوله عزّ من قایل وَمَا مُحَمَّدٌ إِلَّا رَسُولٌ قَدْ خَلَتْ مِن
قَبْلِهِ الرُّسُلُ اشکالے باشکالیست این کلام قدسی ما ترددت فی شیء کترددی فی قبض
روح عبدی المؤمن یکره موته وانا اکره ولکن جری التقدیر علی ذلک
ولابد منه هان دهان بعد ازین فهم ملی و خفی می شاید که من بناله و آه بر مساو صباح نزاری دوران



که دخترِ صبوح من غرقاب نوح افتاد و در شب آن روز من در غرقاب بحر ختم با هر سنگریزه و خرمهره آشنا گشت بهار
امید مرا خزان زد و گلبن وجود تازگی وجود مرا لهب هفت درکهٔ دوزخ بیک نفس بسوخت بسوزے گرفتارم که غزل نامه
کتاب دوزخ می نویسند و بجنب آن تعذیب دوزخ عین نعیم می نماید چون باشد که دل عمرے بامید بسته بود و بلمح البصر ناچیز
و نابود گردد و آنکه گریه گویم چه سودمند آید کتاب الله می فرماید وَاصْبِرْ وَمَا صَبْرُكَ اِلَّا بِاللّٰهِ این بار بالله یا به
استعانت بار یا با معیت یا با مقابله هر چه شد شد اما این درد را درمانے روے نه نمود. مصرعه - من ندانستم از اول
که تو بے مهر و وفائی - حدیث این حادثه و قصه این غصه در حریم کتابت در نمی آید - الله الله الله - هذا باب
پیوستگان ما هر یکی مولانا محمد و عبید الله و پسران سید علاء الدین و پسر سید عالم و مولانا شعیب و میران شاه و باقی
متعلقان و پیوستگان بدانند که محمد اکبر من باختیار خویش از من اعراض کرد و سفر قدس اورا اختیار افتاد
تقدیر مبرم بود و تعجیل بحکم ساخت هر چند گفتم باز آے که من پیر سوخته دردمند خواهم شد نشنود البته بحظیرهٔ قدس بجوار
آنجا رفت اگر از آن حکایت کنم هیچ گوشے استماع آن را تحمل نکند که گاہے در فهم دلے نیاورده است حاصل این
سخن این است اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّا اِلَیْهِ رٰجِعُوْنَ - کل شئ یرجع الی اصله اما مارا در دست تقسیم وا نده ہے
متابعم دامنگیر دل شد. ......"

۱۲ - حضرت سید اکبر حسینی قدس سره اپنے اشغال میں اسقدر زیادہ منہمک رہا کرتے تھے کہ تصنیف و تالیف کی جانب اوسی وقت توجہ فرمایا کرتے تھے جب اون کے دوستون اور وابستگون کی درخواست ہوا کرتی تھی تاہم متعدد کتابین تصنیف فرمائین جنکی تفصیل یہ ہے :- (۱) معارف عربی در نحو (۲) شرح تعبیر ملتقط تصنیف الداوشان (۳) عقاید نامہ فارسی در عقاید اہل سنت (۴) رسالہ اباحت سماع (۵) رسالہ اباحت پوشیدن کفش در مسجد (۶) حضرت مخدوم کے ملفوظات کے دو نسخے ایک کو دہلی میں لکھا تھا اور (۷) دوسرا مسمی بہ جوامع الکلم جو اثنائے سفر گجرات میں لکھا گیا (۸) مقامات صوفیان عربی (۹) تصریف مالکی (۱۰) شرح سوانح امام احمد غزالی (۱۱) شرح رسالہ فارسی در صرف اور (۱۲) یہ کتاب مستطاب جو طبع ہو کر شایع ہو رہی ہے یعنی تبصرۃ الاصطلاحات الصوفیہ۔ ان کے علاوہ اور بھی چند چھوٹے چھوٹے رسالے لکھے گئے ہیں مگر شرح سوانح اور عقاید اور تبصرۃ الاصطلاحات کے سوا ان کی تصنیفات میں کسی دوسری تصنیف کے مطالعہ کا شرف مجھے حاصل نہیں ہو سکا۔ ان کا پتہ کہیں نہیں مل سکا غالباً اب وہ باقی نہیں ہیں اور دستبرد زمانہ سے مفقود ہو چکی ہیں۔ حضرت مخدوم رضی اللہ عنہ نے عقاید اہل سنت میں خود ایک کتاب لکھنے کا ارادہ فرمایا تھا بلکہ شروع بھی کر چکے لیکن جب اونہیں معلوم ہوا کہ حضرت



سید اکبر حسینی قدس سرہ ایک سالہ لکھ رہے ہیں تو خود دست کش ہو گئے۔ اور فرمایا کہ وہی کتاب کافی ہو گی۔ امام احمد غزالی کی سوانح حضرت سید اکبر حسینی نے والد بزرگ سے سبقاً پڑھی تھی لہٰذا اس کے بعد اوسکی شرح لکھنے کا ارادہ فرمایا اور حضرت مخدوم سے اجازت کے خواستگار ہوئے۔ اونھوں نے اجازت دی لیکن یہ بھی فرمایا کہ امام احمد غزالی سے بھی اجازت حاصل کر لو چنانچہ معنوی طریقہ پر اون سے اجازت حاصل کرنیکے بعد شرح لکھی۔ یہ شرح مختصر ہے اور نہایت ہی غامض ہے اسرار الٰہی کے اظہار سے انھوں نے احتراز کیا ہے۔ اپنی ہر تصنیف کو اثنائے تحریر میں اور تکمیل کے بعد حضرت والد کے ملاحظہ میں پیش کیا کرتے تھے۔ جوامع الکلم کے مضمون کو ہر روز لکھنے کے بعد والد ماجد کو دیدیا کرتے تھے۔ وہ ملاحظہ فرما کر اور احیاناً جہاں ضرورت ہوتی اصلاح دیکر واپس فرما دیتے تھے اور بہت خوش ہو کر فرمایا کرتے تھے کہ سید اکبر اس طرح لکھ رہے ہیں گویا میں خود لکھ رہا ہوں تبصرۃ الاصطلاحات حضرت مخدوم کی ایما اور اجازت سے لکھی گئی اور اثنائے تحریر میں بار بار اون کے ملاحظہ میں پیش کی گئی چنانچہ حضرت مخدوم سید اکبر حسینی نے متعدد مقامات پر اس کا ذکر بھی کیا ہے۔

۱۳۔ ہر علم کے لئے اوس کے اصطلاحات مخصوص ہیں اور کسی علم کو جاننے اور سمجھنے کے لئے اوس کے اصطلاحات کا جاننا اور سمجھنا ضرور ہے۔ علم تصوف کے بھی اصطلاحات خاص ہیں اور جب تک اونکے معانی سے پوری واقفیت حاصل نہ کر لی جائے تصوف کی کسی کتاب کا کما حقہ سمجھنا دشوار بلکہ محال ہے۔ غالباً اسی خیال کو پیش نظر رکھکر حضرت سید اکبر حسینی نے تبصرۃ الاصطلاحات الصوفیہ کے فصل نہم (صفحہ ۱۲۴-۱۲۵) میں تھوڑے سے اصلاحی الفاظ کی شرح کر دی ہے۔ گو یہ الفاظ معدودے چند ہی ہیں لیکن ایسے ہیں جنکو جاننا اور ان کے مفہوم سے واقف ہونا تصوف کی کتابوں کو سمجھنے کے لئے نہایت ہی ضرور ہے۔ ان اصلاحات کے مختصر بیان کے علاوہ تقریباً بقیہ تمام کتاب حضرت مخدوم بندہ نواز حسینی قدس سرہ العزیز کی بہترین اور نہایت ہی بلند پایہ اور نہایت دقیق اور غامض تصنیف اسمار الاسرار کے نہایت غامض دقیق اور عسیر الفہم اسمار اور مضامین کی شرح ہے فصل دوم میں سمر ۷۳ کی فصل سوم میں سمر ۹۴ کی فصل چہارم میں سمر ۱۰ کی فصل پنجم میں سمر ۸ کی فصل ششم میں سمر ۸۳ کی فصل نہم میں ۱۱۴ کی اور فصل دہم میں سمر ۷۶ کی تفصیل و بسط سے شرح کی ہے فصل اول میں بطور تمہید کے یہ اصول بیان کیا ہے کہ اولیا کی باتیں غیر متعلق لوگوں کے روبرو بیان نہیں کرنی چاہئے فصل ششم اور ہفتم میں اولیا کے شطحیات کا اور ان کلمات کا بیان ہے جو بعض اکابر کی زبان سے حالت سکر اور غلبۂ حال میں نکلے فصل یازدہم میں انسان کی حقیقت اور عالم صغیر و کبیر کا بیان ہے اور فصل دوازدہم میں چند مختلف مسائل بیان کئے گئے ہیں۔

۱۴۔ اس کتاب کی فصل ششم میں حضرت سید اکبر حسینی نے ایک ایسے مسئلہ پر بحث کی ہے اور اوسکو واضح طور پر بیان فرمایا ہے جس کے متعلق بعض بزرگان صوفیہ کو زمانہ دراز سے غلط فہمی ہوتی آئی ہے اور جس میں کم علم اور نا فہم اور بے قید متصوفہ نے اپنی نا فہمی اور بے قیدی کو کام میں لا کر بہت رنگ آمیزی کر دی ہے یہ مسئلہ ابلیس کا حضرت آدم علیہ السلام کو حکم الٰہی ہے

انحراف کرکے سجدہ نہ کرنیکے متعلق ہے۔ اکابر صوفیہ کی جماعت کے بعض بزرگوں نے یہ خیال ظاہر کیا ہے کہ ابلیس ذات پاک قدسی الہی کا نہایت شدت سے دل دادہ اور عاشق تھا اور کی غیرت عشق نے اوسکو کسی طرح آمادہ ہونے نہ دیا کہ غیر کو سجدہ کرے۔ نافرمانی کا نتیجہ جو ہونیوالا تھا اوسے وہ خوب جانتا تھا۔ مگر اوسے غیرت عشق اسقدر شدید تھی کہ اوس نے رد و طرد و لعنت دائمی سب کچھ قبول کیا لیکن غیر معشوق کو سجدہ نہ کرنا تھا نہ کیا۔ ان بزرگوں نے اوس کے اس متمردانہ فعل کو نتیجہ قرار دیا ہے اوسکی عشق الہی کی شدت اور توحید میں کمال استغراق کا اور اوس کی فتوت اور مردانگی کی خوب داد دی ہے۔ میرا گمان ہے کہ اس خیال کے ظاہر کرنیوالے بزرگوں میں سب سے اول حضرت حسین بن منصور حلاج تھے اور حضرت قاضی عین القضات ہمدانی نے اونکی اتباع کی اور اپنی تصانیف میں (خصوصاً تمہیدات میں) بہت شد و مد سے اس کا اظہار فرمایا۔ رحمۃ اللہ علیہما۔ ان کے بعد متصوفہ کی ایک جماعت انکی ہمخیال ہوتی آئی۔ تبصرۃ الاصطلاحات کی فصل ششم (صفحہ ۱۱۴) میں حضرت سید اکبر حسینی قدس اللہ سرہ العزیز فرماتے ہیں: "اما اصل سخن اینجا آنست کہ اباے او و استکبار او از مقام محبت و عشق نبود از آنکہ چون حق تعالی فرمود ما

مَنَعَكَ أَلَّا تَسْجُدَ إِذْ أَمَرْتُكَ قَالَ أَنَا خَيْرٌ مِّنْهُ خَلَقْتَنِي مِن نَّارٍ وَخَلَقْتَهُ مِن طِينٍ

گفت من بہتر از آدمم مرا از آتش آفریدی او را از خاک آتش بر خاک فضل دارد۔ از ین جہت سجدہ نکردم و نگفت در جواب غیر ترا سجدہ نکنم کہ عاشق غیر معشوق را سجدہ نکند"۔ اس کے بعد کیا خوب فرمایا ہے "ازان کہ حق تعالی در علم قدیم خود دانست کہ مردمان او را عاشق خوانند گفت او را پرسید سبب اباے تو چیست او عذرے پیش آورد تا او را عاشق نگویند عشق خاصۂ انسان است ــــ ملایکہ را از ان نسبت نیست ......" عصمت صرف انبیا علیہم السلام کو ہے دوسرا کوئی بشر معصوم نہیں ہے۔ اس لئے غلطی اور غلط فہمی ہر بشر سے ہو سکتی ہے خواہ وہ کیسا ہی بڑا عالم اور عارف ہو۔ اس سے قطع نظر حسین منصور حلاج اور قاضی عین القضاۃ ہمدانی نہایت مغلوب الحال بزرگ تھے۔ اور ان پر جذبی کیفیت اکثر غالب رہا کرتی تھی باین ہم قاضی صاحب نے خود اپنی کتاب تمہیدات میں ایک مقام پر صاف صاف لکھدیا ہے کہ ابلیس کا آدم علیہ السلام کے سجدہ سے انکار اوس کے غرور نخوت اور استکبار کا نتیجہ تھا نہ کہ غلبۂ توحید و عشق کا۔ اللہ تعالی حضرت سید اکبر حسینی قدس سرہ کی روح پاک پر بے پایان رحمت نازل فرمائے کہ اس غلطی اور غلط فہمی کو جس میں نہ صرف بے علم متصوفہ بلکہ بہت سے اچھے اور بزرگ صوفیہ مبتلا رہے اس خوبی اور وضاحت سے بیان فرمادیا۔

۱۵- اس کتاب کے مجھے تین نسخے ملے۔ ایک نسخہ تقریباً تین سو سال کا لکھا ہوا مجھے میرے محترم دوست علامہ حکیم مرزا آقا قاسم علی بیگ صاحب سے اور دوسرا میرے عنایت و کرم فرما نواب معشوق یار جنگ بہادر سے عاریت ملا۔ نسخہ کتبخانہ کلیانی کے نسخہ سے نقل کیا گیا تھا۔ دونوں کے باہم مقابلہ سے میں نے نقل لی۔ اوس کے بعد تیسرا نسخہ جو

غالباً اب کتب خانہ آصفیہ میں ہے مستعار لیا اور میری نقل کردہ کتاب کا اون سے مقابلہ کیا گیا تینوں نسخے نہایت غلط لکھے ہوئے تھے تاہم جہاں تک ممکن ہو سکا تصحیح کی گئی ۔ نسخوں میں جہاں جہاں الفاظ میں اختلافات تھے بقدر ضرورت حاشیہ پر لکھدئے گئے ۔ بہت الفاظ ایسے ملے جو تینوں نسخوں میں ایک ہی طرح لکھے ہوئے تھے اور غلط تھے وہ میرے نسخہ میں بجنسہ نقل کردئے گئے اور اُنپر استفہام کی علامت (؟) لکھدیگئی اور جہاں جہاں میرے خیال میں صحیح الفاظ معلوم ہوئے حاشیہ پر استفہام کی علامت کے ساتھ لکھدئے گئے ۔ میری اس نقل کردہ کتاب سے تبصرۃ الاصطلاحات کی طباعت کرائی گئی ۔

۱۶ - مذکورہ بالا تین نسخوں سے میں نے نقل لی اور اس نقل سے یہ کتاب طبع کرائی گئی ۔ بعض جگہ بدیہی طور پر مضمون غلط لکھا ہوا تھا اور بعض جگہ عبارت صریحاً الحاقی تھی ۔ تینوں منقول عنہم نسخوں میں عبارتیں چونکہ بجنسہ یکساں تھیں اور مجھے ردوبدل کا حق نہ تھا ۔ اس لئے ویسی ہی نقل کی گئیں اور طبع کرادی گئیں لیکن اون غلطیوں اور الحاقات کو وضاحت سے بیان کردینا بھی میرا فرض ہے اسلئے اس تحریر میں صراحت سے بیان کردیتا ہوں :-

(الف) تبصرۃ الاصطلاحات کے دیباچہ میں اسکی تصنیف کا سال سنہ سوں ۷۸۰ھ اور الفاظ میں "ثمانین سبعمائۃ" اور زمانہ سلطان فیروز شاہ تغلق کا لکھا ہے ۔ یہ سب غلط ہے ۔ اس کتاب کا زیادہ تر حصہ اسمار الاسرار کے بعض سمروں کی شرح میں لکھا گیا ہے ۔ (سمر ہشتاد و سوم میں جس کی شرح تبصرۃ الاصطلاحات کی فصل ہشتم میں ہے) ۔ حضرت مخدوم بندہ نواز نے اپنی ایک تصنیف مسمی بہ استقامت الشریعت علی طریق الحقیقت کا حوالہ دیا ہے (صفحہ ۱۱) ۔ اس کتاب کے دیباچہ میں وہوں نے تحریر فرمایا ہے "اما بعد درین زمانہ کہ تاریخ ہجرت بہ ہفتصد و نود و دو رسید" (دیکھو مجموعہ یازدہ رسایل صفحہ ۳/۱) یعنی یہ کتاب ۷۹۲ھ میں تصنیف ہوئی لہذا اسمار الاسرار اس سال کے بعد تصنیف کیگئی ۔ عبدالعزیز بن شیر ملک قدس سرہ نے تاریخ حبیبی و تذکرہ مرشدی (جس کا ذکر اس تحریر کے فقرہ ۳ میں کیا گیا ہے) میں حضرت مخدوم کے تصانیف کا تفصیل سے ذکر کیا ہے ! اور صراحت سے بیان کیا ہے کہ کون کون کتابیں دہلی کے قیام کے زمانہ میں اور کون کون کتابیں دہلی سے گلبرگہ تک سفر کے زمانہ میں اور کون کون گلبرگہ شریف میں تصنیف کی گئیں اور اسمار الاسرار کے متعلق صاف صاف لکھا ہے کہ گلبرگہ میں تصنیف کیگئی ۔ حضرت بندہ نواز ۸۱۵ھ میں گلبرگہ تشریف لائے ۔ لہذا اسمار الاسرار اس سال کے بعد لکھی گئی ۔ لازمی طور پر نتیجہ یہ نکلتا ہے کہ تبصرۃ الاصطلاحات ۸۱۵ھ کے بعد لکھی گئی ۔ کاتبوں کی قوم ابتدا سے آجتک سہواً و عمداً غلط نویسی میں ہمیشہ ممتاز رہی ہے اس قوم کو ہمیشہ اپنی اجرت سے غرض رہی اور اکثروں نے بے باکی سے قرآن پاک کی بھی غلط کتابت کرنے میں دریغ نہیں کیا ۔ میرا خیال ہے کہ تبصرۃ الاصطلاحات ۸۰۷ھ میں تصنیف کی گئی کاتب سنہ ہمیشہ غلط لکھا کرتے تھے ۔ کاتب نے ۷۸۰ھ لکھدیا اور کسی دوسرے نے وضاحت کے لئے الفاظ میں بجائے سبع و ثمانمائۃ کے ثمانین و سبعمائیہ لکھا اور ایک نسخہ سے دوسرے نسخہ میں سنہ اور عبارت دونوں غلط نقل ہوتی آئیں ۔ حضرت مخدوم کے گلبرگہ آنے کے وقت سلطان فیروز بہمنی کی بادشاہت تھی ۔ مصنف علیہ الرحمہ نے بادشاہ وقت کا نام صرف فیروز شاہ لکھا ہوگا ۔ ۷۸۰ھ میں حضرت مخدوم اور اونکے فرزندوں کا قیام دہلی میں تھا اور اوس وقت فیروز تغلق وہاں کے بادشاہ تھے ۔ ۷۸۰ھ کو تصنیف کا سال صحیح سمجھ کر کتاب کے کسی پڑھنے والے نے لفظ "فیروز شاہ" کے بعد لفظ تغلق بڑھادیا

اور بعد کے نسخوں میں بھی نقل ہوتا ہوا چلا آیا۔ حاصل یہ کہ "۸۰۰ھ" اور فیروز تغلق دونوں غلط ہیں یہ کتاب یقیناً گلبرگہ شریف میں فیروز بہمنی کے زمانہ میں تصنیف کی گئی اور سنہ تصنیف (۸۰۷) سبع و ثمانمایۃ تھا۔

(ب) فصل پنجم میں (صفحہ ۹۳ از سطر اول) عبارت "ہمہ صفات اوست اما از اوج کلیت" سے "از مطلق با نملانی" تک اور دونوں رباعیاں "رفتم بہ تماشائے گل آن شمع طراز" سے دوسری رباعی کے آخر مصرعہ "اے بیخبر از حسن ہقید چہ کنی" تک مولانا جامی علیہ الرحمہ کی مشہور کتاب لوایح کے لایحہ پنجم سے لفظ بہ لفظ نقل کی گئی ہے لیکن مولانا جامی کا نام نہیں لکھا گیا ہے اور اس کے بعد مولانا جامی کا حوالہ دیکر "چنانچہ مولانا جامی فرمودہ اند" لوایح ششم سے رباعی "گر در دل تو گل گذرد گل باشی الخ" نقل کر دی گئی ہے حالانکہ مخبر الواصلین نے مولانا جامی کی مدت عمر اور تاریخ وسال رحلت کے متعلق یہ اشعار لکھے ہیں ؎

"سال عمر شریف او نود است ٭ یا کم و بیش از شمار صد است
ہاتفم گفت سال رحلت او ٭ جائے جامی بہشت عدن بگو" سال ۸۹۸ھ

حضرت سید اکبر حسینی کی وفات ۸۱۲ھ ہجری میں ہوئی۔ مولانا جامی کی عمر اگر سو سال بھی خیال کی جائے تو اوس وقت اونکی عمر صرف چودہ سال کی ہوگی اور اونکی کتاب لوایح ۸۱۲ھ سے بہت بعد کی تصنیف ہے۔ اس سے ظاہر ہے کہ یہ ساری عبارتیں اور یہ رباعیاں تبصرۃ الاصطلاحات میں الحاقی ہیں۔ یا تو کسی بے باک شخص نے الحاق کر دیا یا کسی بزرگ کو تبصرۃ الاصطلاحات کے مطالعہ کے وقت لوایح کے یہ مضامین اور رباعیاں یاد آ گئیں اور اونھوں اپنی کتاب کے حاشیہ پر لکھ دیا۔ کاتب نے جب اس کتاب سے نقل لی اون سب مضامین کو نفس کتاب میں شریک کر دیا اور ایک سے دوسرے نسخہ میں نقل ہوتے چلے آئے۔ ربنا نجنا من القوم الظلمین۔

(ج) اسی فصل پنجم کے آخر میں (صفحہ ۹۳) یہ شعر نقل کیا گیا ہے ؎

نظامی این چہ اسرار است کز خاطر برون داری ٭ کسے سرش نمیداند زبان درکش زبان درکش

اس شعر کے متعلق لکھا گیا ہے "اکنون این فصل را بر نظم سلطان العاشقین نظام الدین بداونی تمام کن ......" پھر دوبارہ فصل دوازدہم (صفحہ ۱۵۸) میں یہ شعر نقل کیا گیا ہے اور کہا گیا ہے "چنانچہ خواجہ نظام الدین اولیا فرماید"۔ یہ شعر حضرت محبوب الٰہی نظام الدین اولیا کا نہیں ہے بلکہ نظامی گنجوی کا ہے اور انکی ایک غزل کے مقطع کا شعر ہے جس کا مطلع یہ ہے ؎

شبے تیرہ رہے مشکل حبیبت را عنان درکش ٭ زمانے رخت ہستی را بخلوت گاہ جان درکش

حضرت محبوب الٰہی سے کوئی غزل منقول نہیں ہے اور نظامی گنجوی کی یہ غزل صوفیوں میں متداول رہی ہے اور ان کے مطبوعہ دیوان میں موجود ہے حضرت سید اکبر حسینی اس سے خوب واقف ہونگے اس لئے یہ قیاس ہرگز نہیں کیا جا سکتا کہ اس شعر کو بجائے نظامی گنجوی کے حضرت نظام الدین اولیا کی جانب منسوب کرنا اون کے سہو قلم کا نتیجہ تھا۔ قیاس یہی ہو سکتا ہے کہ کسی خوش عقیدہ مگر ناواقف شخص سے ناواقفیت میں یہ تحریف واقع ہوئی۔

حضرت مخدوم سید اکبر حسینی قدس سرہٗ کی یہ پہلی تصنیف ہے جو طبع کی گئی۔ اور ہمارے نہایت مکرم اور عزیز دوست نواب مولوی عبد الحمید خان صاحب صوبہ دار گلبرگہ شریف و ناظم روضتین کے صوبہ داری کے زمانہ میں کتب خانہ روضتین کی جانب سے شایع کی گئی ہے۔ میں محترم و مکرم مولانا حافظ قاری محمد حامد صدیقی صاحب پروفیسر دینیات گلبرگہ کالج و معتمد کمیٹی کتب خانہ عامرہ روضتین کا شکر گذار ہوں کہ اس کتاب کی طباعت و اشاعت کے ابتدائی مراحل میں میری مدد فرمائی جزاہ اللہ خیر الجزا ربنا تقبل منا انک انت السمیع العلیم وصل وسلم وبارک علی نبیک و رسولک سیدنا و مولانا وشفیعنا محمد و الہ و اصحابہ اجمعین۔

خاکسار

سید عطا حسین

اا ربیع الاول سنہ ۱۳۶۵ھ۔ لنگم پلی۔ حیدر آباد دکن



تَبْصِرَةً وَّذِكْرٰى لِكُلِّ عَبْدٍ مُّنِيْبٍ

کتاب مستطاب

تبصرة الاصطلاحات الصوفیه

از تصانیف

حضرت سید السادات قدوة السالکین زبدة الواصلین مخدوم

سید اکبر حسینی المعروف بہ سید بڑے

قدس اللہ سرہ العزیز

خلف الصدق و فرزند اکبر

حضرت سلطان العرفاء الکاملین امام الاولیاء الواصلین مخدوم

سید محمد حسینی گیسو دراز خواجہ بندہ نواز

رحمۃ اللہ علیہ



بسم الله الرحمن الرحیم

مقید داده صفحه وصحیفهٔ مصحف عذار شاهد معنی به نقطهٔ خال بیار است تا مرغان لاهوتی را در دام ناسوتی در آورد از برای معرفت جلال وجمال وذات مطلق در عالم خیال بصفات مقید ذرات کاینات را بتمثل نمود   وصلوٰت بروح خلاصهٔ موجودات وزبدهٔ کاینات که از چشمهٔ آب حیات انا من نور الله والمؤمنون من نوری فرمود صلی الله علیه واله وسلم۔

ودرود فراوان بعدد اقطار باران وریگ بیابان نثار مرقد منور ومشهد معطر پیغمبرے که باوجود علم اولین وآخرین بذات به اظهارش مکشوف بود در عالم طلب ازحضرت عزت طالب زیادتی علم شد که رب زدنی علماً   علماے امت برگزیده را مخاطب بخطاب الشیخ فی قومه کالنبی فی امته ساخت تا بصیقل جد واجتهاد زنگ شرکت وضلالت ونیرنگ الحاد ومعصیت از آئینهٔ سینهٔ الَّذِينَ طَغَوْا فِي الْبِلَادِ فَأَكْثَرُوا فِيهَا الْفَسَادَ محو گردانید اللهم صل وسلم وبارک علی سیدنا محمد وعلی اله واتباعه الی یوم الدین   قال الله تعالی وَمِمَّنْ خَلَقْنَا أُمَّةٌ يَهْدُونَ بِالْحَقِّ وَبِهِ يَعْدِلُونَ۔

ن مقام

قال النبی صلی الله علیه واله وسلم اصحابی کالنجوم بایهم اقتدیتم اهتدیتم

قال الله تعالی إِنَّ الَّذِي فَرَضَ عَلَيْكَ الْقُرْآنَ لَرَادُّكَ إِلَىٰ مَعَادٍ

بدانکه این سر عاشقان است هر سر را معنی خواسته اند تا بصیرت صوفیان



واہل دلان را مونس باشد وخاطر ایشان بدین مجموعہ جمع گردد و وساوس شیطانی وہواجس نفسانی باز گرداند وسوے تفکر خلق ربانی ومحامد یزدانی شوق انگیزد وسخنہاے عشق آمیز فاسمع والزم ایہا السامع ما قلنا کی تری لذایذ دنا چارست کہ ازین سخنہاے وحدانیت ہر روز مطالعہ سازی بلکہ در شب تیرہ زیراکہ آن شب دیجور وتار کہ تو از یار وفادار ودلدار غمخوار جدا مانی وآن شب بر تو گران شود دران وقت این کلمات مونس شود۔

می آرند کہ چون امام یوسف رحمۃ اللہ علیہ را پرسیدند کہ این روزگار بگذرد واین طایفہ روے سر بپردہ تواری کند ما چہ کنیم فرمودند ہر روز چیزے سخنہاے عشق آمیز وکلمہ صوفیان بخوانید پس ایشان وردے ساختند وشیخ فریدالدین رحمۃ اللہ علیہ در ملفوظ می آرند کہ اہل غفلت را مواظبت این ورد عین فرض دیدہ ام شاید دل بہ آن زاویہ ورو مائل شود لہذا چندان شربت زہر آمیز مصابرت ورہبت نوشیدہ ودر خلوت خانہ راز با دلدار مشکین عذار روزگار گردانیدہ ودر بند کشادہ وزنجیر مسلسلان دلبند جان پیوند وپیکر خوش منظر نور بصر وشفاے روح المضطر نعم المحدث دفتر نمودہ بناءً علی ذلک بوقت مشغولی از رضا وہدایت آن قطب الاقطاب امام العارفین جامع الاسرار اولین عمدہ احرار الآخرین وآن واقف اسرار سبحانی وآن عالم اسرار یزدانی وآن مالک ملک ولایت وآن شمع راہ ہدایت وآن بادشاہ دین ودیانت وآن معمر دلہاے ویران وآن ہمنفس رحیم ورحمان وآن اولاد مصطفیٰؐ نائب مرتضیٰ وآن استاد العلماء مرشد الصلحاء ومربی العرفاء وآن شہباز لامکان وہمراز سبحان وبحر عرفان وآن مبین مفصلات فرقانی وموضح اشارات قرآنی وواقف رموز کلام ربانی ومطلع غوامض اسرار یزدانی وآن منظر معجزات رسول وآن سراً وجہراً مقبول قطب المشائخ سرور سروران سرفراز برگزیدہ حضرت بے نیاز خواجہ صدرالدین ابوالفتح الولی الاکبر الصادق جعفر الثانی محمدؐ الحسینی گیسو دراز قدس اللہ سرہ العزیز ورحمۃ اللہ علیہ وعلی اولادہ المکرمین بالزہاد والعباد والایۃ المرشدین



الی الصواب و الرشاد قدس الله روحه بانوار جلاله وجماله چون از معظم مواهب هاب
ذوالنوال واز فضل عطایای معطی جزیل الافضال تعالت آلاءه وتوالت نعماءه که
بادشاه گیتی پناه سلیمان جاه سلطان دین پرور فتح آثار سکندر ظفر شعار محی مراسم دین و
دولت معین معالم ملک و ملت آفتاب رافت او بر همگنان تافته و جهانیان در سایهٔ
عاطفت او شتافته همت بر نهج مآرب جهانیان داشته بارایت ملک علم افراخته
و دنیا را وسیلهٔ دین ساخته علم را در زمان میمون او رواجی علما را در عهد همایون او
ابتهاجی طبع یافته که هر بابی از علم آمیخته و فکر صائب او با هر جنسی هنر آویخته که شعاع نور
عالی حضرت خورشید طلعت عدالت دستگاه عالی پناه سایهٔ لطف اله مالک رقاب الامم
مرجع صنادید عرب و عجم باسط بساط الامن والامان ناشر مناشر الجود والاحسان ماحی
آثار الکفر بجهاده قاطع رسوم الفجور بقوت سیفه و سداده طراز رایت ظفر آیت اِنَّا
فَتَحْنَا لَکَ فَتْحًا مُّبِیْنًا و نقش لوای فتح انتما مش وَیَنْصُرَکَ اللّٰهُ نَصْرًا عَزِیْزًا
محب السادات والعلما مظهر الاسماء الحسنی و منظر کلمات الله العلیا المؤید من عند الله
المنصور بنصر الله المستعان لخلق الله المستعین بعنایت الله ابو المظفر سلطان
فیروز شاه تغلق خلد الله ظلاله و اجلال سلطنته دعم البرایا من موجوده که همه در افته بنا
بر آنکه عالی حضرت در تعظیم اوامر و نهی و اعلام معالم دین و مراسم یقین بقاع و مساجد
و تربیت سادات و علما جمیله مرعی میداشت و همت عالی بتر و یج مذهب سنت و جماعت
میگماشت و اکثر اوقات شریفش با وجود کثرت مشاغل امور مملکت صرف استماع صحبت
علما و مباحثهٔ علمی میشد که در سنه ثمانین سبعمایة من الهجرة النبویة المصطفویة
این قلیل البضاعت چنین گوید که کمینه بندگان و واپس ترین خدمتگاران و کمترین
فرزندان آن قطب الاقطاب فقیر حقیر اضعف العباد محمد اکبر المشهور سید بڑے بن
محمد الحسینی گیسو دراز خاصه الله من سطوات فزاعت الغموم و صدمات عقارب الهموم

باطن سقیم و طبع نامستقیم و کربت عذاب الیم بادلے از احداث زمانه بدونیم که رنج و الم و مکان
درد و غم بجان رسید و جان درین کلبه احزان دست در دامن دارد و هر لحظه بادلے
خناب و جان پرتاب و دو چشم هزار قطره آب ندائے الاموات یباع فاشتراه فهذه
العیش مالاخیر فی رده **بیت**

کو قوت پائیکه مرا گیر دوست | تا باز روم پیش اجل گامے چند

اما جز ارادت کمال و محبت حال خلاصه محال است اللهم اهدنا الصراط المستقیم **رباعی**

عشق تو زهیچ خبرے خالی نیست | درد تو زهر بے بصرے خالی نیست
هرچند که من خلق جهان مینگرم | سودائے تو از هیچ سرے خالی نیست

چونکه در فراق مهجور بودم چنانچه بیمار در باطن تخته تکرار فکر را تکیه سینه خود ساخته ناگاه
جلاب رحمت در حلقش چکاند اصبروا و صابروا و رابطوا لاجرم بر صحیفه شروع کردم
که در بیان اصطلاحات اهل معانی که در اشعار و رموزات این طایفه آمده است و
از سر این معانی عشق و ظهور حقایق و آثار و قایق در هر مرتبه چونست و در کتاب اسمار الاسرار
از تصنیف بندگی مخدوم قدس الله سره اشکالات عظیم است بجز ارشاد مرشد واضح نمیشود
باین معنی انچه شنیده بودم دران چند سر ها ترجمه بحسب حال مبرا کردم بر حکم مکاشفه و توافق
امر عمل در خود اے عزیز هر معنی مناسب احوال و ارادت غیبی بر صوفیان وارد میشود
فا معنی از اغیار مخفی است و آنها که اهل دل اند معانی حقایق و دقایق الهی خبردارند
براین کلمه الفاظ تکلم میکردند و اگر رموزات اصطلاحات درین رساله بیان میکنیم ذوقے
ولذتے خواهد شد لیکن مختصر نوشته ام که فائده معلوم شدن مشقت نمیگذارد بدین معنی
این رساله را تبصرة الاصطلاحات صوفیان نام داشتم که اسم با مسمی باشد بدو از ذه
فصل اتمام میرسانم انشاء الله تعالی ملتمس از مکارم اخلاق و محاسن اشفاق آنست
که چون بدین معانی شوق انگیز اطلاع یابند بعین رضا ملحوظ نظر کیمیا اثر گردانند و اگر



بر سہوے مطلع شوند ذیل عفو و اغماض بروے اصلاح برسانند ۔ وغرض که دریائے است
که ساحل ندارد و آب غرقابے است که پایان ندارد پس کجا قدرت دارم که این رموزات بزرگان
ظاہر کنم مگر بحرمت قطب الاقطاب عاشق شہباز عارف سرافراز جامع الحقیقت
والمجاز حضرت بندگی مخدوم گیسو دراز رحمة الله علیه میشود وَمَا تَوْفِیْقِیْ اِلَّا بِاللّٰہِ ۔ وَهُوَ حَسْبِیْ
وَنِعْمَ الْمَوْلٰی وَنِعْمَ النَّصِیْر وصلی الله علی خیر خلقه محمد و آله اجمعین ۔

فہرست الرسالہ

فصل اوّل ۔ در بیان فرمودگی بزرگان که کلام صوفیه بحضور مردم غیر اعتقادی منع دارند
بدین مشابہت درین فصل بیان موسیٰ و خضر علیہما السلام است و بوقت مشغولی از رضاے
خواجگان چشت است بمنه و کرمه ۔

فصل دوم ۔ در بیان عشق که حضرت بندگی مخدوم قدس الله سره در کتاب سمر[٤٣] چند نوع
عشق واضح کرده اند آن سمر درین فصل مشتمل است مع ترجمه ۔

فصل سوم ۔ در بیان سمر که حضرت بندگی مخدوم قدس سره در آن سمر چہل[٤٩] و نہم یکروز
چنین اتفاق افتاد آبے طولے و عرضے او ماشاء الله تا چه قدر باشد" الی آخره
فرموده اند این سمر را چند شرح شده است فاما حل نمیشود باین معنی بفہم خود بحکم رضا ترجمه
نوشته شد بمنه و کرمه ۔

فصل چہارم ۔ که حضرت بندگی مخدوم قدس الله سره حروف مقطعات در کتاب سمر
ثبت کرده اند و در آن یک ثمر "شاہد عینی باشد" الی آخره فرموده اند بحسب خود ترجمه
نوشته شد تا عزیزان فایده گیرند

فصل پنجم ۔ در بیان کلمات شیخ محی الدین اعرابی[رح] که حضرت بندگی مخدوم قدس سره
بر کلمات شیخ اعتراض نموده اند آن کلمات در کتبہاے حضرت بندگی مخدوم قدس سره

فی محلها بود آنرا جمع کرده دریک محل سوالات وجوابات کرده نوشته شد که بر کلمات شیخ اعتراضات چه سبب آن یک شعر مع ترجمه نوشته شد و دیگر بیان کلمات در اصطلاح تصوف

فصل ششم - دربیان شطحیات اولیا الله که حال وارد میشود بوقت سکر کلام میفرمایند آنرا مع سوالات وجوابات نوشته ام باین مشابهت کلمات محققان تمثیل کثیر آورده شد درین فصل واضح کرده نوشته ام -

فصل هفتم - دربیان کلمات اولیاء الله که حال وارد میشود بوقت سکر کلام میفرمانید این را مشابهت داده بیان کرده شد -

فصل هشتم - دربیان تجلی درین یک شعر مع ترجمه نوشته ام -

فصل نهم - دربیان رخ ورخساره وکفر حقیقی بحسب حال خود ترجمه نوشته ام -

فصل دهم - دربیان توبه وبیان سالک مجذوب ومجذوب سالک بندگی مخدوم در شعر تمثیل آورده اند دران یک شعر است که طالبان شناختن مقام باین نوع واضح است آن شعر مع ترجمه

فصل یازدهم - دربیان انسان که شناختن عالم صغیر وکبیر

فصل دوازدهم - دربیان متفرقات حب آل رسول الله صلی الله علیه واله وسلم باصطلاح صوفیان نوشته شد -

والله علیم حکیم ومن عند نفسه از دائره ادب تجاوز کرده نه نوشته ام بلکه بوقت مشغولی رضاے حضرت قطبی قدس سره گرفته هرچه تعریفات وسخنهاے مرشدان باشد از کتبهاے ماسلف کشیده فی محله مثال آورده ام که طالبان را دریک محل روشن شود چنانچه الانسان سری وانا سره است انسان سرّمن است وسرمن صفت من است وصفت من ازمن جدا نیست فافهم واغتنم -



فصل اوّل

دربیان فرمودگی بزرگان که کلام صوفیه بحضور مردم غیر اعتقادی منع دارند زیرا که اگر رموز از اسرار محققان و موحدان بشنوند طاقت نیارند به ادراک معانی نمیرسند بخیال محال عناد نهند مخالف شرع گویند وکسیکه علما باللہ وصاحب صدق اندبر کلام محققان اعتقاد میکنند ویقین دانند که کلام محققان ظاهراً وباطناً وجهے دارد واگر ظاهراً ادراک نمیشود اعتقاد میکنند وکلام اوشان به اوشان میسپارند خود از دائرهٔ ادب تجاوز نمیکنند وکسیکه محرم عشق نیند با محرمان حضرت باری تعالی کارے ندارند وانچه محرمان در زمان جذبات حق کاشف اسرار باشند هرچه از علم الیقین وحق الیقین بگویند عوام الناس دران فهم نمیکنند دلیل وتاویل آن ندانند زان معنی مصطفٰے صلی اللہ علیه وسلم فرمود تکلموا الناس علی قدر عقولهم بنابران بزرگان فرموده اند اگر طالب صادقے مرید واصلے عرض میکند باید گفت واگر نه پیش دیگران بیان کردن رخصت نیست کما قال علیه السلام من صرح بالتوحید فقتله اولی من احیاء غیره

بیت

حدیث دوست با دشمن چه گوئی ۔ که هرگز مدعی محرم نباشد

اے درویش اسرار عارفان عارفان دانند قوله تعالیٰ اِنَّکَ لَا تَهۡدِیۡ مَنۡ اَحۡبَبۡتَ وَلٰکِنَّ اللّٰهَ یَهۡدِیۡ مَنۡ یَّشَآءُ الی صراط المستقیم ٥

اگر خداے زنده نباشد خوشنود ۔ شفاعت همه پیغمبران ندارد سود

اما سبب تصنیف کردن این رساله این است که بعد از مدت درگوشهٔ خلوت عزلت بطریق شغل از پیران خواجگان چشت استخاره کرده مشغول شدم ناگاه این آیت

کریمه در استخاره خواندم قوله تعالی وَلَا رَطْبٍ وَّلَا یَابِسٍ اِلَّا فِیْ كِتٰبٍ مُّبِیْنٍ بعده
ازان واقعه آمده مصحف گرفتم وگفتم الهی بجرم خود معنی اسرار الفاظ حضرت بندگی مخدوم قدس سره
مرا کشف فرما برین مصحف بکشادم سر سطر صفحه اول این آیت بیرون آمد قوله تعالی فَوَجَدَا
عَبْدًا مِّنْ عِبَادِنَا اٰتَیْنٰهُ رَحْمَةً مِّنْ عِنْدِنَا وَعَلَّمْنٰهُ مِنْ لَّدُنَّا عِلْمًا معنی این
آیت محققان چنین میگویند که جز مشاهده ام الکتاب معنی این آیت حل نمیشود و رَحْمَةً مِّنْ عِنْدِنَا
ام الکتاب یکی است وَعَلَّمْنٰهُ مِنْ لَّدُنَّا مبین است وعَبْدًا مِّنْ عِبَادِنَا گفت تا معلوم
گردد که درین پرده خضربان بسیار است که در محل جلوه اسرار اند موسی علیه السلام ازو طلب (خضر یاد اند)
ارشاد کرد قَالَ لَهٗ مُوْسٰی هَلْ اَتَّبِعُكَ عَلٰٓی اَنْ تُعَلِّمَنِ مِمَّا عُلِّمْتَ رُشْدًا خضر گفت من
ملامت روی طریقت و تو سلامت جوی شریعت صحبت مرا چون خواهی لَنْ تَسْتَطِیْعَ مَعِیَ صَبْرًا
از داین برهان است بعلم عندیت چون از سر اوقات او را لن توانی جواب بود خضر بدان
نفی اثبات کرد یعنی خضر گفت روش آن بعلم شریعت است وآن به پی نسبت دارد وآن
چنانکه پی روندگان است وحدود معین وآن صوم وصلوة وزکوة وحج وماند آن در روش
من بعلم طریقت است وآن نسبت نه به پی دارد وَقَدْ اَحَاطَ بِكُلِّ شَیْءٍ عِلْمًا مبین اینجا به پی
پیدا نیست که کشتی بر آب رونده در احتجاب شب را نتوان یافت آری کشتیه ترنند وآنجا که به
پی پیدا نیست متابعت و پیروی چون درست افتد وَكَیْفَ تَصْبِرُ عَلٰی مَا لَمْ تُحِطْ بِهٖ خُبْرًا
یعنی نظر من تا ام الکتاب کشاده اند ومحو واثبات بدست داده اند علم او از خود لوح محفوظ برون (بام)
است در الواح چون گنجد من بمکاشف حکم ونوافق امر عمل در خود آن علم است ترا موافق ننماید
در حال مخالف شوی وانکار آری چون بر دل تو نقوش امر و نواهی شرع پدید آمده است
ونفس تو در گفتگوی آرامیده است تو حکم چون قبول کنی وَكَیْفَ تَصْبِرُ عَلٰی مَا لَمْ تُحِطْ بِهٖ
خُبْرًا صبر توانی کرد وترا از احاطت آن خبری وبدین سودای طریقت گذرنی موسی علیه السلام
صدق ارادت بنمود وگفت فَاِنِ اتَّبَعْتَنِیْ فَلَا تَسْئَلْنِیْ عَنْ شَیْءٍ حَتّٰٓی اُحْدِثَ لَكَ مِنْهُ



ذِکْراً یعنی اگر میخواهی متابع روش من باشی سوال منقطع کنی که امور طریقت برونده عمل محال بنماید و تو هر زمان از جهل خود سوال میکنی و وقت من شوریده شود و چون وقت آید بگویم و زنگار طبیعت از آئینه دل تو بشویم و این در ارادت اصلی قوی است طالب را باید که زبان از سوال منقطع کند و در احوال مرشد تصرف نکند که عمل در خور اوست اگر در دیدهٔ احوال کثری نماید کثری در چشم خویش تصور کند و آنرا راست داند از دایرهٔ ادب تجاوز نکند چنانچه گویند

بیت

نه در هر سخن بحث کردن رواست   خطای بزرگان گرفتن خطاست

تا چون برین ارادت صحبت کند مرشد بدان اسرار مکشوف سازد و بدان علم موصوف گرداند - چون ارادت بدین شرایط مشروط شد خضر روش طریقت پیدا کرد و در روندهٔ شریعت را شید اساخت سه گام در سه گام نهاد کقوله تعالی فَانْطَلَقَا حَتّٰی اِذَا رَکِبَا فِی السَّفِینَةِ خَرَقَهَا الی الایت و درین معنی لطیفه ایست و درین روش عقل عقیله ایست و این هر دو سه راه سالک اند تا ازین نگذرند و پردهٔ صورتی ندرند حدود طریقت بنا نتوان نهاد و راه بگنج حقیقت نتوان کشاد و سوراخ کردن کشتی اشارت به استغراق عقل است و کشتن کودک عبارت از استهلاک نفس است قوله تعالی اِذَا لَقِیَا غُلٰماً فَقَتَلَهٗ قَالَ اَقَتَلْتَ نَفْساً زَکِیَّةً بِغَیْرِ نَفْسٍ تا آیت چون هر دو میسر شد حدود طریقت معمور شد دیوار اشارت بدین معنی فَوَجَدَا فِیْهَا جِدَاراً یُّرِیْدُ اَنْ یَّنْقَضَّ فَاَقَامَهٗ اینجا معلوم میشود که این سفینه و غلام تمثیل عقل و نفس او بود و چون چشم ظاهر موسی علیه السلام محکم از نبود او را ازان امر خلاف نمود انکار پیش آورد و مشت را بموجب فراق کرد و گفت یا خضر چرا چنین کردی خضر علیه السلام گفت هٰذَا فِرَاقُ بَیْنِیْ وَبَیْنِکَ و این حدود طریقت از ظاهر طور شریعت بیرون است عمل به ظاهر نتوان کرد پس طالب را باید که بر اقوال بزرگان اعتراض و انکار ننماید کرد

تا مفارقت حقیقی نماید و معنی علیکم بالسمع والطاعة بر لوح دل ثبت کند به این مشابهت در مثنوی ذکر کرده شد۔

مثنوی

عزیزا بر سر اقرار میباش برون از ظلمت انکار میباش
مشایخ را مشو منکر از ایشان شوی بے بہرہ زان گردی پشیمان
کرامات مشایخ صدق میدان ہر آنچه اولیا گویند حق دان
چنانچه انبیا را معجزه است همین دان اولیا را معجزه است ن مبرده
ز من بشنو الا اے نیک درویش ہر آن نقطے کز ایشان آیدت پیش
تو آمنا و صدقنا همین خوان رہا کن اعتراض و حق همیدان

بدان اے عزیز ہر گاہ که موسی پیغمبر مرسل صلوة الله علیه صاحب کتاب و صاحب شریعت صاحب معجزه طاقت صحبت خضر ع اہل طریقت نداشت دلیل و تاویل کشتن کودک و سوراخ کردن کشتی و راست کردن دیوار فهم نشد و در کارہاے خضر علیه السلام اعتراض آورد غرض آن بود که اہل ظاہری سخن اہل باطنی نمی شناسند که ہرچه در علم معقول نوشته باشد بر آن اعتقاد دارند و مقصود خود میدانند و اہل حقایق سخن کشف دارند در علم معقول و منقول اطلاع نمی شوند و ہرچه اہل حقایق سخن گویند اما آنرا وجه باطنی بموافق شرع بوده باشد زیرا که موسی علی نبینا و علیه السلام نبی مرسل بود و ورا کارہاے حضرت خضر ع کشف نبود اما حکم باری تعالی است که این اخبار را وحی نفرستاد چرا که سخن محققان مقدم داشت لیکن این سخن در حق نبی آخر الزمان صلی الله علیه و آله وسلم است که اول ولایت میسر یعنی کشف شود بعد چهل سال وحی می آید رسالت الله شد چرا که ولایت از اینجا تا آنجا میرود و نبوت از آنجا تا به اینجا می آید ہدایت است و ولایت بجز مشقت نمیرسد چنانچه حضرت قطبی قدس الله سره در کتاب سمر فرموده اند که ولایت افضل از نبوت است ولایت چنانچه در بر و نبوت چنانچه بر در بجنید توجیه بیان فرموده اند



کسے را غرض افتد دیمر بہ بیند واگر کسے بجہل خود در بیان حقایق فہم نمیکند دلیل و تاویل نمیداند باعتراض پیش آید عجب است که کشف حقایق مبرہن شود - و در اصلاحات محققان که کلام و پیروی محققان طالب عین مقصود نمود اعتقاد بکند که توجیه کلام الله در اصطلاحات این معنی گویند انجا قیاس بکن کقوله تعالیٰ یَا اَیُّهَا الَّذِیْنَ آمَنُوْا اے یار قلب ہندا سر است الَّذِیْنَ اشارت اٰمَنُوْا بشارت یعنی اے تن بجنست او اے دل بقربت او اے سر بمشاہدہ او اے غافل تو رسول خدا را شناخته باشی کما قال الله تعالیٰ وَتَرٰهُمْ یَنْظُرُوْنَ اِلَیْكَ وَهُمْ لَا یُبْصِرُوْنَ گفت الله تعالیٰ اے محمد می بینی تو ایشان را ولی بیند و نمیدانند ایشان ترا و حال این است که چنانچه حق دیدن است ہمچنان نمی بینند و نمی دانند و دانستن او را حق نور الله است و برائے اثبات این نور حق تعالیٰ میفرماید قُلْ قَدْ جَآءَكُمْ مِّنَ اللّٰهِ نُوْرٌ وَّكِتٰبٌ مُّبِیْنٌ ذکر کتاب را و نور محمد را بیک صورت باز آورد کقوله تعالیٰ وَاتَّبَعُوا النُّوْرَ الَّذِیْۤ اُنْزِلَ مَعَهٗ محمد را نور خوانند و کتاب را نیز و متبع را ہم نور خوانند نُوْرٌ عَلٰی نُوْرٍ این معنی است و اہل تقلید قرآن را نمی بینند و معانی حقایق کشف نمیکنند و این قرآن دال بر آن است که آن در منزلهٔ قلب تصور بکن پس روح را در قلب طلب نمودن شرط است زیرا که آن مدلول درین دال بر آنست و آن غیر مخلوق

بیت

القرآن کلام غیر مخلوق برخوان

عروس چہرہ قران نقاب آنگاہ بکشاید که دار الملک ایمان را مجرد بیند از غوغا

و ہمچنان از محمد صلی الله علیه و آله وسلم دستے و پائے و صورتے که میدیدند نه آن محمد است ورائے آن رحمن است تنش و صورتش را تشکل و تمثل میدان بر غیر مخلوق چنانچه در ہر کتب عبارت ہمچنین است اہل قران اہل الله بقول محقق احمد ہیم که در سفر[علیه] خالی است وصفر

[علیه] در ہر سه کتب این لفظ ہمچنین است به سین مہمله و لیکن از سیاق عبارت معلوم میشود که این لفظ "صفر" است



میم را حک کن اثر باقی را از میان بردار احمد احد گردد الانسان سری وانا سره۔

قاضی عین القضات میفرمایند که شهباز عشق در جلوه‌گاه فردیت کان الله ولم یکن معه شئ بود نامی نداشت زیراکه نام برای امتیاز باشد که یکی را از دوم جدا کند ودوم نه پس عشق به نظارهٔ جمال خود قبا و کلاه از جامه دارخانهٔ جبروت در بر کرد چیزی بود چیزی دیگر نبود یعنی حضرت احدیت در غیبت هویت که هیچ اعتباری دران حضرت گنجی نه همان ذات مطلق او گفته بود لابشرط شئ فیه در فردیت خود که کان الله ولم یکن معه شئ از تعینات اجمالی و تفصیلی نیز از من صفت متکثره نام برده نمیشود زیراکه اسم از برای امتیاز دوی باشد چون در همه وجود در دیده شهود جز یکی مشهود نیست اثنینیت کجا باشد پس ازین ذات مطلق او گفت کنت کنزاً مخفیاً میخواست که جمال بی‌مثل خود معاینه کند متلبس به لباس جبروتی قبای ظهور در بر کرد و کلاه شهود بر سر نهاد و کمر ارادت در میان بست و از کتم عدم مکمن غیب در فضای صحرای ظهور ظاهر شد که کنت کنزاً مخفیاً فاحببت ان اعرف فخلقت الخلق لاعرف ازینجا نام برده شد و دو اسم با دو وصف ظاهر شدند یکی را احدیت و دوم را وحدت گفتند و در احدیت صفت مطلق ظاهر شد و در وحدت نیز اجمالی شد والله علیم حکیم۔ ت مکمن

فصل دوم

دربیان عشق ـ بدان ای عزیز میگویند که معشوق هر لحظه و هر لمحه از دریچهٔ عشق هر صفتی با عاشق روی نماید و عین عاشق از پرتو روی او هر لحظه و لمحه روشنائی دیگر کسب کند جمالش پیش عرضه دهد عشق غالب تر آید و هرچند عشق مستولی گردد جمال خوبتر نماید و یگانگی بیشتر بود تا عاشق از جفای معشوق است و معشوق را قهری و لطفی است گاه شراب لطف به عاشقان در جام قهر دهند و گاه شراب قهر به صادقان در جام



لطف چنانند تا هرچه به قهر محو شد به لطف اثبات دهد زیرا که اگر عشق حلیهٔ تمثل نداشتی هر آئینه از لطف کمال و خوب ظرافت او همه روندگان و هیجان نشدندی از ان جهت تمثل هر لحظه و لمحه جمالی دیگر و حسنی نیکو افزون نماید. الله جمیل و یحب الجمال. چون تمثل در تمثل بمقامی رسد هفتاد هزار صورت بر وعرض میکند. فتمثل لها بشرا سویا. چنانچه حضرت بندگی مخدوم در کتاب ثمر[ع۱] این رباعی نوشته اند   رباعی

۶۶ ع۱ ثمر شصت و ششم

جامی خوردم صفا ندارد   یاری کردم وفا ندارد

ریشی رستی به نگردد   دردی دارم دوا ندارد

زیرا که محبت آن نیست که در تحریر و تقریر گنجد فبالضرورت اهل محبت را ذکر کرده اند تا هر کسی بقدر خویش داند و شرط محبت عبودیت محب است و اقتضای محبت اقوال و اعمال است و نتیجهٔ این هر دو احوال آنست کقوله تعالی فَسَوْفَ یَاْتِی اللّٰهُ بِقَوْمٍ یُّحِبُّهُمْ وَیُحِبُّوْنَهٗ اَذِلَّةٍ عَلَی الْمُؤْمِنِیْنَ اَعِزَّةٍ عَلَی الْکٰفِرِیْنَ معنی این آیت ای مومنان هر که از شما از دین خویش مرتد شود از اسلام سوی کفر باز گردد ارتداد از ایشان مسلمان دیگر را زیان ندارد زیرا که بعد مرتد شدن ایشان خدای قومی دیگر را آرد که دوست دارد ایشان را و ایشان او را دوست دارند حقوق او را بجان و تن بجا آرند و تواضع کننده و مهربانی نماینده باشند بر مومنان غالبان و قویان باشند بر فرقهٔ کافران - و در ذکر اَعِزَّةٍ بعد ذکر اَذِلَّةٍ عَلَی الْمُؤْمِنِیْنَ تکمیل است چه اَذِلَّةٍ عَلَی الْمُؤْمِنِیْنَ وهم آن داشت که ذلت اضطراری بود ذکر اَعِزَّةٍ عَلَی الْکٰفِرِیْنَ آورد دفع این وهم کرد بقول محقق یُحِبُّهُمْ وَیُحِبُّوْنَهٗ عجب خوش کلام است زیرا که هاء یُحِبُّوْنَهٗ راجعة الی الذات دون النعوت والصفات زهی محبت خاص که رابطه ذات بذات است - اهل محبت و اهل معرفت شناسند -

و در تذکرة الاولیا است که خواجه سری سقطی قدس الله سره گفت در کتب



منزلہ است کہ حق تعالیٰ فرمود کہ اے بندۂ مومن چون ذکر من بر تو غالب شود من عاشق تو شوم پس معلوم میشود کہ حب و محبت و عشق را معنی یکے باشد کہ قایم است بذات حق سبحانہ و تعالیٰ ازلی و ابدی است۔

دوم دیگر آنست کہ خلق حادث آفریدہ و عشق را بہ اعتبار تجلیات و صفات مراتب است حضرت قطبی قدس اللہ سرہ بیان آن مراتب در سہ فرمودہ اند کہ عشق مصدر است گاہ بمعنی خویشش بود یعنی دوستی و گاہ بمعنی اسم فاعل یعنی دوستی دارندہ و گاہ بمعنی اسم مفعول یعنی دوست داشتہ شدہ و در مرتبہ دوستی خود بخود ہر سہ جمع است۔ مصرع

عاشق و معشوق و عشق اینجا یکے است

اما در میان عاشق و معشوق عشق است یعنی صرف ذات کسیکہ خود را فدائے ذات کرد بعدہ عاشق و معشوق یکے شود چنانچہ گفتہ اند العشق ہو الذات والمعشوق ہو الصفات والعاشق ہو الاسماء عشق را دو صفت است یکے جلالی است دوم جمالی است چون جمالیت ظاہر شود عاشق و معشوق را برنگ یکدیگر بگردانند و لباس عاریتی از سر ایشان بکشند و خلعت صفات در پوشانند و ندا در دہند کہ بی یسمع و بی یبصر و بی ینطق۔ و چون نظر جلالیت ظاہر گردد عاشق و معشوق را ناچیز گردانند از مقام کبریائی ندا در دہند لِمَنِ الْمُلْکُ الْیَوْمَ لِلّٰہِ الْوَاحِدِ الْقَهَّارِ و چون عاشق در طلب عشق بواسطہ معشوق مشغول شود سہ چیز باید تا در طلب درست آید و لیکن تا واقف علم این سہ چیز نباشد او را طلب رد شود یعنی از حسن کند یا احسان و یا ورائے ہر دو کند یعنی بصورت و معنی لیکن بصورت محتاج منظر گردد کہ کل جمیل من جمال اللہ و اگر بمعنی طلب محتاج دل گردد زیرا کہ حضرت رسالت پناہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم در شب معراج فرمان شد دع نفسک فتعال پس تا از خود بیرون نیاید بخدا نرسد بجز صرف ذات در راہ او شدہ عشق حاصل نباشد فافہم و اغتنم۔



اکنون بشنود ربیان عشق حضرت بندگی مخدوم قدس اللہ سرہ در اسمار الاسرار کتاب ستم بیان عشق فرموده اند دران طالبان را حل شدن مشکل میگذرد به این معنی بفهم خود ترجمه نوشته ام۔

ستم ۳ قوله "عشق مرغ ازل است" یعنی صفتی است که او را فیض نام است اما بعضے محققان ذات اللہ هم گفته اند لیکن سخن اول ادب است غرض آنست که عشق را تمثل مرغ داده اند بغیر از رضائے الٰہی آسایش ندارد قوله "اینجا مسافرانه آمده است" یعنی فیض او تا قیامت باقی است منقطع نشود می گویند که عشق در عالم ظاهر بر طریق مسافرانه آمده قصد وطن اصلی قوی دارد و اینجا جویان مرکب است بر هر که سواری کرد او عاجز گشت و یا جان داد چنانچه مسافر می آید و میرود۔ و مرغ ازل است یعنی ذات اللہ است و همیشه دوستی خانه خود که آن ایمان است دارد "همارہ حب الوطن من الایمان روے بمراجعت دارد" چنانچه مردی است مردے از آتش محبت عشق از عالم بیچون و بیچگون برخواست گرد تمام عالم گشت کسے را سزاوار آن ندید و لایق آن نشاخت باز مراجعت نمود بمرکز اصلی برفت زیرا که ذات و صفات آثار عالم را بالقطع اضافت این احد الحادث اذا قرن بالقدام لم یبق له اثر قوله تعالیٰ "فَسُبْحٰنَ الَّذِیْ بِیَدِهٖ مَلَکُوْتُ کُلِّ شَیْءٍ وَّاِلَیْهِ تُرْجَعُوْنَ" یعنی پاک است آن خدائے که بدست اوست باطن و دل همه کائنات و سوئے ذات اوست بازگشت همه ممکنات زیرا که ملکوت هر چیزیکه باطن او است و آن تحت قدرت حق سبحانهٗ و تعالیٰ است۔ قوله "تذکار و تکرار" یعنی التذکار ذکر الشئ مرة بعد اخری و تکرار عطف تفسیری اوست دریجا مراد عشق تکرار تجلیات است که تجلی را یک حال نیست گاه جمالی است گاه جلالی است۔

قوله "تا کل شئ یرجع الی اصله در مقر خود قرار یابد" و تتیکه نفس از تزکیه و تخلیه لطیف شود رجوع بطرف اصل کند چونکه عشق ازلی است رجوع باصل است چنانچه

خواجه منصور حلاج فرموده است اُنَزِّهُکَ عمّا یوحدک الموحدون مقر راست ـ
میگویند که منصور حلاج خواجه جنید را پرسید توحید چیست جنید رضی الله عنه فرمود قطع
نسبت و اضافات از ذات متعال منصور بر طریق استنکار گفت خدایا من ترا ازین توحید
منزه و پاک میدارم یعنی این توحید چیزے نیست **قوله عشق مرغے است در ہواے**
خود پرد چون عشق حب ذاتی است به ارادت الہی تعلق دارد آن بے علتی و بے سببی
است بہواے خود پرید بدین ہمین معنی است که به ارادت خویش است و چون تعلق او با
ہر دو موجود است ازان معنی عشق این چنین مرغ نام یافت که خود بخود پرد بخودی خود
نشنید و ننشاندن کسے نه نشیند بغیر از رضاے الہی آشیانش ندارد فی الجمله در حیز
کسے نیست صفت تجلی خدائی دارد یَفْعَلُ اللّٰهُ مَا یَشَاءُ وَ یَحْكُمُ مَا یُرِیْدُ فافهم ـ
قوله بقید دامے صید نگردد و به دانه و آبے سر فرود نیارد یعنی از عالم اطلاق
عشق است و اجمال در عالم تقیید و تفصیل نگنجد که ورے عالم نسبت و اضافات است
از انکه استغناے کلی دارد ـ وَ اللّٰهُ الْغَنِیُّ وَ اَنْتُمُ الْفُقَرَاءُ اینست
لَا نَسْئَلُکَ رِزْقًا نَحْنُ نَرْزُقُکَ ہمین است یعنی مارا حاجت بغذا و اکل
و شرب نیست شمارا بدین حاجت است اَلصَّمَدُ آن جوہرے که او را به طعام
و شراب حاجت نباشد و ہمه خلق نیاز بدو دارند و او را بکسے حاجت نیست این نیز
صفت معشوق دارد که غیور است چنانچه یُحِبُّهُمْ وَ یُحِبُّوْنَهٗ است این بیت
ہر حسب حال است

بیت

ازان مرغ بر دانه آید گہے | بقیدے و دامے نه افتد گہے

قوله او مرغے است که بے پر و بال پرد یعنی تعلقات عشق بے واسطه است
ہواے آشیانے ندارد قدرتے است صفت عشق مرغ لامکان است ـ ن آشیانش
ازین معنی که به پر شوق و بال ہمت می پرد چنانچه گویند **بیت**



موشگاف پران که بهمت پر و ورنه که دید است پر و بال او

یعنی این موشگافان گلیری را گویند به همت و صدق خود میپرند اما پر و بال ندارد و صفت عشق مرغ آشیانی هوا ندارد و ازین جهت که دوستی نشیمن معین ندارد و هر جا که فرش در آید آنجا مقام گیرد چنانچه شعر است شعر

تعالی لیس یوجد فی مکان ولم یوجد مکان عنه خالی

یعنی الله تعالی را در هیچ مکانے معین و وقتے معین نیابند. و نیز هیچ مکانے و زمانے خالی از و تعالی نباشد۔ قوله "او صعوه است که نشیمن معین ندارد" "و در هر آشیانے از و نشانے باشد" یعنی صعوه جانورے است خورد که چشم او بسے خوب مینماید که او را در عرف مولانا منددر هنگام آبی پیدا میشود و لفظ "او" ضمیر است عاید سوے عشق و صفت عشق هر آشیانے از و نشانے باشد یعنی در هر تنے و قالبے اثر عشق پیدا باشد یا عاشق یا معشوق بیت ن قالب

آن چیز نباشد که در ان چیز نباشد وان نیز نباشد که در ان چیز نباشد

یعنی هیچ چیز از علوی و سفلی نیست که صفت خداے تعالی در ان نیست و این هم نیست که او در ان چیز حال باشد یا نباشد بلکه یقین است که در هر صفتے صنعت او باشد در خزانهٔ او چه کم آید انما الوسراء الوسراء است۔ قوله "و او طایرے است در فضاے لاهوت پر و چیز بد انجا پر و بال نگسترانند و خفض الجناح همانجا کنند" یعنی فضاے لاهوت اشارت به ذات است عبارت از مرتبهٔ واحدیت است و واحدیت بود نابود انسان است۔ دیگر جا از کلام حضرت قطبی قدس الله سره معلوم می شود میفرمایند که این مرتبه را خواجه جنید رحمة الله علیه جمع و تفرقه گفته اند و بعضے فنا و بقا گویند۔ قوله "در جبروت او را گشت گاهے" باشد یعنی سیرگه در جبروت است گشتگاه اوست و جبروت اشارت بصفات جمال و جلال است یعنی در صفت عظمت



وجلال عشق مجالٓ دارد۔ قوله "گشت تماشاے اودر صحراے قدس بود" یعنی این مقام الٰهی است عبارت از مرتبه وراء الورا است وصفت قدس طهارت و پاکی بعدہ عشق ظهور خود کند نه مقام لوث وحرام یکے از نشان همین است که عاشق بگناه نباشد اگر شد فاسق است نه عاشق چنانچه در مجاز عارفے گفته است ۔ ۳ محال

بیت

نظر آنانکه نگیرند برین مشتے خاک الحق انصاف توان کرد که صاحب نظر انند

یعنی مشتے خاک معشوقان مجازی اند هرکه در دنیا نگرد او صاحب نظر نباشد چنانکه گویند

بیت

یک لحظه ز شهوت داری بر خیز تا بنشیند هزار شاهد بهشت

فافهم واغتنم۔ "ملکوت خود گذرگه اوست اختلاف تردد همانجا کند" یعنی عالم ملکوت در زیر اوست و روز بران میگذرد و اختلاف تردد همانجا میکند یعنی آمد وشد در عالم ملکوت که کمال مراتب ظهور است و نهایت مقام شهود است۔ وجه دیگر۔ میگویند که ملکوت عبارت از بطون است یعنی روح جمادی و نباتی و حیوانی و نفسانی و علوی و نفس ناطقه ازین حیثیت که تعلق ربوبیت با مربوب است زیرا که این بطون قرارگاه او نیست بلکه قرارگاه او لاهوت است چنانچه بالا گذشت و بطون دیگر که نسبت با رب العالمین دارد قطع نظر از تعلق آن با مربوب آنرا فیض قدسی و روح اعظم خوانند این نیز از یکے مخلوقات اوست همین گفتن خرج من بین جلاله وجماله دلیل حدوث او کند این روح با عزتے بر سالک رونده تجلی کند سالک گاه تجلی او را جز خدا نداند از آنچه در تمثلات روح صفت خدائی در و یابد فَتَمَثَّلَ لَهَا بَشَرًا سَوِيًّا چنانچه حضرت بندگی مخدوم قدس سره عجب خوش سخن فرموده اند که اگر درین کار آهی دانی بحشی اللهم الهمنا وارشدنا۔ قوله "با این همه بابنیه انسان کارے دارد" یعنی به این استغنائی و بے نیازی عشق با قلب آدم کارے دارد که با دیگران کار او نیست



از انکه انسان مظهر خاص ذات جنسیتی و نسبتی و رابطه تمام دارد و در جامعیت صفت
جلال و جمال بر حکم لِمَا خَلَقْتُ بِیَدَیَّ چنانچه گویند **بیت**

حسن خویش از روے خوبان آشکارا کرده ٔ بپیش چشم عاشقان خود را تماشا کرده ٔ

بعده از غایت نور کل جمیل من جمال الله تعالی هر ذره را بنور جمال خود بیاراست یعنی
وجودے و شهودے داد تا عشق ظهور آمد - قوله "همین عشق گفته است الانسان
بنیان الرب" یعنی انسان بنیاد تو عشق ازلی است بر حکم ان الله خلق ادم علی ن بنیات
صورته زیرا که صورت جمال مراتب معانی است و نهایت درجات ظهور است
لما اراد الله ان یظهر الذات خلق ادم یعنی هرگاه که حق تعالی ظهور ذات خود خواست
آدم و آدمیان را آفرید در ایشان نور تجلی خود کرد و دیگر بنیان الرب ازین باشد که
مظهر ربوبیت بر وجه کمال است کما قال النبی صلی الله علیه واله وسلم بنی الاسلام
علی خمسة اوجه اخص اینست شهادت کلمه و اقام الصلوة و ایتاء الزکوة وصوم
رمضان و حج البیت مَنِ اسْتَطَاعَ اِلَیْهِ سَبِیلاً لیکن عشق را ظهور در انسان بر وجه
کمال است چنانچه خواجه حافظ فرموده اند **بیت**

دوش دیدم که ملایک در میخانه زدند گل آدم بسرشتند و به پیمانه زدند

قوله "اگر عشق را صورتے بودے جز صورت انسان نبودے" میگویند که حقایق
ممکنات را ظهورے نیست مگر بصورت جزئیت و واجب الوجود لانهایت است
منزه است از صورت کذلک عشق که صفت اوست منزه است ازان نه او
جزئی نه او کلی است زیرا چه لازم است که عشق بر صورت انسان معین که حق سبحانه
و تعالی منزه است قدرت او به اوست فاما این قدرهست که انسان مظهر جمیع
صفات اوست هم ازینجا گفته اند خلق آدم علی صورته - قوله "عشق مشاطه
بر حسان و ملاح است" یعنی نگارنده و آراینده اوست به اقتضاے ازلی

وابدی حسن ملیح ازو یافته است و باآنکه عشق ماخذ عاشق و معشوق است و مصدر
موجودات است - قوله "عشق قرین هر مسا و صباح است" چون ظهور هر چیزے
به اقتضاے ذاتی حب ازلی و ابدی پیدا شد شب و روز قرین عشق باشد هیچ روزے
و شبے نیاید که عشق بادے پیوند ندارد چنانچه نَحْنُ اَقْرَبُ اِلَیْهِ مِنْ حَبْلِ الْوَرِیْدِ
همین تمثیل یافته است - قوله "عشق شراب صاف را جام است" یعنی شراب
صاف محبت است و جذبه حق را مظهر تمام است که عارف را از خویش می برد چون مست
شد از خود می برد این را در اصطلاح هوش نامند و عشق ازین رو که واسطه معرفت و محبت
است جام نام یافت که در جام معرفت صاف پاک نوشیده هوش ازان یافته با یار
خود بُعدے و صالے تصور کرده شود چنانچه خواجه حافظ فرمود　　بیت

ما در پیاله عکس رخ یار دیده ایم　　اے بیخبر ز لذت شرب مدام ما

قوله "عشق درد ته مانده را مستی تمام است" یعنی خصوص سر جوش حرف لفظ　　دُرْد صرف
تام است و درد ته ماندے لذتے و ذوقے عام است - و دیگر محققان مراد میدارند که
تجلی بر دو وجه است یکے تجلی ذات بقدر عارف آن تجلی شراب صاف است که هیچ
شبهه نیست مثال ماهتاب در شب تاریکے چنان بر می آید که صاف مینماید ازین روبر تنبه
احدیت است دران تجلی سبحان الله و هو الحق باید گفت و آن سکر بصحو آید حضرت
محمد مصطفیٰ صلی الله علیه واله وسلم میفرماید ما عرفناک حق معرفتک دوم تجلی که
در ته ماند بظهور گنج مخفی است که فیض قدسی گویند این مرتبه واحدیت است که ترک
خود بیند یعنی خود را خدا بیند کلام سکر است که التوحید قطع الاضافات و الحادث
اذا قرن بالقدیم لم یبق له اثر ازین عبارت باشد که سبحانی ما اعظم
شانی ولیس فی جبتی سوی الله و انا الحق ازین درد در زبان آمد و این نیز عین
مقصود است که حضرت رسالت پناه صلی الله علیه واله وسلم گفته اند انا احمد بلا میم



امداست فافہم - قولہ "عشق بت پرستان راپیشوا و رہنما است" یعنی عشق عاشقان راہادی و مرشد است از انکہ بہ فاعل حقیقی آشنا است معشوق از وید و عاشق از وچکد چنانچہ گفتہ شد

بیت

اے عشق چہ چیزی کہ مغان از توبہ لافند   اسم تو پرستند ز عین تو معافند

یعنی اے عشق بگو برمن تا حقیقت تو چیست از انکہ عالم و کافر از وجود تو در لاف و ظلامات اند اما نام تو مید انند ذات ترا نمی شناسند اشارت بدان قول باشد العشق ھو الذات و اگر صفت مخلوق مراد داریم ظاہر است کہ بت پرستان عاشق اند و بت معشوقان و عشق کہ صفت عاشق است بت پرستے شد رہنما آمد اگر از روے محبت عاشق بت پرستی نمیگذارد یعنی خیال معشوق نمیرود چنانچہ بحسب حال این محل گفتہ اند

بیت

دل راز عشق چند ملامت کنم کہ ہیچ   این بت پرست کہنہ مسلمان نمیشود

و بت کہ معشوق بہ اقتضاے سری است کہ مجبول بران است این نیز رہنماے عاشق شد بسوے خویش - قولہ "عشق زاہدان و عابدان را قبلہ گہ ایشان است" یعنی زہد زاہدان و عبادت عابدان بواسطۂ عشق شد از انکہ عشق ذات مظہر اسما و صفات اوست حاصل آنست کہ عشق صفت خدائی دارد ہیچ ذرہ از ذرات علوی و سفلی از و خالی نہ بلکہ قوام ہمہ بدوست و بہ فیض او است کہ در انسان ظہور کردہ فاعرف قولہ "عشق مالک ہر دو جہان است" مراد از عشق حضرت حق باشد بہ قرینہ زیرا کہ کسے مصاحب عشق شد تجلی بر حکم آمد او مالک ہر دو جہان است چنانچہ الانسان سری و انا سرہ - قولہ "مٰلِکِ یَوْمِ الدِّیْنِ براے تفصیل و بیان است" یعنی این سخن را بیانے شافی و تفصیلے وافی است کہ خداوند روز جزا و جزا بر حسب حسنات و سیئات باشد پس تفصیل و بیان آمد - فَمَنْ یَّعْمَلْ مِثْقَالَ

ذَرَّۃٍ خَیْرًا یَّرَہٗ ط وَمَنْ یَّعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّۃٍ شَرًّا یَّرَہٗ ۔ کسیکہ با ذات عشق
شد او مالک دین و دنیا باشد اما در تفصیل و بیان آوردن ظہور عشق ذات حاصل شد
فاعرف ۔ قولہ "عشق سر تسلیم و رضا است" یعنی عشق را از مقام تسلیم و رضا گویند
بر عاشق راست اما این تسلیم و رضا نہ بلکہ تسلیم رضاے معاملات است این از
آثار مقام فراق و وصال است کہ خاصہ مقام محبت است چنانچہ حضرت مخدوم قدس اللہ سرہ
نوشتہ اند

بیت

کشتگان خنجر تسلیم را ہر زمان از غیب جان دیگر است

این صفت عاشق است یعنی عاشق صادق را ہر وقتے تجلی جلال و جمال اندید بازدید ش آذین بازدید
مینماید این جان را از غیب گویند اما شرط بر عاشق آنست کہ بہ تسلیم خنجر کشتہ میشود او را جانے
یعنی تجلی از غیب دیگر بہ دیگر نوع می نماید چنانچہ شیخ سعدی میفرماید

بیت

عاشقان کشتگان معشوق اند بر نیاید ز کشتگان آواز

عشق را ذات اللہ ہمین سبب گفتہ اند فافہم ۔ قولہ "عشق طلاب را قدم و
روش است" یعنی طالبان را پاے رواست و دستگیر است کہ عشق چشم بینا و گوش
شنوا و زبان گویا است اینجا مراد از عشق بدان ہر دو معنی و روش عطف تفسیری قدم
است باید کہ در طلب عشق قدم و روش خواجگان خود کند بعدہ عشق او را ہدایت میکند ۔
قولہ "عشق شیر بیشہ عرفان است عشق خواجہ جہان است" یعنی عشق
شیر فضلاے معرفت است و پلنگ صحراے احدیت است اول ما خلق اللہ
العشق ہمین بیان است و خواجہ جہان حضرت محمدی را خطاب و مقام است یعنی
عشق متصرف تمام عالم ہر چہ در وے خیر و شر ہمہ از تصرفات عشق است کہ از قبیل تمثیل
است کسے را کہ این نوع تجلی عرفان وارد او خواجہ جہان باشد ۔ قولہ "عشق سلطان
مالک الرقاب ضابطہ جہان است" از آنکہ چون او متصرف خواجہ جہان باشد



این افعال ضرورت باشد تا اورا این اسم درست آید چنانچه گویند۔ **بیت**

سلطان عشق خیمه به صحرا اگر زند ملک وجود را همه زیر و زبر کند

یعنی عشق اگر خرگاه ظهور خود بر عالم آشکارا کند همه موجودات را فرود بالا گرداند هیچ چیز بر صفت خود نماند زیر و زبر کردن لازم و ملزوم سلطان است و نواختن و گداختن و برآوردن و فرود و زیدن کمینه شیوه صاحب زمان است۔ **قوله "عشق پیرایه روی خوبان است"** یعنے عشق دلربائی خوبرویان و محبوبان است بشنو اگر ازین عشق صفت خالق مجازی دارند می شاید که المجاز قنطرة الحقیقت و حسن و خوبی عبارت از تناسب اعضا است و قبح عبارت از عدم تناسب اعضا است و این هر دو صفت خلق است نه صفت خالق تعالی عن ذلک علواً کبیرا و رابطه عشق با خوبی ظاهر است از کلام حضرت مخدوم قدس سره فی محله جائے گفته اند که حسن و عشق توامانند یعنی همه یکے اند لیکن گاه باشد که یکے عاشق کسے شود که در نظر دیگر حسنش پیدا شود اما در نظر عاشق چیزے نماید که احسن است و آن چیزیکه در خوب و زشت ربایندهٔ دلها است آنرا جمال نامند چنانچه گویند **بیت**

ورای حسن در روئے تو چیزیست نمیداند کسے کانرا چه نام است

یعنی حسن او در بیان نمی آید ان الله جمیل و یحب الجمال۔ **قوله "بسیار چه گویم عشق هم این است هم آن است"** یعنی عشق هم صفت خالق دارد و هم صفت مخلوق و هم پیرایهٔ عاشق و هم پیرایهٔ معشوق وَاللّٰهُ مِنْ وَّرَائِهِمْ مُّحِيطٌ و یا آنکه معنی **"هم اینست و هم آنست"** یعنے هم خدائے است و هم بنده از انکه بنده قایم بوجود اوست علاحده وجود ندارد و غیر او و عین او نه به وجهے عین و به وجهے غیر پس هم این و هم آن و نه این و نه آن مقرر شد الآن کما کان فافهم۔ **قوله "قایل هو عین الاشیا هم ازین بیان ما در گمان است"** یعنی عشق مبدا و معاد همه موجودات است و عشق

ظاهر و باطن همه کائنات است اما بجهے وجیہ همان اول اوست نه این و نه آن
هو الاول هو الآخر هو الظاهر هو الباطن و غرض حضرت قطبی قدس الله سره که قایل
باشد تعالیٰ "هو عین الاشیاء" گفته است اشارت بر دیگران کرده انشاء الله تعالیٰ
در فصل پنجم فی محله ذکر کرده آید - قوله "عشق علما را حجت و سلطان است"
یعنی طایفه علما که حجتها و دلیلها بنا بر مصلحت کنند. در علم اصول و فروع اصل آن همه عشق
است عشق درین محل تصرف کرده و اصل دلیل شریعت و حقیقت همه در قران است
هر کسے را در ان مراتب اطلاع نیست اگر شود بجز هدایت نیست چنانچه حضرت
بندگی مخدوم قدس الله سره فرموده اند فقیه صوفی و شریف سنی نادر است خود
منکه محمد حسینی شریف سنی فقیه صوفی ام و حق سبحانه و تعالیٰ وصف قران میکند
چنانچه وَلَا رَطْبٍ وَّلَا يَابِسٍ اِلَّا فِيْ كِتٰبٍ مُّبِيْنٍ - قوله "عشق جان جهان
است عشق جان جان است" یعنی عشق جان جان است این عشق صفت
الله رحمن است چنانچه لولاک لما خلقت الافلاک این بیان هم از ان جهان
است - وجه دیگر آنست که جان عبارت از باطن است و باطن حق آن حب
ذاتی که در مرتبهٔ لاهوت است لا یعلم تاویله الا هو زیرا که مراد از جان نخست
مطلق است و مطلق متصرف بود سوے کمال و مراد از جان جهان ملکوت را قرب
اعلیٰ است بر نسبت ادنیٰ و مراد جانِ جان نهایت همه بطون سوے هویت غیب است
چنانچه حضرت قطبی قدس الله سره در آخر می نویسند که خواجه جنید رحمة الله علیه
میگویند که النهایت هو الرجوع الی البدایت پس بدایت آنست که رب العالمین
است و نهایت این است که کل شئی یرجع الی اصله - قوله "عشق نه آن
است که من و تو گوییم فلان و به همان است" یعنی عشق در بیان من و تو
در نیاید تا گوییم که عشق خالق است و یا مخلوق و حادث است یا قدیم و صانع



است یا مصنوع یا ذات اللہ۔ قولہ ''عشق تیغ است عشق نیام است''
یعنی در مرتبه اول ولایت تیغ است که بجز صرف ذات فهم نمیشود که من عرف الله ن حرف
کل لسانه و در مرتبه دوم نبوت که هدایت است من عرف الله طال لسانه
پس همان مشقت مرتبۂ ولایت است و حضرت بندگی مخدوم قدس سره در سمر
نوشته اند که اول درجه ولایت آخر مرتبه نبوت بچند تمثیلها نموده اند نیکو بیان
کرده اند کسیرا حاجت افتد در کتاب اسمار الاسرار مطالع شود در محل بقدر حال
نوشتم اگر تمام نویسیم ترجمه سمر شود و رساله طویل مینماید و امر رضا نبود و آنچه مشکلات
را حل کرده ام به تزکیه قلم رفته است نه پنداری که و تزکیه نفسانی نبشته آمده است
وَاَمَّا بِنِعْمَةِ رَبِّكَ فَحَدِّثْ اے مخبر است۔ قولہ ''عشق صیاد است عشق
صید است عشق دام است'' یعنی عشق گاہے بصورت صیاد بر آید و جان
عشاق صید کند و عشق بصورت صید و شکار بر آید و نیز عشق بصورت دام بر آید
و بصورت دانه شود و گفته اند محققان ما سلف که عشق شراب و جام است
عشق نه پخته نه خام است

بیت

صیاد ہمو صید ہمو دانه ہمو ساقی و مے و حریف و پیمانه ہمو

بقول محقق عشق را از عشقه گرفته اند نام درخت عشقیه است بزبان هندی سمندر
سوک میگویند بیل است بر درخت سوار میشود و عجب خاصیت دارد که بر هر
درخت سوار میشود او را خشک میکند خود تر و تازه میباشد خاصیت عشق همین است
این کسیرا مسلم باشد استفهام است بمعنی نفی یعنی این عشق که بیان کردیم هر
کسے را مسلم نیست الا ما شاء اللہ۔ قولہ ''عشق ابلیس را شیطان است''
یعنی عشق شیطان مر اشیطان کرده غیر معشوق را سجده کردن نداد پس رد کرده
و در عشق رد و قبول را اعتبار نیست اگر رد کند هم عاشق است و اگر قبول کند

هم عاشق است و دیگر قواعد اصطلاح یعنی شیطان
اسم فاعل است مشتق از شیطنت و آن عبارت از بے فرمانی و استکبار و اغوا
و این صفت ابلیس و امثال اوست میگویند که او را شیطان نامند و عشق را شیطان
گفتن اعتبار که عشق مقتضی شیطنت است در باب ابلیس و شیطنت مقتضاے اوست
پس این اسناد مجازی باشد اینجا تجلی عشق بصفت جلال است و شیطنت عبارت از
بعد نیز آمده است - قوله "عشق آدم را رحیم و رحمن است" یعنی اگر مراد عشق ذات
دارند درست که اسناد رحیم و رحمن سوے او حقیقی است و اگر صفت او دارند اسناد مجازی
است اینجا تجلی عشق به صفت لطیف زیرا که عشق بر صفت آدم رحمت ظهور کرد از ان
توبه او قبول شد و دیگر آدم لا در جنت تنهائی شد از ان حق سبحانه و تعالی رحیم و رحمانیت
کرده حوا را آفرید کقوله تعالیٰ ان الله خلق آدم علی صورته اے رحمت و رحمانیت
بهتر است - قوله "عشق بے نشان است" یعنی عشق را نشانے معین نیست بلکه
تجدد امثال لازمه حال آن بے مثال است از آنکه از عالم بیچون و بیچگونه نشان از کجا
باشد مگر آنکه فانی فی الله و باقی بالله شود - قوله "عشق را هر جا که جوئی چه میکده چه
مصطبه چه کعبه عریان است" یعنی آشکار است بر تبه خویش و پنهان است -

بیت

او با همه در عیان و چشم همه کور | او با همه در حدیث و گوش همه کر

و چند مثنوی تمثیل عشق در کتبهاے حضرت بندگی مخدوم قدس الله سره است اینجا
بحسب حال مشابهت بود نوشتم

ابیات

آن سبز قبا که چو مه پاره بر آمد | امثال درین خرقه زنگار بر آمد
آن ترک که آن سال بیغماش بدیدی | اینست که امسال عرب وار بر آمد
آن یار همانست اگر جامه دگر کرد | او جامه دگر کرد و دگر بار بر آمد



آن بادہ ہمانست اگر شیشہ دگر کرد — بنگر کہ چہ خوش بر سر خمار بر آمد
گفتار رہا کن و بنگر ز آئینۂ غیب — کین شیشۂ اشکال ز گفتار بر آمد

قولہ "عشق شہید را تیغ بران است" یعنی عشق شہید را بصورت شمشیر می آید دمی کشد این را تجلی جلال گویند قہر و لطف صفت اوست۔ قولہ "عشق گردش سنان است" یعنی عشق تقلب و گردش نیزہ و تیغ بکار داشت ہم بہ اعتبار تعلق عشق را قرار نیست۔ قولہ "عشق بر رخش آزاد سوار چالاک جوان است" یعنی رخش تام اسپ است عشق را تمثیل دادہ اند کہ عشق بر اسپ ارادت سوار است و عشق سوارے جوانے دارد

بیت

شہسوار آمد بہ میدان گوی چوگان باختن — کیست با سلطان عالم روے میدان باختن

قولہ "عشق صورتے ندارد و در ہر صورتے و ہیئتے پیدا و پنہان است" یعنی عشق در صورتے تعیین و تشخص ندارد و از آنکہ صورت پذیر عالم حدثان است و عشق با عالم قدیم ندیم و ندمان است بلکہ در ہر صور و اشکال نہان و آشکارا است و تجلی او بہر مظہرے پیدا و پنہان است کقولہ تعالیٰ "اَیْنَمَا تُوَلُّوْا فَثَمَّ وَجْہُ اللّٰہِ" پس ہر جا کہ روے آرد آنجا ذات صفت است۔ قولہ "عشق را عظیم شان است" از آنہا کہ در طاقت بشر نباشد بلکہ آن کار از کارہاے خدائی است پس شان عظیم است۔ قولہ "چہ گویم عشق ہمان است و بیرون از آن است" یعنی چند بیان کنم در تحریر و تقریر نگنجد ہر چہ گویم عین آن است و غیر آن است میگویند کہ بہ اعتبار تجلی عشق ہمان است فاما او بمراتب گنج مخفی است و بیرون از آن است کہ او را تجلی بمرتبہ ورا الورا است و چہ گویم ہمین اعتقاد کہ او را نہایت نیست پس عشق را مقید و مطلق روا نیست از آنکہ ذات اللہ است نہایت ندارد۔ قولہ "عشق ہمان افسانہ فیل و عمیان است" یعنی عشق چون تمثیل فیل است کہ در شہر کوران آمد ہر یکے خود بہ استدلال عشق چیزے

گفتند قیل نه عین آن بود و نه غیر آن بود چنانچه انا عند ظن عبدی بی عین عیان است یعنی من نزد گمان بنده هستم با من هر چونکه مرا گمان برد قریب و بعید یا عین و یا غیر عجب افسانه است۔ قوله مجد الدین بغدادی از راه دیوانگی و سرافرازی "از عشقبازی خوش اشارتے فرموده و اشاره او ما را بر دیده و جان است"

یعنی در بیان عشق اشارتے خوش فرموده است که نشان سرّ ازل داده است اما این سخن خالی مجذوب و سالک نیست زیرا که سخن ایشان به طریق الهام است تا بغیر محرمے رایدان راه نشناسد بعده در راه اضطرابے کرده این رباعی بزبان خواجه مجد الدین رحمة الله علیه اشارت آورد و در خاطر بود که حضرت بندگی مخدوم قدس الله سره در کتاب سیم سالک مجذوب بچهار قسم آورده تمثیل داده بیان نیکو کرده اند درین محل مینویسیم اما در فصل هشتم بیشتر خواهد آمد باین معنی نه نوشتم تا تکرار نیفتد۔ قوله بیت

"تا سرّ ازل طعمهٔ ابدال شود | این جمله قیل و قال پامال شود
هم مفتی شرع را جگر خون گردد | هم خواجهٔ عقل راز بان لال شود"

ث گر

یعنی اگر عشق ازلی را ابدال بدانند پس این شرایع و احکام اسلام هباءً منثوراً گردد و مفتی شریعت را از درد عشق جگر تمام خون شود و صاحب عقل را هم زبان کنه گردد هیچ روایتے ازین بگوید بلکه مبهوت بماند۔ و دیگر معنی این را خاطر می آید به نظر حضرت بندگی مخدوم قدس سره کشف گر شود که سرّ ازل گنج مخفی را گویند که در خزانهٔ او گنج سرّها بسیار اند طعمهٔ ابدال شود یعنی سرّ ذات غذائے عاشقان گردد زیرا که سرّ خاصه برائے انسان عاشقان است و این عالم بیچون و بیچگونه است معروف بوراء الورا است میگویند که طعمه غذا است و غذا چیزے است که تمام وجود کل را احاطت کند و بدان غذا وجود را قوتے پیدا شود هرگاه که سرّ ازل عاشق را بدین مرتبه رساند من عرف الله کل لسانه اثبات

ڡ در هر سه کتب لفظ "گر" است غالباً "کرده شود" است



شود پس ہر آئینہ این آید کہ این جملہ قیل وقال ضایع گردد کہ در سِرّ ازل فہم شد و دران
گفتگو را چہ متاع باشد و مفتی شرع را جگر خون گردد مراد از مفتی آن طایفہ ہست کہ بعلم
ظاہری ماندہ و العلم حجاب اللّٰہ الاکبر چون خواہند کہ بدین علم قدم پیشتر نہند نتوانند
کہ حجاب اکبر در سینہ ایشان است کہ زبان در قال وقیل گفتن آرامیدہ است و این کار
قطع نفس بجز کشف واضح نیست پس ہر آئینہ جگر خون گردد و عقل تمیز است بین الشیئین
چون اثنینیت بوحدت مضمحل گردد خواجۂ عقل را درین مرتبہ زبان لال شود کہ بیان
گفتن نیاید ۔ و خواجہ عبارت از آثار جلال وجمال است وَاللّٰہُ مِنْ وَّرَائِہِمْ مُّحِیْطٌ
مقر راست نافہم واغتنم ۔ **قولہٗ عشق را مبدائے و معادے نیست** یعنی
از عشق ذات اللّٰہ مراد است قرارگاہ او کہ ابتدا و انتہا ندارد و او را مبادی و مقاصد
نیست بلکہ ہمو مقصود کلی و مطلوب اصلی است و قرارگاہ از روے لغت جاے قرار
است و او تعالیٰ من حیث الذات والصفات منزہ است از جاے و قرار عبارت
ازین است کہ او را تبدیلی و تحویلی نیست بدین معنی پس بیان آن قرار این آمد
کان اللّٰہ ولم یکن معہ شئی است این مرتبہ احدیت است **بیت**

کما کان الآن ببیند کسے که از خویش بے خویش گردد کسے

عشق ہم ازینجا آید و ہم بدانجا باز گردد ۔ و مبدا و معاد چہ معنی دارد راست گفتہ اند
الممکنات لا یتناہی یعنی عشق از عالم ازل ظاہر گردد ہم بدان عالم راجع کل شئی یرجع
الی اصلہ مبدا و معاد چہ معنی دارد ہر دو یکے اند در عشق چنانچہ یک رشتہ با دو سر اعتبارا
کن اما در حقیقت ہمان یکے است چنانچہ مناسب این محل است **بیت**

من تار ضعیفم کہ گرفتار دو سویم یکسو تو کشی سوے دگر جذبۂ خوبان

یعنی یک طرف تو میکشی و میگوئی کہ سوے خوبان مرو و از طرف دگر خوبان میکشند و میگویند
این طرف بیا پس مثل من مثل رشتہ باشد کہ گرفتار ہر دو طرف است عجب کار عشق است

دو سو

وَمَا تَوفِیقِی اِلَّا بِاللهِ و نباید دانست ازین عدم که وَلَم یکن معه شیٔ میگوید قدم مراد
است دگر نه عدم نیست نسبت وجود است و او ورای نسبت و اضافات است
راست گفته اند الممکنات لایتناهی از آنکه ممکنات بذات نامتناهی قایم است
در حقیقت وجود ندارد پس عدم متناهی ثابت شد چنانچه عبودیت و ربوبیت هردو
متلازم اند لایوجد احدهما بدون الآخر یا دایم بلافناء ولا زوال للملکه
این است پس چون ملک او را زوال نباشد او را خود بطریق اولی زوال نباشد و از
کلام حضرت قطبی قدس الله سره معلوم میشود که یعنی از محی الدین ابن اعرابی رح و متابعان
او کسے دیگر نگفته که خدای را ممکن الوجود - فاما محققان چهار وجود گفته اند - یکے واجب الوجود
دوم ممکن الوجود - سیوم ممتنع الوجود - چهارم عارف الوجود - این را بیان کثیر است
اگر تمام بنویسم دفتر میشود آنچه تعلق این محل معنی باشد جزوے نوشتم واجب الوجود
یعنی نُطفة ان من العناصر ممکن الوجود جوهر و عرض - ممتنع الوجود سر پنهان - عارف الوجود نا مضغه
هدایت یَهدِی اللهُ لِنُورِهٖ مَن یَّشَآءُ اگر کسے ممکن الوجود خدای را گفته اعتقاد
کرد پس او را جوهر و عرض ثابت کرد این اعتقاد حکما است با اهل تصوف کار ندارد -
و میگویند که الممکنات لایتناهی یعنی وجود ممکنات غیر متناهی است چنانچه وجود واجب
از ممکنات صفات مراد باشد و صفات منفک نیست از ذات و ذات غیر متناهی
پس صفات نیز همان رنگ گرفت و قول رئیس الطایفه حضرت خواجه جنید بغدادی
رضی الله عنه درست شد الحادث اذا قرن بالقدیم لم یبق له اثر فافهم -
قوله زیرا که ممکنات این جهانی و آن جهانی در انحصار و در تعداد نیست
اگر پرسند هل یعلم الله سبحانه عدد انفاس اهل الجنة والنار -
ترا جواب چه باشد ان الله لا یوصف بالمحال " بدانکه حقایق عالم به حضرت علیه
که موجود بالقوه است و در آن مرتبه انفاس نیست چون به اذن الله تعالی از قوه



بفعل آید هر نفسیکه از ممکنات بر آید بقدرت و ارادت خدا است و هرچه مقدور و مراد
است علم خدای تعالی بدو است زیرا که اگر با او نباشد تعلق قدرت بمقدور و بارادت مراد
چگونه باشد اما چون اہل بہشت و دوزخ ابدی باشد انفاس ایشان را انحصار نباشد
و تمام دانستن عبارت از انحصار است انحصار اثبات و عدم انحصار نفی و اجتماع نفی
و اثبات است اجتماع نقیضین است و آن محال است و محال تحت قدرت نیست
لیکن هر نفسی که بر آید بارادت و قدرت اوست و علم بدوست زیرا که ایا تشناختن
حق سبحانه و تعالی بعدد انفاس که چهار وجود اند که چند وجود اہل جنت و چند وجود اہل دوزخ
حاصل لا یوصف بالمحال ۔ وجهه دیگر آن است که عدد انفاس و شمار و بهای اہل
بہشت و دوزخ محال است و خدای را وصف به محال نمیکنند یعنی هرچه که پیدا میشود
علم او تعالی با او برابر پس عدم تناهی را هم بصفت عدم تناهی میداند و متناهی را هم بصفت
او میداند و این از امور نسبتی است پس تفاوت در نسبت با ماشده نسبت او تعالی
لانه لا یتغیر بذاته و لا فی صفاته بحدوث الاکوان و بالآثار هم از ین شنو۔
قوله ''الانسان سری و وصل بی'' یعنی انسان خلاصه من بود به من رسید قطره
به دریا پیوست دریا شد۔ در اینجا به نظر حضرت قطبی قدس الله سره بموافق این محل
قصه یاد به تمثیل آمد میگویند که چون بہشتیان در بہشت روند و دوزخیان در دوزخ حق سبحانه
و تعالی مهتر جبرئیل را گوید که برو سلام من اہل بہشتیان را و اہل دوزخیان را برسان
جبرئیل علیه السلام بحکم فرمان بیاید به بیند نه بہشتیان در بہشت نه دوزخیان در دوزخ باز
آید گوید خداوندا تو نیکو میدانی فرمان شود الانسان سری و وصل بی که در انسان سرّی
است به آن وصال شد باقی خاک در خاک الان کما کان میگویند که وصال بدو
طریق یکی آنکه بر مهتر جبرئیل علیه السلام تجلی شود همه وجودات را به بقای حق فانی بیند
دوم آنکه فنای حقیقی شود باز بوجود آید ۔ سوال ۔ اگر ترا پرسند که کلام مجید چون

ناطق است والسلام علی من اتبع الهدی پس دوزخیان را اسلام رسانیدن کدام وجه باشد ـ جواب ـ در خاطر می آید که وجود بهشتیان و دوزخیان من حیث موهم محض است شر به اعتبار صفت کفر است و این وجود است من حیث التجلیات بالوحدت از ظلمت کفر بیرون است پس اسلام اثبات یافت و وقتی فنای حقیقی شود نه صفت اسلام ماند نه صفت کفر اسلام هر دو فریق بدین جهت بود کل شیء یرجع الی اصله انشاء الله تعالی در دهم فصل کفر حقیقی و اسلام مجازی ذکر کرده آید والله اعلم بالصواب والیه المرجع والمآب ـ قوله "عاشق معشوق عشق را یک خانه شطرنج بازی کرده است" یعنی عاشق و معشوق و عشق از یک جا خواستند دیگجا میباشند و یکجا خواهند رفت یکی از دیگرے جدائی تواند شد میگویند شطرنج بازی بر سه گونه است یکی آنکه در مرتبه کثرت که هر مهره به اسم خاص مسمی ظهور کرد اکنون پیاده را دستگیر خود پیاده شود به آن سلاح جنگ بخیال بیارا[ن] الهی چنانچه خیال عیان شود در تو و دران پیاده و همچنین با هر مهره و درین حال خود را همچون مهره بدست غیب شناش کما قال الله تعالی ما من دابة الا هو آخذ بناصیتها ان ربی علی صراط مستقیم ه همچنان این خیال و عیان را بمرتبه شاه رسان که قلب المؤمن عرش الله تعالی را بر بساط وحدت دریاب و استوی را در خویش معاینه کن اینجا تجلی فیض قدس است در مقام جمع الجمع این مقام خلافت است که حضرت آدم علیه السلام مسجود ملایک شد ـ دوم طریق آنکه کثرت را بر دار و دل بدست آر یک مهره شود بر بساط وحدت بر و بادشاهی کن چنانچه گویند

بیت

یک نفس تقید بر او ونگ زندان شه است عالم اطلاق درویشان جهانے دیگر است

ن" بیارای

ﮯ این مصرعه در هر سه کتب منقول عنهم همچنین است.



آرے این نیز فیض قدسی در مرتبه جمع چون کار بمرتبه شه مات رسد بساط دیگر بر انگیزد واکنون
در کثرت وحدت بازنده است بمرتبه وراء الورا یَدُ اللّٰهِ فَوْقَ اَیْدِیْهِمْ ازان
نشان میدهند واین آنست که ارام همه دلها بدوست اگر طالب صادق که از خزانهاے
این بساط دل برکند و سر تسلیم نهد و بخانه انبساط همچون فرزین همنشین شاه گردد یقین
است که مرادات روزی شود بمنه وکرمه ـ سیوم طریق بُرد است عجب حالے است
در بُرد یک طرف وحدت است و دوم طرف کثرت یعنی که مات میسر نیست که جمع
و تفرقه بردار دو بساط در پیچد و پیچیدن بر دو وجه یکے آنکه فناے کثرت به بقاے
وحدت هم در مرتبه وجود رخ نماید یا آنکه حقیقتاً معدوم گردد چنانچه الانسان سری
وصل بی بالا گفته شد ـ **قوله باشد که عشق ابلیس و فرعون گردد شاید ابلیس
و آدم نماید و شاید یزید و حسین بود شاید محمد و ابوجهل گردد آزر و ابراهیم را از
یک نسل برون آرد عشق بت شده است عشق بت پرست شده است
عشق بت شکن شده است**" زیراکه این هم وصف شطرنج مثال است که بضد
یکدیگر آمده است قهر و لطف پیدا از واست عشق ابلیس و فرعون گردد یعنی شاید
که به صفت جلال برآید ـ شاید که ابلیس و آدم نماید زیرا ابلیس را کمال عشق میگویند
که همیشه بحق تعالی فرمان برداری و سجده کرده بود چون آدم علیه السلام را آفریده در
بهشت آورد بر همه فرمان شد که سجده بکنید همه فرشتها فرمانبرداری نمودند ابلیس
قبول نکرد خاکی را سجده نخواهم کرد و فرمان آمد بکن وگرنه مخذول خواهم کرد باز گفت
هرچه میخواهی بکن پس روسیاه کرده مخذول کرد پس به بینید که چه عشق با حبیب
خود داشته بود که غیرے را درمیان عشق قبول نکرد چنانچه پروانه در یک ساعت
بر معشوق خود جان میدهد به این معنی ابلیس را عشق کامل میگویند که جلال و جمال
را جمع کند و میفهند که درمیان او اغوا کرد و گندم خورانید این هم متق جلوه داری عشق بود

بجز فراق لذت وصال نمیباشد به این معنی آدم علیه السلام را لذت فراق نماینده نوبت
بجا آورده وصال در بهشت داد - وشاید که یزید وحسین بود چنانچه درمیان ایشان ضد
مشهوراست که شروع نزاع عورت بود این هم بسبب عشق است - وضد ابراهیم
وآزر در قصهٔ ابراهیم علیه السلام مشهوراست - اگر هر یک سخن را تمام قصه مینویسیم پس قصص
میشود وخود میخواهم که رساله طویل نشود - ومحمد واابوجهل گردد دراین عشق تجلی جلال
است که ابوجهل دیگرے را در اعتقاد داخل نکرد چنانچه ابلیس که آدم را سجده نکرد.
براین مثال تصور بکن خاصیت عشق آن است که بت شود وابلیس نماید وعشق بت
پرست وبت تراش شود وآزر نماید وعشق بت شکن شود ابراهیم خلیل الله علیه السلام
نماید زیراکه بت معشوق وبت تراش عاشق اوست وابراهیم علیه السلام در مرتبه
نبوت عشق بحضرت حق دارد صفت او باشد **بیت**

خود پرستانند خوبان لاجرم بت نام یافت عاشقان راهم ازین رو نام آمد بت پرست

این همه که گفت به سبب تنوع صفات است اما تنوع صفات وتکثر اسما وافعال
ذات متکثر نکند وآن عشق اکنون بر صفتے که پیش ازین بود وهو الان کما کان
صفت اوست آرے ما از عالم کثرت ایم از کثرت خالی نباشیم واو تعالی را مقام
وحدت است وهمیشه در واست ازان نگردد چنانچه فرمود - **قوله** محمد حسینی
باعشق بسیار کشتی گرفته است عشق اورا بسیار بار بر زمین زده است
اما شوخیش (ببین) هر بار بر خواسته است ودستے کشیده است"
یعنی محمد حسینی گیسو دراز عشقباز کرات ومرات باعشق کشتی گرفته وعشق برو غالب
وخوار گردانیده وَاللهُ غَالِبٌ عَلَىٰ أَمْرِهٖ بازچون ازدست او رهاشده پشت
خم کرده ودستها بر بازو هازده براے کشتی ایستاده اما شوخی او بنگرید هر بار
که از زمین مذلت برخاست بازو بازده براے کشتی باعشق برآمد میگویند این



همه بیان مراتب تجلیات عشق است که آنرا نهایت نیست که الوهیت و عبودیت
هر دو ابدی اند سبحان الله زہے شهباز بساط شاهانه را پیدا نموده دگر هنگام پهلوانی نمود آ
گرد اثنینیت را به وحدت دست بر وے نمود جز وهم و خیال ندید نهایت کار آنجا
رسید که درے است سر بمهر بند بر نبی الله کشوده اند یا نه اما بر محمد رسول الله صلی الله
صدقہ علیه واله وسلم تحقیق است صدق رسول الله که اولیا الله تا به آن حد نشان نمودار گرد
عشق را تمثیل داده رفته اند این تجلی ورا الورا است که همت عاشق باز نمیدارد
وَاللّٰهُ غَالِبٌ عَلٰی اَمْرِهٖ - قوله "عشق قلاش است عشق اوباش است
عشق بت شکن و بت تراش است" یعنی عشق قلاش بیباک است انچه خوش
آید بگوید و همه موجودات لاشئے ولا وجود بداند و عشق اوباش پروائے چیزے و کسے
ندارد دعوی انی انا الله میکند میگویند که قلاشی و اوباشی صفت اهل ترک را گویند
یعنی آنهائے که از لذت و هوائے نفسی رسته باشند هیچ جز نفس ندارند بمانند
مجذوب مجرد اند پیشتر در فصل مجذوب مجرد را بیان خواهد آمد و بت معشوق را گویند
و بت پرست عاشق را گویند و بت شکن و بت تراش زاهد را گویند این همه آثار
عشق است که این نوع از قلاشی و اوباشی عشق است لیکن آن قلاشی بمرتبه اقوال
است و این بمرتبه افعال فافهم - قوله "عشق از خدا جدا نیست" زیرا که عشق
صفت ذاتی است نه اضافی پس صفت از ذات جدا نیست همه اوست تمثل
آورده مظهر آدم علیه السلام ساخته بر ما دشمنانه ساخت کما قال علیه السلام العشق
فریضة علی ما خلق یعنی بر آدم علیه السلام میگویند که برائے عشق معنی آدم باید نه
صورت آدم پس محققان تمثیل داده اند که عشق بر خالق نمیشود عشق مخلوق مهیا کن
تا حرفے از بحر المعانی دریابی اما شرط آن است در عشق قدم نهادن کسے را مسلم
است که با خود بنا مشد ترک خود گیرد و خود را از اندیشه کونین فدائے عشق سازد

چنان نفس را که خود را خدا گویاند چنانچه حضرت بندگی مخدوم قدس الله سره میفرمایند.
قوله "عشق خدا است" بدانکه این لفظ را معانی مشکل است بارے هرچه در فهم خود بنظر حضرت قطبی قدس الله سره می آید مینویسم زیراکه این لفظ خدا عجمی است اسم خاص است اطلاق آن بغیر حق روا نیست

الٰه است و الله و رحمن خداے

فکان اسماً للذات مستجمعة لجمیع صفات الکمال و اصل خودی است در مرتبه احدیت بدین معنی باشد که واجب الوجود موجود بنفسه است منزه از حدوث و زوال و در مرتبه واحدیت خدائی ظاهر است یعنی ظهور از گنج مخفی است چنانچه لفظ خداے درین بیت حضرت قطب الاقطاب اشارت میفرمایند بحسب این محل یاد آمد

بیت

محمد آن جوانمرد است که در پیری نظر بازد — تعال الله ابوالفتح خدائی را تو میبینائی

مصرعهٔ اول مرتبه عین الیقین و ثانی مصراع مرتبه حق الیقین این تجلی حضرت مخدوم قدس الله سره را توجه تام و مشاهده دوام است بوقت سکر فرموده اند خدائی را تو میبینائی یعنی حضرت مخدوم چنان تزکیه نفس کرده بودند که دوئی را سخن نبود چنان فرمانبردار بود که تجلی احدیت را اسرار حضرت قطبی قدس الله سره بودند بجز این چنین لایق فرمانبرداری حق تعالی کدام باشد مرتبه خود در عبارت نظم گفته اند - خدائی بمعنی خودی است کسے را خودی از تزکیه رفت لایق خود را خدا گویاند وَاللّٰهُ عَلِیْمٌ حَکِیْمٌ اگر ترا پرسند که عشق مبتدا خدا خبر و عشق مصدر دال برین معنی یعنی دوست داشتن و یا دوستی خدا دال است بر ذات پس اسناد چگونه درست باشد - این بر چند وجه در خاطر می آید یکے آنکه مصدر گہے بمعنی اسم فاعل باشد گہے بمعنی اسم مفعول و اینجا هر دو معنی است - اے عاشق و معشوق



حقیقی خدا است وتغایر اعتباری است وامثال این در استعمال آمده است چنانچه حضرت محمد مصطفے صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم را حبیب خدا گویند حبیب فعلی است وفعیل گہے بمعنی اسم فاعل وگہے بمعنی اسم مفعول باشد واینجا ہر دو معنی است ای محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم محب ومحبوب خدا است فافہم۔ وجہہ دیگر آنست کہ گفتہ اند عشق خدا است یعنی ظہور آنرا میان عاشق ومعشوق رابطہ جنسیت نیست مثبت این معنی حکایت آنست کہ روزے امیر المومنین امام حسن رضی اللہ عنہ با امیر المومنین علی کرم اللہ وجہہ پرسیدند بابا مارا دوست میداری گفت آرے باز پرسیدند خداے را ہم دوست میداری گفت آرے امام حسن بوجہ احسن سوال کردو گفت در یک دل دو دوستی چون میگنجد حضرت علی کرم اللہ وجہہ جواب فرمودند سوال ہم وجواب ہم بر تو گذاشتم جواب امام حسن رضی اللہ فرمودند آن رابطہ کہ با خدا است محبت است ورابطہ با ما است شفقت است سید الاولیا علی کرم اللہ وجہہ سر مبارک بوسید وگفت این سخن از شکم فاطمہ رضی اللہ تعالی عنہا است نہ از پشت علی رض آئینہ در شان او واین است الفاطمة بضعة منی۔ قولہ "اے عزیزاے عارفان فہم کنید کہ محمد حسینی چہ بیان کردہ" یعنی اے دوستان فہم کنید انچہ حضرت قطبی قدس اللہ سرہ العزیز بیان عشق کرد کہ حق وحقیقت ہمین است وجلوہاے عشق را بمراتب گوناگون نمودار کرد کدام دل است کہ بداند وکدام گوش است کہ بشنود وکدام چشم است کہ بہ بیند این تنبیہ عاشقانرا باشد چنانچہ میفرمایند۔ قولہ "اما این نیز تحقیق بدانید ہرچہ گفت عشق در بیان نیامدہ" زیراکہ عیانی است نہ بیانی اگر خداے در بیان آید عشق در بیان آید چنانچہ ذات اللہ گویند بحسب حال رباعی است

رباعی

عشق پوشیدہ است ہرگز کس ندیدتش عیان — لافہا بیہودہ تاکے میزنند اے عاشقان
ہرکس از پندار خود در عشق لافے میزنند — عشق از پندار خالی از چنین و از چنان

یعنی عشق از عالم ملکوت است او را هیچ کس بعین و عیان ندیده است اے عاشقان تا کے لا فہا بیفایدہ زنید کہ عشق چنین وچنان است زیرا کہ ذات اللہ بیان شان از ہمہ پندار ہا و گمانہا خالی است و اگر عشق را بہ بنید پس بیان شان درست باشد و ابیات حضرت قطبی قدس اللہ سرہ ہم ازین مشابہت در کتبہاے خود نوشتہ اند کہ عشق را بجز ہدایت نمیرسد اما در بیان ہر چہ گوید فہم خود میرساند بمنہ وکرمہ۔

ابیات

دولت عشق را نہایت نیست — عاشقان را بجز ہدایت نیست
عشق حسنے است از برون بشر — آب وگل را بر و کفایت نیست
عشق را بو حنیفہ درس نگفت — شافعی را در و روایت نیست
بو العجب صورتے است صورت عشق — چار مصحف از و یک آیت نیست

بشنو کہ چہ رمز حضرت قطبی قدس اللہ سرہ فرمودہ اند یعنی ملک خداے را نہایت نیست یا دایم بلا فناء ولا زوال لملکہ وطالبان خداے را طلب از ہدایت است ہدایت خاص آن است کہ صراط المستقیم از آن ہدایت میکند وہر کسے را مشکل عشق حل میشود او میداند کہ این کار عشق جز ہدایت نیست زیرا کہ کسے را اہل عشق ومحبت آفریدہ اند مجذوب سالک گردانیدہ اند ومظہر ذات ساختہ اند فاما طالب میداند کہ عشق موہبتی است نہ کسبی است زیرا کہ از ان طرف ہبۃ آمدہ است نہ ازین طرف اگر یحبہم نفرمودے کرا مجال باشد دم در یحبونہ زند پس بین القولین این باشد کہ عشق عطائی وموہبتی در حق مجذوب سالک است کہ جذبہ مقدم بر سلوک است وآنکہ کسبی گویند کہ عشق در حق سالک مجذوب است کہ او از سلوک بجذبہ رسیدہ است این عشق را عطائی نباید گفت این عشق را نہایت نیست ریاضت ومشقت دارد وطالبان خدا را کہ مجذوب سالک اند آنرا طلب از ہدایت دارند نہ از ریاضت۔



معنی بیت دوم کہ عشق حسنی الی آخرہ یعنی عشق فہمی و علمی و شعوری و بینائی و شنوائی
کہ خارج از حواس خمسہ مردم است و آب و گل یعنی این جسم مردم ظاہر او را لبندہ و
کفایت نکند بجز ہدایت نرسد۔ و معنی بیت سیوم کہ عشق را بو حنیفہ الی آخرہ یعنی
عشق را بو حنیفہ کوفی درس نکردہ است کہ خارج از حواس خمسہ بشری است پس امام
شافعی را دران عشق ہیچ روایت نیست اما عشق بو حنیفہ را بود کہ این چنین علم اصول
فقہ و فروع آن انشا کردے کہ شب را بر یک پہلو غلطیدہ سی ہزار مسئلہ پرداختے و دوم پہلو
روایات آن بر ساختے این ہمہ بدولت عشق کہ بمراتب امامت رسانید پس بجز ہدایت
نیست کسے را نبی کرد کسے را امام و کسے را ولی ساخت چنانچہ فرمایند معنی بیت چہارم بو العجب
صورتے الی آخرہ یعنی صورت عشق شگفت تر صورتے است کہ چہار مصحف یعنی عوالم اربعہ
کہ متفرع از ذات و صفات و اسماء و افعال بہ نسبت عشق منزل از آسمان است کہ آن
عالم وراء الورا است از یک آیت او برابر نباشد چرا کہ آیات علامات و سورات و صلات
عشق را غایت و نہایت نیست و چار مصحف محققان ما سلف کثیر تمثیل آوردہ اند اما درین
محل بہ یک تمثیل واضح کردم اگر ہمہ تمثیلہا مینویسم رسالہ طویل میشود فافہم و اغتنم واللہ
علیم حکیم۔

فصل سیوم

دربیان ۴۹ سمر حضرت قطب العارفین شہباز السالکین بندگی مخدوم
سید محمد حسینی گیسو دراز رحمۃ اللہ علیہ در کتاب اسمار الاسرار سمر خود چہل و نہم
"یکروز چنین اتفاق افتاد" الی آخرہ فرمودہ اند و درین کتاب تمام اسمار الاسرار
چند از واقعات فتوحات غیبی خود حضرت قطبی قدس اللہ سرہٗ آوردہ اند کہ درین
مصلحتہا بیشمار است مر طالبان حق را و اما طالب را اشکال بیحد است و چند شرحہا

بدین سمر راشده است باین معنی هرچه درفهم خود آمد ترجمه وار داست مقدمه
این سمر آن است که درمیان روح ودل همدیگر کلام شده است آنرا
تشبیه داده حضرت کاشف الاسرار دربیان آورده اند زیراکه طالب را تجلی
شود یعنی جذبه رسد وبعد از و تیز تیز سلوک کند مرد مختار شود یعنی وصال وفراق
اختیار او شود وهر نوعیکه خواهد سیر وسلوک کند وطالبانرا ارشاد کردن تواند زیراچه
الطرق الی الله بعدد انفاس الخلایق ثابت است وحضرت کاشف الاسرار
۴۹
چون این مقام داشتند وحاصل کرده مالک الاحوال گشته بودند فرمودند سمر
قوله "یک روز چنین اتفاق افتاد" یعنی خواستم که سیر در وجود خود مکنیم بجز
کشف ذات از خود بخود نشود شروع کردم از مقام روح خود که دریاے دوم است
جبروت نامند وروح انسانی خوانند وخلیفة الله گویند کما قال الله تعالی قل الروح
من امر ربی چه بینم که ـ قوله "آبے طول وعرض او ماشاء الله تا چه قدر باشد"
یعنی اورا نهایت نیست زیراکه او عکس دریاے اول است که لاهوت نام دارد هزار
اندر هزار سالکان درین دریا گم میشوند وخلیفه را عین مستخلفه میدانند وایمان برباد میدهند
وآنچه در کشف ذات شود همین در سکر مینمایند وورای آن نمیدانند هم بدین سبب طولے
وعرضے لایتناهی دیده میشود ومرتبه کشف ذات وصفات خود میفرمایند ودرین مقام آن
دریا خود را ـ قوله "اما عمقش از کمر زیاده نیست" یعنی از دریاے فنا اول حاصل
است وآن عبارت از نصف اندام باشد ـ قوله "جمعے میروند" یعنی قالب
وخفی وسر ونفوسات ثلاثه وارواح جمادی ونباتی وحیوانی ونفسانی وعقلی وولایتی
همه میروند در فناے اول زیراکه دریاے لاهوت بجز فانی فی الله وباقی بالله شده
آن مقام حاصل نمیشود ـ دیگر مراد شاید این باشد که همه جمعے مردان خداے میروند در آن
من هم هستم چنانچه خود میفرمایند ـ قوله "یکے دران میان من هم هستم" یعنی



روح انسانی من یعنی باہمہ جمعیت خویش کہ از دریاے دوم سوے دریاے اول کہ سیر فی اللہ میکنیم۔ غرض از دریاے جبروت بسوے دریاے اول لاہوت سیر میکنیم۔ لاہوت وجبروت وملکوت وناسوت را چہار دریا گویند دیگر بچند طریق محققان گفتہ اند۔ قولہ "یک دختر سالے پانزدہے اونیز میان آب میرود" یعنی دختر تمثیل نفس مطمئنہ کہ عبارت از عورت است زیراکہ قاعدہ علم است کہ نفس با موثت سماعی گویند تمثیل او نباشد الا بہ ضرورت کہ آن عورت برابر ما راہ لاہوت گرفتہ می آید د بلوغت یافتہ است این فیض قدسی باشد و بنور سبوحی بود از عالم لاہوت نشانے دار دان متاع البیت یشبہ رب البیت مثال قریبے است از خانہ خداے تعالیٰ ماند ہمہ کہ بر سالک است تجلی و دم از الوہیت و ربوبیت زند این روح بجائے سر برآرد سبحانی ما اعظم شانی فرماید و بہ محلے سرافراز مینماید بر ہر یکے تجلی کرد او را جز خدا ندانست قدیم است ولیکن داغ حدوث در پیشانی اوست خرج من بین جلالہ وجمالہ ازین بیلانے میکند در فضاے وحدانیت طیرانے دارد و بر تخت سلطنت نشستے فرمودہ است ازین بیان بسیار است کمتر نوشتہ ام رسالہ دفتر نمیشود۔ وقتیکہ نفس را تزکیہ شود لطیف باشد لائق تجلی جلال وجمال است حضرت مخدوم قدس اللہ سرہ بیان آن مراتب ستر کردہ اند تمثیل دختر نمودہ اند کسیکہ ہزاران محل اند بہ تشبیہ معنی روشن کردہ اند تا پردۂ شرع قایم ہماند برہنہ وکرہہ۔ قولہ "تحفہ این است ما ہمہ تا کمرگاہ برہنہ ایم" یعنی ہمہ فناے اول ہستیم چنانچہ پیشتر گفتہ شد کہ دریاے لاہوت مقام خود را تا کمرگاہ برہنہ است پس باید کہ موافقت کردہ صحبت میرانیم و از مخالفت تجنب نمودہ ایم کہ من فارق الجماعت فمات میتة جاھلیة قول رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کہ در اجتماع خوف ضلالت نیست فناے اول حاصل کردہ بقاے اول بدست آوردہ طالب فناے دوم وبقاے دوم شدہ میرویم تا در دریاے وحدت

غوطه خوریم وفنا ے دوم وبقاے دوم حاصل کنیم هرچند که پیشتر شویم غرقاب پیش می آید
جامه بالاتر کنان میبریم که الکبریاء ردائی عبارت ازان است ۔ قوله "آن
دخترک راجمالے است که اگر از عکس پرتو او خلقت حورا باشد حورا جز
دعوی خدائی نکند" یعنی حورا روحانی ونفس نیز روحانی شده است وحورا
اهل بهشت ونفس بمعنی تمثیل دخترک که یعنی نفس مطمئنه است میگویند که نفس را
این خطاب شده یَا اَیَّتُهَا النَّفْسُ الْمُطْمَئِنَّةُ ارْجِعِی اِلٰی رَبِّکِ رَاضِیَةً مَّرْضِیَّةً
فَادْخُلِی فِی عِبَادِی وَادْخُلِی جَنَّتِی ه یعنی با دل وروح وسر وخفی یکے گشت اطمینان
وقرار آنجا یافت ویکے از ایشان گشت فَادْخُلِی فِی عِبَادِی دل وروح وسر وخفی
خواص نفس اند دخول بصفت اتحاد با ایشان شده یکے از ایشان گشت وَادْخُلِی
جَنَّتِی در جنت رضا قرار داد ودر بوستان شهود آرام یافت وشمار تجلیات را قوت
خود ساخت واگر چنین لابد هم شکلے همچنین باشد حورا جز دعوی خدائی نکند یعنی جز چنین
دعوی بندگی نکند یقال فلان سلطان اے عبد السلطان لانه سلطان
قال الله تعالیٰ کُونُوْا رَبَّانِیِّیْنَ ه خدائی بمعنی خداوندی هم هست بدین اعتبار
که ایشان اهل بهشت اند موید حال باقی اند فنا وزوال بر ایشان روا نے چنانچه بادشاه
را خداوند عالم گویند ۔ قوله "رنگ رخساره وقد وبالاے او از امرد شاب
واز احسن صورت رمزے میفرماید" یعنی تمام تمثل عورت بدین صورت تجلی کرده
است زیرا چه صفت غلمان است یعنی نصف بالا تمام صورت امرد ونصف فرود
تمام صورت وسیرت عورت باشد این نفس بدان صورت تجلی کرده است که
لفظ او مذکر است ومعنی او مونث ما هم بدین سبب مونث سماعی گوییم پس صورت
تجلی خود را اظهار میکند ومیگوید که از دست محاورت من است نزا البصیرت
نباشد ودر شناسی او نیابی تا در مشکوة چراغ من نه بینی خود صورت روح از



عالم علوی آمده ام من قدوسی و سبوحی ام از ملکوت و جبروت و لاهوت نشانے
با برابر خود دارم من جمال الله و جلاله بروز سے یافته ام ترا روحانی و نورانی از
امرد شاب باحسن صورت میخوانند که من نسبت یابی و تقدیره ازان نفس بدکاره
بحکم و فعل خویش من کشیده ام ترا صاف و پاک کرده بیرون آوردم بر تو لایق تجلی
صورت امرد شاب و از احسن صورت ظاهر شد۔ قوله "میان من و او مقدار
یک فرسنگے باشد" که سایر سلوک بروح خودم و میان آن عورت که عبادت تمثیل
از نفس مطمئنه است مقدار آن تجلی یک فرسنگ است بسیار قریبے نگفته اند که غیرت
کار است یعنی روح و نفس یکے نشده میخواهد که یکے گردد فی الجمله گوید بیت

انا من اهوی و من اهوی انا نحن روحان حللنا بدنا

پس قلب و قالب و روح عروج یافتند آنجا رسیدند ما لاعین رات ولا اذن
سمعت ولا خطر علی قلب بشر رباعی

یار آمد و گفت که امیطلبی پس هر چه نه آن منم چرا میطلبی
در خود نگر که از خود برون آمده پس من توام و تو من که امیطلبی

این همه خودنمائی و رنگ آمیزی است چنانچه طبیعت شرط کار است و خودنما
است و خودبین است هر چه کنی گاه مقدار یک فرسنگ گاه در قشر دو با دام
فاما انیّت او زایل شدنی نیست خودنمایش را گاه نظاره این گاه آن اما از
جهت ادب حضرت قطبی قدس الله سره فرموده اند که میان من و او مقدار یک فرسنگ
باشد و اگر نه و اصل کامل بود یکے در یکے شدن غیرت شرع در کار است۔ قوله
"مرا بخود دعوت کرد" یعنی آن تجلی تمثیل صورت گفت بر حکم لو دعیت الی کراع
لاجبت اجابت کردم اعوانان و معینان او بطلب آمده دعوت شد یعنی ظاهر و
باطن را بسوے خویش کشید در مرتبه عشق چنانچه در تحقق جلوه نمودار ی است۔

قوله "چنانچه شخصے را بر عروسے به احترام برند و در آن آب قیاس[1] ن[1] بقیاس
یک فرسنگ مرا با وے اتصال دادند" بشنوید که با تجلی چه نوع تمثل شده است
حضرت کاشف الاسرار را وصال شد آنرا برائے طالبان مطالب[2] با نفس و روح تمثل ن[2] مراتب
نمودار کردند که غیرت شرع نمیشود زیرا که عقده کرده آن تجلی تمثل را بمن تسلیم کرده اند
که بر منکوحه فرمانبرداری شوهر لازم است و نزدیکی با نفس و روح بمعنی شهی و عروسی
است نفس سخن گفته که دل گوید "تو آن منی اگرچه تو مثل منی خلاصه[3] هستی نه آنکه ن[3] از
متفرع از من شده من ترا آنم اصل ام مرا شکلیده اند ترا کشیده اند" و هرچه
من ترا میخواهم همه لذت و راحت و شهوت و عشرت است درین[4] جا چه ن[4] ازین جهان
یادگار میبری بارے بذوق و خوشی گذران" و ایصال با نفس درین مقام
یا سنت یا واجب علی حسب اختلاف المذاهب سنت و مروت پرده تقاضا میکند
و قاعده محققان است که نفس با دل و روح یکے شد و در هر سه خلاف شد فراق آمد
و در هر سه اتفاق شدن گاهے است مداومت محالات است کثیر تمثیل و بیان محققان
گفته اند اگر تمام مینویسم در هر محلیات رساله نمی نماید گویا که دفتر باشد به این معنی
در محل یک یا دو تمثیل نوشته ام این درازی یافته است به این معنی نه نوشتم
تا مبتدی را خواندن ملالے نخواهد آمد و کلام اشارتهاے حضرت کاشف الاسرار
فهم کردن جزوے علم باید تا قاعده معلوم شود که تمثیل نمائیدن گاه قاعده نحو گاه
منطق گاه حکمت آورده معنی ثابت شود بعده ارشاد مرشد باقی دارند بمنه وکرمه.
در فکر تمثیلات بودم قوله "شخصے از غیب الغیب شاهد شد" یعنی تمثیل
از عالم لاهوت که دریاے اول لقب گفته شد دران مقام خود را مشاهده لاهوت مقام

---

[1] این عبارت مقتبس از ابتداے شعر ۲۸ است

نفی است از سدرة المنتهیٰ بالا است سیر طیر فرشته تا از جبرئیل علیه السلام سدره پیشتر رفتن رضا نیست اولیاء الله از اینجا پیشتر میروند که روح محمدی بالا است حضرت کاشف الاسرار میفرمایند از سدرة المنتهی پیشتر صفت شکل است هفت حجره اند و مرتضیٰ کرم الله وجهه دربان اند و این تجلی حضرت کاشف الاسرار را دران مقام حاصل شد "و شخصے از غیب الغیب شاهد شد" یعنی روح محمدی بر من مشاهده شد که فرزند مرتضیٰ رضی الله عنه از ارث بفرزندی دارند که هیچ کسے اولیاء الله به این نوع مقالات مقامات تصنیف کرده ظهور نه نمود بجز سید محمد حسینی گیسو دراز قدس الله سره را کشف جا خود علی حسب المحل دربیان آورد که کسے را فایده رسد۔ قوله "جامه بر ما انداخت چنانچه کسے مر کسے را بپوشد" میگویند که کفر حقیقی آورد یعنی سر حضرت رسالت الله وصال را شاهد نموده چنانچه کسے را مر کسے بپوشد آن تجلی ردائے کبریا الکبریای ردائی والعظمت ازاری عبارت از آنست بر ما تجلی کرد و بدان تجلی ما را بپوشید یعنی فنائے دوم و بقائے اول دست داد حاصل کلام این است اگرچه صورت بشریت و حالت برهنگی با چنان حال ظهور کرد لیکن هیل آن نفس نبود تا راه آن می شناسد چنانچه خواجه حسن بصری رحمة الله علیه میگوید وقتیکه من و رابعه می نشستیم نه من مرد و نه او زن و برائے این معنی قرینه است زیراکه تمثیل تمام بصورت نورانی تجلی بود و "دران حالت" به آن تجلی خود را پوشانید چنانکه کسے را مر کسے پوشد که تجلی جمال بود۔ قوله "هم خود را همبدان جمال و همبدان حسن و همبدان لطف عین آن دختر دیدم" [ع۲] یعنی نفس و روح و دل یکے گشتم وصال کلی حاصل می شد۔ وقتیکه لذت نفس سالک گذاشت بعده دل و روح و سر و

[ع۲] بعد از "عین آن دختر دیدم" عبارت سیر این است "او عاشق من شد من عاشق او" در شرح این عبارت قلم نیاید لیکن شرح کرده اشت



ونفس یکے میشوند وصال حاصل شود۔ محققان اربع عناصر ظاهری آب و آتش خاک و باد و باطنی نفس و دل و روح و سر را گویند و تا آنکه عشق میان ما به کلی اتحاد یافت در میان نفس و روح یگانگی و ایصال که عبارت از دواج معنی است و دیگر معنی خاطر می آید که هر دو مظهر نمود ارشد ند عشق یکدیگر به وحدت سر کشید المومن مرات المومن مراد از روحانیت است اگر وحدت حق مراد دارند به اعتبار تجلی ربوبیت باشد روح را تمثیلے و تشکلے هست ربوبیت صفت ذاتی است منزه ازان تعلق ربوبیت بامر بود به اعتبار آفریدگاری تجلی است۔ قوله "هم دران میان ازمن وازان دختر مهتر علیسی سر بر کرد" یعنی فی الحال ظاهر شد مراد ازین قلب و دل است که مشابه فرزند است مر آنها را و در اصطلاح ایشان او را عیسی گویند هنود ت نامند و رئیس خوانند خواجه خضر نام نهند تماشبه ظهور القلب بعیسی لانه ظهور القلب فی ساعت بعد الاجتماع کما ان عیسی تولد بساعت قال ابن عباس کانت مدت الحمل ساعة واحدة کما حملته هندبة و مهتر لقب نهند زیراچه او مهتر اعضا است قدسی است ان فی جسد ابن ادم مضغة اذا صلحت صلحت بها سایر الجسد و اذا فسدت فسدت بها سایر الجسد الا و هی القلب روح الله و نور الله او را دانند اگرچه همیشه بوده است اما القلبے ترددے داشت گاهے با روح بار شدے کثرتے با نفس یکے گشتے صفت تقلبی و منافقی داشتے زیراکه روح را بمثلے و تشکلے قرار داده اند وقتیکه مقام مطمینه لایق گفتن شد چنانچه حضرت رسالت صلی الله علیه واله وسلم را سایه نفس نبود این هدایت است اولیاء الله این مقام نفس را رسانیده اند اما سایه بر حق رسالت پناه آخر الزمان داشتند اکنون بصفت خالص باشرت ظهور کرده است از همه پاک و مجرد گشته است ازان او را عیسی و مهتر گویند روح را پدر و دل را فرزند و نفس را مادر محققان قرار داده اند حضرت



بندگی مخدوم قدس الله سره در کتاب اسرار الاسرار سمر بست وهشتم بیان هر سه
نیکو تفصیل داده نوشته اند آنچه درین محل معنی تعلق گرفته باشد به نظر اوشان ثبت
کرده‌ام اگر تمام سمر را معنی شرح کرده بنویسم پس ترجمه سمر میشود رخصت نمود به این
معنی چند اصطلاح معنی ظاهر کردن تعلق بود آنرا زیاده و نقصان کرده بیان سمر
ترجمه کرده نوشتم تا مبتدیان این طایفه را فهمے روزی شود باید گفت اما نوشتن
غیرت شرع در کار است چنانچه خواجه نظام الدین اولیا قدس الله سره میفرمایند که
مردمان ظاهرش نمی شناسند اگر طالبے صادقے و مریدے واصلے می آید وعرض میکند
آنچه گفتن باشد باید گفت چنانچه در فصل اول نوشته شد۔ بیت

نظامی این چه اسرار است کز خاطر برون دادی ٭ کسے سرش نمیداند زبان درکش زبان درکش

زیراکه بیان کلام محققان بکفر وسر میکشد کثیر ظاهر معنی کردن رخصت نیست باید که از
اقوال و احوال گفتن لسان کشیدن بهتر است بلکه کلام افعال ظاهر کردن اولی تر
باشد کثیر وجهے دارد به اشارت بیت خواجه است۔ دیگر مراد از عیسے فیض
قدسی است که بدان فیض آدم علیه السلام مسجود ملائک شد و این عیسے علیه السلام همان
روح است که روح الله نام یافت و احیا و امانت داشت و در بیان اوست
وَاَیَّدْنٰہُ بِرُوْحِ الْقُدُسِ چنانکه روح را بکلمه عیسی ادا کردن بنابراین است که
آن تجلی روح قدسی بود که بر انبیا تجلی کرده است و اینجا گمان نرود که آن تجلی انبیا
مخصوص است بلکه اولیاے امت محمد مصطفی صلی الله علیه واله وسلم نیز به طفیل او ارزانی
فرموده است چنانچه حدیث قدسی لایزال العبد یتقرب الی بالنوافل حتی احببته
فاذا احببته کنت سمعه وبصره ولسانه یعنی صفات او فیض صفات می باشد
وذکر عیسے علیه السلام از قبیل متشابهات است در قران و احادیث و کلام محققان بسیار
واقع است چنانچه شیخ بایزید قدس الله سره میفرمایند الصوفیة اطفال فی حجر الحق

مراد آن است که مادر فرزند را چنانچه بیواسطه پرورش میکند هم چنان حق تعالی بیواسطه
پرورش ایشان میکند و مجرد سر بر کرده (قوله) فریاد بر آورد انا ابن اللہ یعنی
ملازم و منقاد در فرمان اللہ هستم - این ملازم را گویند چنانچه رسول اللہ صلی اللہ علیه
وآله وسلم فرمود ابناء الثمانین عتقاء اللہ کما قال اللہ تعالی وابن السبیل این
مشکل میشود که راه پسر چه معنی دارد و قاعدهٔ اصطلاح عرب است هر کسے به آنکار مشغول
میشود ابن آن کار میگویند و ابن السبیل ای ملازم السفر بدین معنی که دانستی همان
معنی در کلام کاشف الاسرار حضرت قطبی تصور کن و خود را همچو نصاری کافر نگردانده
از گمان سوے باز آے و این صورت عیسے ابن مریم فهم مکن - در شرح عقیده مولانا
حافظ الدین نوشته است که در توریت صریح نوشته بود که عیسے علیه السلام انا ابن اللہ یعنی
ملازم و للہ منقاد این سخن از حضرت قطبی قدس اللہ سره نقل کرده اند که ایشان فرموده
اند که من در کتاب همچنین دیده ام و چنین میگویند که میان دانشمندان دهلی مدتے
بحث بوده است آخر برین که این بمعنی ملازم و منقاد قرار یافت و هر که ملازم کارے
باشد او را ابن آن کار گویند و ابن السبیل شاهد برین شده است چون نصاری
اصطلاح کلام نمیدانستند این صوری فهم کردند کافر گشتند ایمان بر باد دادند و هم
در توریت صریح بود نوشته ولّدت نفسی ابن مریم با تشدید لام زایانیدم عیسے را
از مریم و نصاری علم قاعده نمیدانستند بغیر تشدید فهم کردند زائید را معلوم کردند کافر گشتند
و میان ما کسے را که این واقعه پیش آید و علم جزوی هم نمیخواند او نیز در حیرت می افتد
و در جهل می آید اگر خود عارف نباشد و با عارف بر سر ندارد او هم کافر شود و در زمره
نصاری در آید ضال و اضل شوند حلولیان چون کافر شده اند هم بدان طریق او شود
چون مجاهدات و ریاضت بسیار دارند بر حکم آن حق تعالی بر سند قدیم خود کشفے و مشاهده
روزی کنند تجلی و تمثل پیش آرد ایشان او تعالی را نازل در خود تصور کنند کافر شوند



نعوذ بالله منها این مقدار نمیدانند انچه در آیینه روے تو نموده است آن نه آن است
که تو در آمده تو در جاے خویش هستی و آیینه بجاے خویش این نمودائے بیش نیست
همچنان تمثل الاعلی بر خوان مرشد و پیر آنجا هم فرض است ـ الغرض آن مهتر عیسے که
مهتر اعضا است چون از میان روح و نفس مطمئنه شد فریاد برآورد که من اکنون ملازم
و منقاد حق ام و از ان او یم نه از ان دیگر و پیش ازین گهے اتباع به نفس و گهے با روح
میکردیم و دور می افتادیم اکنون از همه تبرا کردیم و ملازم خدا شدیم و طالب او گشتیم
هم ازین مشایخ سلف میگویند که نفس طالب لذات و شهوات دنیا است و روح
طالب عقبی است و دل طالب مولی است برین معنی این الله گفته ایم نفس را
مادر و روح را پدر و دل را فرزند تشبیه محققان گفته اند ـ قوله "میان[ع۳] من و او دعوی
افتاد" یعنی روح و نفس دعوی افتاد که بدین روح گوید پسر من از تن من بیرون آمده
است چنانچه حضرت قطبی قدس الله سره در کتاب سمر[ع۴] حکایت نفس و دل و روح
میگویند درین محل چیزے منشاے دعوی باید مختصر مینویسیم آنچه درین جا معنی تعلق
داشته باشد ـ اول نفس میگوید دل را "ای دل نه آنکه تو متولد و متفرع از من
شده چه شود اگرچه تو مثل دهنی خلاصه سمسی نه آنکه متفرع از من شده من ن از منی اما
ترا ام اصل ام مرا شلیده ترا کشیده اند ترا باید" که از[ع۵] رضاے طلب من و همواره
پس روی می گردی" چنانچه کاشف الاسرار نظم فرموده اند بیت

دختر چو مادر شد مرا من مادر خود را پدر او زاد از خود این پسر دیدی عجب سرے ببین

ع۳ ـ عبارت اسمار الاسرار این است "درمیان ما هر دو دعوی افتاد" ـ

ع۴ ـ سمر بیست و هشتم ـ

ع۵ ـ عبارت اسمار این است "ترا باید دل با من باشی و همواره پس رو من گردی" ـ

و بزرگان چنین فرموده اند الولد یتبع الام و بهر چه من ترا میخوانم همه لذت و راحت و شهوت و عشرت است خود ازین جهان چه یادگار برای اگر چند روزی ترا داده اند باری باذوق و خوشی گذران چرا پشت بر من[۶] داده و چرا از من برگشته لحظه[۵] طرف من نمیبینی بر تقلب و انقلاب قرار گرفته هم ازین خود را قلب نام نهاده باز گشت[۷] به این من متعلق شو به کلام من متشبث باش تا آنکه دل از راحت[۸] برو و آواز[۹] او مشوش موسوس اند و برنگ آمیزی او در نقش دنیا میلی کند ـ روح میگوید منم[۱۰] ترا ای دل از بسم که منح اوست کشیده ام که تو از و چکیده طرفه آنکه او با تو دعوی اصالت مادری میکند اگر نظری بچشم رغبت سوی او بینی هم چو او یکی از بندگان باشی هوای این جهان را و لذت این عالم را و ترا نسبت بر من است روشن[۱۱] و منور به فیض منی پرتو[۱۲] از عکس نور من بر تو تافته است دانش و علم و فهم تو از آن است و این تشریف که ان فی جسد ابن ادم لمضغة اذا صلحت صلح بها سایر الجسد و اذا فسدت فسدت بها سایر الجسد الا و هی القلب"۔

و حاصل کلام بیت حضرت قطبی قدس الله سره از عبارت معلوم میشود که نفس مادر و روح پدر است چنانچه بزرگان گفته اند ولدت امی اباها از ادما در من پدر خود را و روح در نفس است پس در صورت ظاهری روح فرزند نفس است اما باطنی ابو الارواح نبی علیه الصلوة و السلام و ابو الاجساد آدم علیه السلام پس روح پیش از جسد آفریده شده و در معنی نفس فرزند روح است که از و زائیده به این معنی نفس را مونث سماعی میگویند که لفظ مذکر و معنی مونث و روح در عالم علوی آمده است و نفس بدکاره بر حکم و فعل از و کشیده است روح میگوید من بدین معنی پدرم و تو مظاهر مادری بعده

ن۶ سمت روی من (استعاره)
ن۷ بازگرد (استعاره)
ن۸ ترویج (استعاره)
ن۹ آواز او
ن۱۰ منم ترا ای از همسم (استعاره)
ن۱۱ روشن مرفه و منور (استعاره)
ن۱۲ پرتوی (استعاره)

---

۵ عبارت اسمار این است و لحظه طرف من نمیبینی و دوله مانده چه بر تقلب و انقلاب الخ

نفس که دعوی مادری میکرد چون نسبت پدری روح اثبات یافت ضرورت سر در گریبان خجالت در کشیده از دعوی مادری سکوت کرد پس در بیت حضرت قطبی قدس الله سره فرموده اند صادق آمد که دختر دعوی مادری کرد بضرورت فرزند شد "من مادر خود را پدر" یعنی روح پدر نفس شد که ابوالارواح گفته شد پس درمیان مادر و پدر دل زائیده دران صنع سری حق تعالی به بین کما قال علیه السلام انا من نور الله والخلق منی دال همبرین مشابهت حضرت قطبی قدس الله سره نظم فرموده اند میگویند هر که اتباع نفس کند بدوزخ رود به اتباع روح در بهشت رود اگر هر دو را گذاشته راه خداے تعالی گیرد به خدا رسد فانی از همه شود باقی بدو گردد مشاهدهٔ حق تعالی و لقاے او روزی میگردد چنانچه کسے مومن عورتے کتابی در نکاح آورد از و فرزند زاید اتباع مادر خود بکند که آن کتابیه است در شهوت کفر گرفتار گردد و هلاک ابد شود و اگر اتباع پدر مومن خود کند یکے از اهل بهشت گردد میان مومنان داخل شود و اگر قدم پیشتر نهد طالب حق گردد و همه را بگذارد در راه خداے تعالی گیرد یکے از واصلان حق گردد و هر جا که بمانی همان حجاب شود و هر چه در بند آنی بندهٔ آنی و ما شغلک عن الله فهو صنمک و هر یکے بسوے خود میطلبد انچه پیش خود است مینماید بهر جانب که دل میل کند همانجا افتد۔ دیگر معنی میان من و او دعوی است بشنو که انسان ظاهری را قالب و ملک و ناسوت نامند و باطنی را ملکوت و روح و سر خوانند۔ روح بر انواع است روح جمادی که آن باطن هر عنصر است مثلاً آب جوهرے است و باطن سردی و تری و کذلک عناصر دیگر۔ روح نباتی که نموده است بعد اجتماع عناصر حاصل میشود و همچنین روح حیوانی و انسانی این هر باطنی بر اقتضاے هر ظاهری است و قایم بدو است کانه این روح متولد از وست اگرچه به ارادت الله تعالی ظاهر و باطن هر دو موجود اند۔ دیگر روح علوی است که از نور ابوالارواح

محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پیدا است این روح اگرچہ متولد از قالب نیست در بدن انسان ساری است قوام و بقاے ارواح حیوانی و انسانی بدین روح است لیکن چون قالب مہتر آدم علیہ السلام بہ کمال رسید ارواح انسان در پشت مہتر آدم علیہ السلام انداختند ہر یک روح بہ ارادت اللہ تعالی از قالب مہتر آدم علیہ السلام فیض بشریت در گرفت پس آن مہتر جبرئیل علیہ السلام بہ امر اللہ تعالی پر خویش بر پشت مہتر آدم علیہ السلام فرود آورد ارواح ہمہ بیرون آمدند چہار صف ساختند اَلَستُ بِرَبِّکُم در رسید از ینجا گفتہ اند سوال بہ روح و تن ہر دو بود پس بدین اعتبار این روح نیز با قالب ہمچو ارواح مذکور متحد گشت و جنسیت یکدیگر مقرر شد۔ و ارواح دیگر است کہ از اقتضاے بشریت نیست متولد از ان و متحد بران ہم کہ توان گفت و از نفس ناطقہ فیض قدسی است چنانچہ ارواح اعظم۔ این را بیان بسیار است حضرت قطبی قدس اللہ سرہ در کتاب سر رواح اعظم را بیان کثیر فرمودہ اند اگر تمام بیان سر مینویسیم عبارت طویل میشود انچہ این سر چہل ۴۹ و نہم را بیان بود نہ زیادہ و نقصان کردہ فہم خود رسانیدہ تحریر کردم و بیان سر را فہم کردن مختصر نمیشود۔ و فرمودہ اند میان ہن و او دعوی افتاد چند نوع واضح کردیم این نوع ہم خاطر می آید کہ منشاے دعوی مذکور این است چون ہر سالک تجلی حقیقت شود نخست حجابہاے بشریت کہ ظلمانی است دور میکند سبب آن حجابہاے ارواح کہ نورانی است بر میدارند درین حال سالک را وہم آن میرود چنانچہ روح و متشابہات در قران و احادیث و کلام مشایخ بسیار واقع است چنانچہ شیخ بایزید قدس سرہ میگوید الصوفیۃ اطفال فی حجر الحق مراد آن است چنانچہ مادر فرزند را بیواسطہ پرورش میکند ہمچنان حق تعالی بیواسطہ ایشان را پرورش میکند و نفس میخواہد کہ اتباع خود کند و این قدم انہ



هر دو پیش کرده میگوید و - (قوله "فریاد میکند[عـه] ...... نه ازان توام نه ازان او"
اے روح نه ازان نفس تنها بل ازان هر دو مجموع به اتصال هر دو پیدا شدیم بدان نسبت
که آنجا نه جماع نه نطفه نه حمل بجبر قدرت به این معنی روح تمثل است و تجلی همین است
که روح را به کلمه عیسیٰ او اکردن درست دارند و دخترک بمعنی نفس مطمئنه است -
قوله "من ازآن خودام و خود بخود ام" چنانچه شماید هم از نور واحد هستیم از عکس
وفیض واحد احد موجود شده ایم وقتیکه نفس فرکی شد و روح لطیف است هر دو یکے
شدند پس این گفتن شاید در خود خدا بینند و اصل عالم و حقیقت روح محمدی صلعم و حقیقت
محمدیت است ظهور او را اعتبار است به هر اعتبارے اسمے و نامے دارد روح اضافی
گویند روح اعظم گویند روح الروح ابو الارواح و قابلیت اولی و اصل الاستعدادات
دام القابلیات و قطب الوجود نامند و چون عنایت ربانی دست گیرد بر سالک حقیقت
محمدیت موصوف تجلی فرماید چون سالک تباراج رود سالک به صفت حقیقت محمدیت
موصوف شود هر چه او گفته این سالک گوید بناءً علیه فرزندے دخترک بر آید اگر بدین
اعتبار حمل کنند هیچ ترا اشکالے نماند - قوله "وآن دخترک بعد از انکه میگوید عیسیٰ
ازآن من است من خود را عین او می یابم" زیرا که هر دو در یک تجلی است هر یک
آینهٔ دیگر است - دیگر به بین که آن دخترک بالا بیان کردم و گفتم که اتصال شد و
بعد اتصال ظهور و دعوی علیحده میکرد آن ظهور که عیسی نامیده پسر من است من خود
را در و محو کردم چنانکه عاشق در معشوق محو شود و خود محو میکند عین او میبابم همین شئے واحد
می بینم دیگر هیچ چیزی نمی بینم غرض آن است که بیان این سر که درمیان نفس و روح

عـه بعد از "میان ما هر دو دعوی افتاد" عبارت اسمار الاسرار این چنین است "من نگویم عیسے پسر من است
او نگوید پسر من عیسی فریاد میکند و میجهد و از ما هر دو تبری مینماید او میگوید از تو نعم ام نه ازان او من ازان خودام و خود بخود ام"



و دل وغیره مناقشه و مباحثه است هر یک به تمثّل کلام کرده اند و هر سه یکے شد وصال کلی
شد و درمیان نزاع چنانچه پیشتر نفس و روح به مادر و پدر تشبیهه داده نوشته شد
بران معلوم خواهد شد۔ (قوله) "و آن آب" که مراد از دریاے دوم جبروت است
که مقام گفته شد "سر بسر که با تو گفته بودم" به همه جمعیت به "همه منم" زیرا چه اصل
قوام من از وے است او روح محمدی است محویت در وے حاصل من شده است
و آن سر و خفی و دل و روحانی دیگر همه نفوس به اجمعین با من هم و در وے محو اند و هم من وباجمعهم
شئ واحد و احد شده ایم پس همه منم که چندین نوع تکثرے و تعددے نموده به این معنی
حضرت قطبی قدس الله سره طالبان را امتثال نموده اند که نفس ظاهری در وے محو
باید کرد تا لایق بر آن نفس تجلی شود۔ قوله "وهو العلیم الحکیم" الحکیم یضع الشئ
فی موضعه هرگاه این سر از تجلی اسرار است و آن حکمت الٰهی است ختم کلام هم
به صفت علم و حکمت او تعالی فرموده اند هر که اهل سعادت اند چون تاویل میسر نگردد
سخنهاے ایشان به ایشان گذارند از دایرهٔ ادب تجاوز نه کنند که برخورداری دارین
است اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ هَدٰانَا لِهٰذَا وَمَا کُنَّا لِنَهْتَدِیَ لَوْلَا اَنْ هَدٰانَا
اللّٰهُ۔

فصل چهارم

که حضرت قطبی قدس الله سره حروف مقطعات در کتاب سر مثبت کرده اند در
آن یک سر را به حسب حال خود ترجمه نوشته شد تا عزیزان را فایده میرسد اما به
فهم خود نوشته ام کجا قدرت دارم که کلمات اسرار او شانرا بیان مینویسم آنچه

۵۔ عبارت اسماء الاسرار این است "والله علیم حکیم"



از بزرگان خود آموخته بودم همان بیان را زیادت و نقصان کرده فهم خود رسانیدم۔

۸۱
سرهشتاد و یکم

قوله شاهد عینی باشد" یعنی عین که وجود مطلق است مقید میگردد ممکن الوجود میشود۔
قوله که بر صدر دل او نقطهٔ غین بتوان نهاد" یعنی روا باشد از عین که آدم است
غین که حوا است پیدا کند و عاشق را معشوق سازند و معشوق را عاشق گردانند۔ بیت

ن شاید — شاهد از حوا ازین رو خوانده ایم — آدم معنیش همچو انیسم ما

قوله او از کاف تا قاف طوارد" یعنی آن عین که عبارت از وجود مطلق است
از کاف که ابتداے عالم است تا قاف قیامت طهارت و قدسی که بنیی الاسلام
علی الطهور اشارت بر آن است۔ وجه دوم آنست که کاف کفر حقیقی کان الله
ن وجه — ولم یکن معه شئ تا قاف اثنینیت و هم که بر مقتضاے حکم میان داشته طولے و
ن آن از — بعدے دارد اگر از میان شود سرالان کما کان عیان میشود۔ وجه سیوم آن است که
کاف کفر بمعنی سر است تا قاف قرب طیر دارد هر پوشیدگی از تجلی کفر است از آن
طیران کرده باز قرب به تجلی دیگر میکند می پرد۔ در اصطلاح محققان کفر بمعنی ستر گفته اند
ن قاف — بقول از کاف تا قاف یعنی عین که نشان مرد است و غین با نقطه که نشان زن
است پاک و پاکیزه اند از آن جهت که انبیا و اولیا از ان متولد میشوند اگر پلید و ناپاک
باشد چنانچه عام گمان برند این صلاحیت ایشان را نباشد از ابتدا تا انتها بر حق
مردان خداے تعالی طهارت است۔ قوله و از ب تا ی" و آن عین که عبارت
ن فی الرجوع — وجود مطلق است از بدایت تا نهایت که النهایت الرجوع الی البدایت چون
نهایت بر رجوع بدایت باشد لابد نهایت و بدایت او یکے باشد آخر مقالات
اولیا اول درجات الانبیا ثابت است پس ناچار باشد بدایت و نهایت او هین

قرب باشد - دو دیگر وجه آن است که از ب بیگانگان تا ی یگانگان قرب است یعنی او که دعوت میکند کفار را سوے خدا دران قرب است زیراکه او دعوت میکند سوے خدا و اولیاے خدا اَلَّذِیْنَ یَدْعُوْنَ رَبَّهُمْ بِالْغَدٰوةِ وَالْعَشِیِّ صفت ایشان است بودن با ایشان هم قرب باالله است و را صلی الله علیه وآله وسلم بانفس و حرص و هوا بودن و با تجلیات و تمثلات و مشاهدات بودن همه است دیگرے را نیست جز نبی صلی الله علیه وسلم - قوله "او را ق است" این قاف از حروف مقطعات باشد و جمع ورق هم باشد بقول محقق از ب تا ی او را ق است یعنی از بالا تا فرود اوراق است که هر موے ازان به مشابه سبزهٔ جویباران است و کاهے چون کوهے است از آفرینش علوی و سفلی آرے هر جاکه زمین صالح است نباتات از ینجا بسیار است پس او بمشابه عرش است و اوراق حاملان او حفت الجنة بالمکروهات است میگویند که مشابه عرش چیست یعنی محل قعود و جلوس است عرش سقف خانه است - قوله "زیراکه او ضد الف دوازده است" این را سه وجه به نظر حضرت قطبی قدس الله سره بیان کرده آید یکے آن است که عین وجود مطلق است ضد مرکبات است یعنی فرد احد است وجه دوم آن است که او ضد "الف دوازده است" الف مستوی است و او ملتوی به دوازده درجه هفت امهات صفات و پنج حواس خلقن من عوج این است و یا از دوازده الف را دور کن دوازده شود الف ۲ دوزده را یکے به دو مین زد از نقطه بحرف شد و با آنکه معنی چنین باشد او از بالا تا فرودے همه قشر است خبر از مغز حقیقت ندارد زیراکه او ضد راستی است از و راستی متصور نیست شاورهن و خالفوهن همین سبب است چنانکه ابیات

زن راست نبازد انچه بازد ... جز زرق نسازد انچه سازد



زن چیست نشان گاه نیرنگ — در ظاهر صلح و در نهان جنگ

چنانکه دوازده نه عین و نه غیر - وجه سیوم آن است آن عین را ضیلکے در ثنای
دوازده هزار است تا دوازده بروج ازو زادند که تمام کارخانه خدای پرستی ایشان
است و دوازده سبط هم مبنی هم بر ایشان است از انچه (قوله) او همنشینی با آن
ورا کرده است" یعنی عالم ورا از و نشان میدهد و راے ورا اشارت بعدم تناهی وارد
و نفس آدم نیز متناهی است از انکه چاشنی عالم بقا دارد من عرف نفسه بانهه ورا
الورا فقد عرف ربه بانهه وراء الوراء. سَنُرِيهِمْ آيَاتِنَا فِي الْآفَاقِ وَفِي
أَنْفُسِهِمْ همین است کسیرا که به این نوع نفس متزکی دست داد پس او همنشین بحق
تعالی است که او را او را نیست و سر انجام آیت آنست که وحدانیت خود را در کرانهاے
آسمان بنمایم و هم در نفس ایشان بنمایم و فی افاق مر سالکان مجذوب را و فی انفسهم
مر مجذوبان سالکانرا - بیان سالکان مجذوب در فصل هشتم خواهد آمد" همنشین با
آن ورا" این معنی شاهد باشد یعنی انا جلیس من ذکرنی گفته و الا کو ترک الذکر و
نسیانه - چنانچه واسطی رحمة الله علیه گفته که دران مرتبه محمد صلی الله علیه وسلم نور ذات
عین ذات است روبرو چنانچه در آئینه نظر کنی

بیت

بجز ذات چیزے نباشد بنود — بخود خویش خود همنشینی نمود

"انه لیغان علی قلبی" وانی لاستغفر الله فی کل یوم ولیلة سبعین مرة
همین حجاب را دفع کند غرض از شعر این است دالهام اثنینیت رجوع نمودن هر دقیقه
که حضرت رسالت پناه علیه الصلوة والسلام تجلی می بینند دانستند که همین مقصود است
که آن نور همین تقاضا میکند باز ازین ازید تجلی نماید تا جان عاشق را فراق زیاده شود هر آنیه — ن دیگر
در یوم و شب هفتاد بار استغفار میکند - به این معنی حضرت بندگی مخدوم قدس الله سره
دراء الورا گفته اند که حصر بر این تجلی نیست در خزانه او چه کم آید که برین منحصر شود -



انشاء الله تعالی پیشتر در اوراق خواهد آمد. قوله "اشارت ترقی از ادنی به اعلی رود" یعنی ظهور الذات بالصفات هدایت خاص به اخص الخواص همین است "و فیما نحن فیه" یعنی در بیان مقطعات که مائیم "قضیه بر عکس مطلوب است" که حجاب الذات بالصفات طرفین را اعتبار است در حق مجذوب سالک و سالک مجذوب اما ظاهر عین عین میشود باید عین عین گردد قضیه بر عکس این است گفتیم که واجب به تقید ممکن میگردد پس عین عین شد اما عین هم عین گردد چون تقید نقطه را اعتبار بکن چنانکه خط موهوم را در دایرهٔ قاب قوسین اعتبار میکنند آن در وقت آن طرح میکنند هر دو قوسین یعنی قوس احدیت و وحدانیت یک دائره وحدت میگردد چنانکه گویند۔ شعر

فالبحر بحر علی ما کان فی قدم ان الحوادث امواج و انهار

انچه در فهم خود آمد متمثل داده نوشتم در کتاب جام جهان نما قوس احدیت و واحدیت خوب نوع واضح است کسی را غرض افتد به بیند۔ قوله "حسنات الابرار سیئات المقربین" نیکی نیکوکاران بدی نزدیکان است مقتضی مقام قرب است۔ مثالش بشنو۔ (قوله) "قتل غلام حسنهٔ خضر بود" از آنکه "ما فعلته عن امری" گفته یعنی این افعال که من کردم از قتل و خرق و اقامت همه امر و فرمان بود از تصرف نفس من نبود من چون کم چون بجنبانند در جنبش که خضر را کشف بود موسی را وحی چنانچه گویند بیت

فاعل جنبش است و تسکین است وحده لاشریک له این است

(قوله) "و سیئه موسیٰ" خضر روح است و موسی قلب و (قوله) "امتناع از قتل حسنهٔ موسیٰ سیئهٔ خضر" مقصود آن است که جلال مثبت جمال است مظهر جلال یکی مقصود و دوم غیر مقصود یا مقصود بالذات و یا مقصود بغیر گویی باید

(قوله) "بین الخضر وموسیٰ استوا انیاه" آرے ناقص وراسے کامل آنست
وازین بیان که قتل غلام حسنهٔ خضر بود وسیئهٔ موسیٰ معلوم شد که موسیٰ مقرب
است وخضر از ابرار ازین بیان که امتناع از قتل حسنهٔ موسیٰ وسیئهٔ خضر موسیٰ
از ابرار باشد وخضر از مقربان پس استوا وبرابری لازم شد جواب گفت بینهما
استوا نیست موسیٰ علیه السلام وخضر مختلف فیه واولو العزم از مقربان وغیر او
از ابرار زیراکه در فصل اول قصهٔ موسیٰ وخضر علیه السلام بیان است که قتل غلام
وسوراخ کشتی واستوار کردن دیوار سه رهن است - قوله "ابو عثمان مکی"
مرید وخلیفه خواجه جنید رحمة الله علیه وآن روح اعظم است ما اورا فیض قدسی
نامیم ابو عثمان خفی است که اولیای تحت قبابی لایعرفهم غیری کنایت
از واست "بر صوفیان بغداد" بر حمایه صفات وذمایم حرکات که لشکر دل اند
اولئک حزب الله ط الا ان حزب الله هم المفلحون "ثبتت اے صوفیان
عراق" واصحاب روح" واے مشایخ بغداد" واهل قلوب وابصار "هزار در
هزار خندقهاے آتشین" که مکان نفوس ومکاید شیاطین است که ناری
اند" وکوههاے پرخار" وصفات روحانی وجدانی ونار وغار "قطع باید کرد
که کذا اوفی حجاب من نور وظلمة ونار وثلج اشارت بدواست یعنی چندین
هزار پرده ها از روشنی وتاریکی وآتش وبرف است درین راه "اگر کردید سیخ
تان" یعنی خوش وقت شما" واگرنه درچه کار آید درچه مصلحت اید
اے فرو ماندگان بیمقدار" یعنی اگر قطع نکردید پس شما درچه کار مصلحت
می باشید شما فرو مانده اید وشمارا هیچ مقدارے ومرتبه نیست - "جنید" رحمة الله علیه
"صوفیان عصر را جمع کرد وگفت ازین خندقهاے آتشین وکوههاے
پرخار بعنایت توان کرد" برحکم وشاورهم فی الامر چنانچه نظم وسما



السمر جد و پدر بنده سمی النبی ابو الفتح ثانی سید محمد حسینی قدس الله سره
تصنیف کرده اند بشنو

ابیات

هزاران خنادق بیابان بسے | درین راه خار مغیلان بسے
ز کهسار پر خار باید گذشت | ز کُه هاے پر خار باید گذشت
گذشتند زان ره بمقصد شدند | دگر نه ندانم کجا میروند

"اتفاق کردند مراد فنا دارد به احدیت" یعنی فنا بمقام احدیت فانی شدن در مقام احدیت که عبارت از عدم ملاحظهٔ شئ است و فناء الفنا است "هزار در هزار بار در راه او فانی شوند" مرادات و تلخی نامرادی چشند باز "اگر یکبار ره بسوے مقصود برند" رایگان باشد "جنید" رحمة الله علیه "گفت من ازین کوه ها و خندقها جز یکے پے سپر نکرده ام" معنی درین نظم است

ابیات

رئیس زمانه جنید این بگفت | ز خود در معنی چنین او بسفت
ازین خندق و کوهها جز یکے | نه من پے سپر کرده ام جیتکے

میگویند که خندقهاے آتشین و کوهہاے پر خار مراد فنا دارند این عبارت در مرتبه لاهوت است۔

ابیات

هزار و اگر صد هزاران هزار | دران ره چو فانی شوی اختیار
بمقصود یکبار گر میرسی | عجب باشدم گر بمقصد رسی

زیراکه او وراء الوراء است هر چند که بمقصود رسد باز قصد او باقی است طالب را کجا تمامی حاصل شود قوله "حریری گفت شیخ تو جنید بارے یکے کهے و خندقے قطع کرده اما مسکین حریری جز سه گامے نرفته است" مراد از یک خندق دیگ کوه حجاب ظلمانی و نفسانی است یعنی از قید نفس بیرون آمده ام و شیطان نتواند که بر من از راه شر در آید و مراد از سه گام صفات نباتی و حیوانی و شیطانی است



و دیگر از شریعت و طریقت و حقیقت پیشتر رفت تا شر شیطان از من رفت که
در نفس خود صفات حیوانی نیست بجز کثف صفات او چنانچه **بیت**

یک قدم بر نفس خود نه وان دگر در کوی دوست
هرچه بینی دوست بین با این و با آن کار نیست

و حجب تو ذاتی و ذاتی را اندازه نیست از بسیاری یکے میرود و دیگرے می آید۔
قوله شبلیؒ نعره بزد که خوش وقت جنیدؒ که یکے کوه و خندق قطع کرد و
خوش وقت حریریؒ که سه گامے درین ره رفت بیچاره شبلیؒ که
گرد این راه ندیده است" یعنی شبلی قدس الله سره نعره زد و گفت که خواجه جنید
رحمة الله علیه و حریری هرچه مقام خود بود گفت فاما خود بیچاره" که گرد این راه
ندیده است" که آنرا بعینه ظاهراً و باطناً در بیان گفتن تواند که هرچند مقامات
میگویند ازین ره بیشتر است به این معنی خود را نظر کرده گفت" که گرد این راه ندیده
است" لیکن گرد این را اکثر مبالغت است در طلب مطلوب من عرف قدره
مطلوبه سهل علیه بذل المجهود چون مطلوب غیر متناهی است بیچاره طالب
را از کجا صورت قرار نماید هرچند که پر میشود تشنگی زیاده تر میگردد بعد ازان
غایت شدت شوق میخواهد گرد این راه بگردد تا در اقدام طالبان گرد آید۔
کما قال الله تعالی قُلْ لَّوْ كَانَ الْبَحْرُ مِدَادًا لِّكَلِمٰتِ رَبِّيْ لَنَفِدَ الْبَحْرُ قَبْلَ
اَنْ تَنْفَدَ كَلِمٰتُ رَبِّيْ وَلَوْ جِئْنَا بِمِثْلِهٖ مَدَدًا همین را مد میدهد معنی آیت در
اصطلاح آن است یعنی اے محمدؐ اگر دریاهاے روے زمین سیاهی گردد
و از براے آنکه افعال و اسما و صفات حق بنویسید هر آینه نافذ و تمام شد
دریا اگرچه بار بار باید و آرند آن دریاها را پیش از آنکه تمام شود آن افعال و اسما
و صفات که مراد از سر گام باشد لیکن سخن شبلی رحمة الله علیه متین است
تامل درین سخن بکنید که چه گفته است که" این صوفیان اند که م ح ر یعنی

مقام محمودی و میم محمدی و جاے احدی و واحدی یعنی احدیت و واحدیت شده اند تمام نفسانیت رفته خودی خود رفته ترک خود گرفته یعنی این صوفیان چند اند که خود را خدا یابند یعنی محو اصل و فناے کلی و یا مقام معرفت و محنت و حب غرض این قوم صوفیه قومے اند که محو فناے وجود خود و همه وجودات در نظر ایشان موجودات است و با ایشان مقام معرفت و حب الله دادند و با ایشان محنت فراق و حب وصال دارند کقوله تعالی وَمِنَ اللَّيْلِ فَتَهَجَّدْ بِهِ نَافِلَةً لَّكَ ۖ عَسَىٰ أَن يَبْعَثَكَ رَبُّكَ مَقَامًا مَّحْمُودًا "در ذیل خرقه ایشان بسته اند" و ایشان چون نقطه پرکارند حرف احدیت و کلمه واحدیت را میم احد و هاء احدیت را نمونه ایشان ساخته اند چنانچه

بیت

از احمد تا احد یکے نیست میمے بمیان حجاب معنی است

این میم رابطه احمد است با احد مقصود بذات نیست هم ازان صفرے خالی است نزد اهل اعتبار ندارد ازانکه اعتباری است نه حقیقی "و ع ص را" یعنی خلقت که عین خلق احدیت و واحدیت صفائی و جلائے هم ازان نقطه غین عین یافته است و دیگر آنست که ایشان صدق اخلاص و علم الیقین "پیوندے در گریبان ایشان کرده" است یعنی این صوفیان محبت به خداے تعالی کثیر دارند بعده همه صدق و اخلاص که به حسب دل ایشان پیوند به او کرده اند "تو که محمد حسینی ازین لا و نعم" یعنی این لا عبارت از م ح و نعم عبارت از ع ص است یعنی ازین محو و ازین عشق صفائی که طلب قوی است زیرا که احدیت عدم اعتداد شے است و از واحدیت که اعتبار شے است و آنچه از عالم نسبت و اضافات نفی و اثبات است "خبرے ندارے" یعنی بکلے ام بازی و عبث مشغول ماند که هیچ در هیچ هیچ و به هیچ است بچه بازیچه مشغولی آری مردم چکند لما خلقت عبدی



ولا تبدیل لخلق اللّٰه مقرر است چنانچه فرموده است **بیت**

چنبر زلف تو نگذارد چنین گر تو بگذاری گذر در چنبر است

یعنی طاق چلیپاے زلف را حسن عاشق هرگز از دست خود رها نکند اگر تو حسن را بگذاری باز کجا روی که گذر بر چنبر است یعنی زلف تابان تو تاب دارد و تاب از چنبر است سبحان اللّٰه مقر و مستقر همه عالم نسبت و اضافات ساخته و بهشت و دوزخ ابدی داشته تو از آن ترقی فرموده روے آن آزاده که دید حق این عالم مجازی بجا آورده است یعنی آن کیست که عشق مجازی به حق و حقیقت باز د بعده با او حکایت از عشق حقیقی گفتیم و اگرنه "خبر نداری" "بچه بازیچه مشغولی" چنانچه گویند آب از غرقاب بسیار بیار و پاے ترشدن ندهی هم ازینجا اول نقطه قطره و نو باوۀ عالم ظهور و خلقت تاکید یا لیت رب محمد لم یخلق محمداً یعنی اے کاشکے که خداے محمد محمد را در وجود نیاوردے که مقصودش علی حسب المراد حاصل نیست و آن محو یکے فناے اصلی است پس ازین لا و نعم یعنی نفی و اثبات کجا خبر دارد "اے واے هزار واے بر تو باد" یعنی مقصود تو که محو و فنا است عشق جفا است حاصل نمیشود هر چند که میگردد تشنه تر میشود پس هزار واے بر جان تو باد که از حقیقت خود محرومی خود را خود نمیدانی چنانچه عارفے فرموده است. **بیت**

من با توام و مرا نمیخوانی تو من عین توام مرا نمیدانی تو

یعنی معشوق با عاشق میگوید من وصال با تو دارم اما تو از وصال من بیخبری و من تو یکے ام و با من در معاینه و مشاهده توام اما تو مرا نمیدانی عین بعینه طالب کجا خبر دارد که بیان شان کرده اند. دیگر آنست که حضرت بندگی مخدوم قدس اللّٰه سره میفرمایند که صوفیان مذکور در محبت او صدق و اخلاص و عالم کشف کثیر دارند چنانچه خواجه جنید رح و خواجه شبلی رح و خواجه حریری رح رضی اللّٰه عنهم مبالغه هرچه مقامات

خود بود فرمودند پس تو ازین لا و نعم یعنی نفی و اثبات خبر نداری بچه بازیچه مشغولی۔
یعنی چنانچه در فراق او و در تجلی وصال او غرق اند که نفی و اثبات کردن خبر ندارند که
ساعةً فساعةً تجلی وصال نصیب دارند کسے که این نوع ندارد و دعوی محبت
میکند پس بچه بازیچه مشغولی واے هزار واے بروباد۔ اکنون یک وجهے از ان متهجیات
این زمان به نظر حضرت قطبی قدس الله سره العزیز در خاطر خطور میگیرد که مراد از عین
دل حضرت محمد صلی علیه السلام شاهد باشد نسخه غین به عین و نقطه غین عبارت از صفت
ظهور که بدان عین ظاهر گشته اگر تنبیه با غین است اما بالا و فوق عین است و پوشش ن عین
و پیرایه و تاج و داج عین به عین است و بعضے میگویند که معشوق را یعنی شاهد را
علینی گویند از ان جهت به حضرت بندگی مخدوم قدس الله سره میفرموده اند که "شاهد
علینی باشد"۔ و دیگر چنانچه در حدیث انه لیغان علی قلبی و انی لاستغفر الله است
اے اطلبه التخطیف والالباس المزینة والحلی الفاخرة المذهبة المفضت
المرجعت المکالات علی عروس الحقیقت و شاهد این فی کل یوم ولیلة که سیاق
معنی است که فرموده بعد حدیث مذکور اشارت ترقی از ادنیٰ به اعلی است هم ازین
جهت او صلی الله علیه و اله وسلم و همه انبیاء و اولیا جیات دنیا دوست داشته
اند که درین عطاے دنیا عروس حقیقت بغایت خوب مینماید و آخرت دار کشف و م عطاے
عیان است آنجا عروسے مجازی چون برهنه مینماید و برهنه دیدن مردم را خوش
نمی آید و مراد از "کاف تا قاف" یعنی از تارک تا قدم از ازل تا ابد طهارت
و طراوت دارد یعنی مراد از طهارت نور باشد کما قال الله تعالی قَدْ جَاءَكُمْ
مِنَ اللهِ نُوْرٌ و اللهُ نُوْرُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ "و از ب تا ی"
یعنی از بالا تا یمین و یسار "اوراق است"



نقره را گویند یعنی همه اندام آن شاهد چون نقره خام است سیم تن و همین بر بهم
ازان است زیرا که او ض الف دوازده است یعنی او را ضیائے و نور
است اول ما خلق الله نوری و سر اجاًمنیراً گفته اند الف راست و درست
بر نقطهٔ اعتدال است بمنیة و بسیارهٔ نظر ندارد ماذاغ البصر وما طغی هم ازین
بیان است - و دوازده اسباط بنی اسرائیل هم ازو عیان است وقطعنهم
اثنتی عشرة اسباطا امما همین تبیان است یعنی بریده گردانیدیم
بنی اسرائیل را دوازده گروه از جماعت مردمان و باقی کلام مقطعات ازعین
و عیان است - وجهه دیگر حروف تهجی را در کتبهائے لغت دیدم در خاطر
خطور آمد اگر این وجهه نیز درین رساله ثبت میکنم تا عزیزان را فایده رسد -
در کتاب صراح حروف تهجی را به این طریق لغت نوشته آمده شاهد علیمی باشد
یعنی عین در لغت زبد الماء کف را گویند و عین آن مرد که بر همه اقران و یاران
خود مقدم باشد و کاف فحل نر است درخت سبز است و یا مردے که بسیار مصاحبت
زنان کند و یا شیر صاف که درمیان پستان باشد - ض عورت بزرگ پستان است
که فرزندان را پرورش میکند و الف مرد فرد که زن و فرزند ندارد این بود یعنی این
حرف در عرب و اینجا اشارت مراد است چنانچه درمیان توجهه نوشته اند و اینجا
مناسب لغت همچنین توان گفت یعنی میتواند بود که از کف آن نطفه است
مردے عالم و عامل نبی و ولی پیدا شود و عالم فحل چون درخت باردار گردد و صاحب
مراتب علیه و درجات سینه گردد و مرد کثیر العیال و متعلقان و اهتمان گردد و
غذاے صوری و معنوی بر ایشان رساند چون عورت بزرگ پستان فرزندان
را به شیر خود پرورد بازاو به مرتبه الف تنها است هیچ تعلق بر ایشان ندارد
بغذاے خویش مشغول است بر حکم الصوفی کائن و بائن - و بالله التوفیق و علیه التکلان -

فصل پنجم

در بیان کلمات شیخ محی الدین ابن اعرابی که حضرت بندگی مخدوم سید محمد حسینی گیسو دراز قدس الله سره بر کلمات شیخ اعتراضات در تصنیفها و کتب هاے خود فی محل نوشته اند آنرا جمع کرده در یک محل آورده واضح کرده شد که چه غرض اعتراض بر کلمات شیخ داشته بودند بموافق این کلمات یک سر هفتاد و هشت ۷۸ فرموده اند این را به نظر حضرت قطبی قدس الله سره مع ترجمه نوشته ام فافهم واغتنم

بدان اے عزیز که بر درویشان حال از حق تعالی وارد است بر وقت که مراد راضرین کند چنانچه روح مرید را که الحال بقیت الوقت و وقت بے شعوری است کما قال علیه السلام لی مع الله وقت لا یسعنی فیه ملک مقرب ولا نبی مرسل بشنو حال را بے نقاب در آئینه از دل جز نور تجلی نتوان دید به وسیلت رهنمائی عقل بدان نتوان رسید چنانچه عارفے فرماید

رباعی

اسرار حقیقت نشود حل بسوال — نے نیز به درباختن از نعمت و مال
تا خون نخوری جان ندهی پنجه سال — از قال ترا ره ننماید به حال

اے یار غمخوار در راه طریقت و حقیقت وهم و فهم و قال و قیل را ره نیست چنانچه امام محمد غزالی رحمة الله علیه درین رباعی فرموده اند

رباعی

یک چند به عقل و علم در کار شدم — گفتم که مگر محرم اسرار شدم
هم عقل عقیله بود و هم علم حجاب — چون دانستم از هر دو بیزار شدم

بقول محققین هرگاه که بر اولیاء الله تجلی جلال و جمال میشود دران حال قرب انبیا و اولیا واصفیا و اشقیا و کافران و فاسقان مورچه و پشه بحق تعالی برابر دانند



چنانچه فرموده اند — بیت

چه موسیٰ و چه عیسیٰ و چه پیر مسلمان احمد — چه ترسا و چه مغ آنجا همه گشته برابر بین

ولهذا بیان توحید از اولیاء الله و از حضرت بندگی مخدوم قدس الله سره اسرار طریقت وحقیقت آنکه عارفان خدا را در یک حال نیست و هر ساعت از عالم غیب حالتے دیگر تجلی دارد میشود از ان وقت الفاظ حقیقت اسرار واحدانیت گویند و بران کشف کرده کار میکنند چنانچه حضرت خواجه خضر علیه السلام کرد موسیٰ از امر شرع امتناع آورد پیشتر نوشته شد به این معنی حضرت بندگی مخدوم قدس الله سره حال آنجا در ابیات اشارت نموده اند — ابیات

آنجا نه اسم باشد نے رسم نے صفت — نے عرش نے ثری نه اشارت نه ترجمان

جمله یکے بود نه بود از دوی اثر — توحید بے مشارکت اینجا شود عیان

این قطره ز قلزم توحید بیش نیست — ناید یقین حقیقت توحید در بیان

یعنی در مقام توحید اسم و رسم صفت فعل نیست عرش و ثری یعنی بلندی و پستی ندارد و اشارت کلام حضرت قطبی قدس الله سره آن است که این همه امور یکسان است از دوی و دوگانگی اثرے ندارد توحید صرف درین مقام عین و عیان است این توحید یک وجود که بیان کردیم قطره از بحر ذره عرش است و حقیقت توحید حق تعالی در بیان کسے نیاید انبیا و اولیا آنجا دست تهی کرده رفته اند چنانچه وَمَا قَدَرُوا اللّٰهَ حَقَّ قَدْرِهٖ خوانده اند وَاللّٰهُ مِنْ وَّرَاۗىِٕهِمْ مُّحِيْطٌ است هرچه گویند از فهم خود او در بیان نمی آید۔ اکنون که چند کلمات وحدانیت در آیت کلام الله مشابهت اند اگر بدین نوع همه را مشابهت میدهند بهتر اما آنرا بیان وحدانیت کسے داند و ادراک اهل تصوف در اصطلاح ایشان بوجه باطنی بموافق شرع است اما بینندگان ظاهر ادراک میکنند نامشروع گویند که این نوع بیان مفسران

نکرده اند وحضرت قطبی قدس الله سره تفسیر معارج الکشوف وملتقط کرده اند تمام
معنی اصطلاح تصوف هر یک آیت را نوشته اند کسے که عارفان درین اصطلاح
دخل دارند کلام وحدانیت بموافق شرع تصور میکنند بشنو وزان یک آیت را به
اصطلاح تصوف معنی نوشته ام کقوله تعالی اَمَّنْ هُوَ قَانِتٌ آنَاءَ الَّيْلِ سَاجِدًا
وَّقَائِمًا يَّحْذَرُ الْاٰخِرَةَ وَيَرْجُوْا رَحْمَةَ رَبِّهٖ قُلْ هَلْ يَسْتَوِي الَّذِيْنَ يَعْلَمُوْنَ
وَالَّذِيْنَ لَا يَعْلَمُوْنَ اِنَّمَا يَتَذَكَّرُ اُولُوا الْاَلْبَابِ ۵ یعنی اَمَّنْ هُوَ قَانِتٌ اشارت
به خلوتخانه مراد است که جز محب ومحبوب را گنجایشے نیست سَاجِدًا اَوْ قَائِمًا
در افتادگی است میان عاشق ومعشوق میرود وکنایت از حالتے است که عارفان
کار شناسند وواصلان یار دانند يَحْذَرُ الْاٰخِرَةَ هر یکے بترس است که
نباید آخر کار ازین خلوتخانه بیرون رویم ودیر واز شویم واز اینجا بر در او آییم وَيَرْجُوْا
رَحْمَةَ رَبِّهٖ هر یکے امیدوار که این حالت بر صفت دوام یابد وهم برین باشد
دردمند اینجا ناله کند

بیت

ز عشقت راست میبازم نمی ترسم ازان کعبتین چشمه غلطانے مرا بازی دهند

قُلْ بگو اے محمد که واقف اسرار عارف حالت خلوت جلوت توئی که پیشوائے
مقربان منی وراه نمائے توحید وحدتی هَلْ يَسْتَوِي الَّذِيْنَ يَعْلَمُوْنَ وَالَّذِيْنَ
لَا يَعْلَمُوْنَ هرگز برابر نشوند آنانکه بر اسرار وراء الورا واقف اند اِنَّمَا يَتَذَكَّرُ
اُولُوا الْاَلْبَابِ مگر خداوندانے که از سکر به صحو آمده اند ودر عین حالت صحو
بالذات سکر اند کسے که در سکر باز نمی آید او حالت کجا میگوید وراء الورا چون
واقف میشود کسے را که تجلی ذات کشف است او محو است که کلام در تجلی
ذات نیست کما قال علیه السلام من عرف ربه کل لسانه ازین حدیث
تجلی ذات مراد است لیکن در تجلی صفات وافعال واسماء وآثار کلام روا بود



کما قال علیه السلام من عرف ربه طال لسانه ازین حدیث تجلی صفات
وغیر آن مراد است و شیخ محی الدین اعرابی وچند طایفه متابعان او میگویند که
ورای این وجودات وجودی دیگر نیست وآنچه متمثل تجلی میشود صور واشکال
اوست همین را تبدیل وتحویل سالک می آید ومیرود ومنحصر است هم ازین او را مقید
مطلق گوید وممکن الوجود گوید وحق سبحانه را کالکلی الطبیعی نامند به این عقیده گفتن نامد
حضرت بندگی مخدوم قدس الله سره در کتبهای خود نوشته اند استغفر الله
لاحول ولاقوة الا بالله این سخن در ایمان شرک است محی الدین عالم غیب
گذاشته است وعالم شاهد راضی شده است او قایل برین صور واشکال است
که تمثل وتشکل را مقصود دانده وبرین حصر میکند از ورای الورا شعوری ندارد به این
معنی حضرت بندگی مخدوم در کتاب خاتمه مینویسند اگر او در ایام من بودی
ازین شواهد بازآوردمی وبه علو بردمی ایمان به تجدید آوردی مسلمان از سر شدی
کقوله تعالی وُجُوهٌ يَوْمَئِذٍ نَاضِرَةٌ إِلَىٰ رَبِّهَا نَاظِرَةٌ اشان محمد مصطفی
صلی الله علیه وآله وسلم این امید دارند ودیگر حق سبحانه را کالکلی طبیعی نامند این
اعتقاد حکما است با ایمان کاری ندارد که در اصطلاح تصوف کسی نگفته است
زیرا که حق تعالی را قدیم گویند اول وآخر پس قدیم را با حادث پیوست نیست
واگر شود لم یبق له اثر پیدا آید واتحاد عبارت ازین نیست که دو یکی شوند با اتحاد
از آن است که جز او دیگری نیست ومقید مطلق او را گفتن درست نیست که والله
مِنْ وَرَائِهِمْ مُحِيطٌ است فیض او مطلق است پس مقید کردن قاعده حکما است
علما جواب داده اند در علم تصوف تعلق ندارد وکسی که با حق دوی ندارند مداومت
وصال دارند به نوعیکه وصال میشود از آنها پیدا اند مقصود تمام شد برین صور واشکال
متمثل تجلی شده می آید میرود ومنحصر میکند عجب رابطه است که این نو



که حق منزه است تمثل و تشکل صور او ست درخزانه او کم آید که برین تخصر همیشه و عاشق را دوئی باقی است زیرا که فراق بعد وصال است و وصال نیز بعد فراق است که وراء الورا فرموده اند و اگر فرض کنیم دو کاغذ باریک را سریشے زنیم چهره بران گردانیم این دو یکے نماید اما دوئی عقلی باقی است که از خود مشقت کرده یکے شدیم فاما او منزه است سبحان الله عجب کارے حضرت بندگی مخدوم قدس الله سره را بود که به انتهاے مقامات عرفان رسیده بود و عشق و محبت او تمام نمیشود که فرموده اند من واصلم و سر گردانم و این واسطه بندگی مخدوم قدس الله سره میفرمایند که اگر این سخن من خلاف حق الحقیقت است چنگ دوستان خدا و دامن من باشد که شیخ محی الدین گوید که آه مقید و مطلق سبحان الله اگر فیض او رنگ آمیزی کرد این صبغة الله را تو آه مقید نامی و جعلنا آلهاً این چه سخن است بر ضمیر منیر علماے اهل تحقیق مخفی نیست که ذات و صفات و اسماے حق سبحانه قدیم اند و عالم از و پیدا است باختیاره ازین روے او را مبدا خوانند و دیگر از اسما فیاض است چنانچه خلاق و خلق بچند معنی است یکے آفریدگاری این صفتے است قایم بذات قطع نظر از تعلق آن با مخلوق پس حیثیت صفت ذاتی است و حقیقی باشد اضافی نتوان گفت دوم معنی آفریدن چیز برا بدین اعتبار صفت فعلی اضافی نیز نامند و آن آفریدگاری چه که تاثیر است قدیم تعلق آن با اثر حادث سیوم معنی مخلوق پس فیض مرادف خلق باشد بهر سه معنی و آنچه در عبارت محققان واقع است که عالم اثر قدرت و اثر فیض او است این عبارت اسناد مجازی است زیرا که قدرت و فیض صفت است موثر نیست بلکه موثر حقیقی ذات است و اسناد مجازی به اتفاق علماے عربیت روا است پس برین وجه مراد ازین کلام محققان که فیض او رنگ آمیزی کرد این باشد که ذات او فیاض است



او رنگ آمیزی نمود و فیض در اصطلاح صوفیان تجلی است و رنگ آمیزی عبارت
از تنوع تجلیات واین مشابهت در کتب قیصری شرح فصوص مینویسد ان الاعیان
التی هی العوایدن للتجلیات الالهیة فایضة من الله بالفیض الاقدس وهو عبارت ن الفوايد
عن التجلی الذاتی الواجب الوجود للاشیاء واستعدادتها فی الحضرات العلمیة
ثم العینیة کما قال کنت کنزاً مخفیا فاحببت ان اعرف الحدیث و
الفیض القدسی[ن۲] عبارت عن التجلیات الاسمائیة الموجبة الظهورن ما یقتضیه ن۲ المقدس عبارت عين
استعدادات تلک الاعیان فی الخارج فی الفیض المقدس مترتب علی الفیض ن ظهوره
الاقدس وآنچه بعضے میگویند که فیض نزدیک منطقیان عرض است والفیض مالا
یبقی وحده بلاشی چون اورانی ذاته بقا نباشد رنگ آمیزی چگونه کند جواب
این ظاهر است که سخن در اصطلاحات منطقیان کار نداریم ـ تحفه دیگر بشنو که
شیخ محی الدین صاحب فصوص مینویسد که منصور حلاج را تجلی ذات بود مقام افراد
داشت اما حضرت بندگی مخدوم قدس الله سره در تصنیفهاے خود مینویسند
که منصور را تجلی ذات بودے هرگز انا الحق نگفتے و دیگر سبحانی نه سرائیدے زیرا که
در تجلی ذات چون محوے است محو چه داند که من چیستم و کیستم که گوید سبحانی وانا الحق
میگویند که تجلی ذات مشاهده است که تمثل وتشکل شده تجلی بر سالک می آید
سالک چنان رنگ آمیزی او دیده در سکر رفته است که جز بحو نمیداند پس کلام
که گوید کما قال علیه السلام من عرف ربه کل لسانه تجلی ذات مراد است
لیکن در تجلی صفات وغیره کلام روا بود کما قال علیه السلام من عرف ربه
طال لسانه ازین حدیث تجلی صفات وافعال واسماء مراد است اما چون عدم
کلام در تجلی ذات باشد که انا الحق وسبحانی گفتن روا نباشد پس معلوم شد
که در تجلی صفات وغیر آن گفته اند و در خزانه او چه کم آید همین تمثل وتشکل تبدیل میشود

وکسے را تجلی ذات میشود او جز در محو نمیداند در نور ذات محو است وکسے که تجلی ذات
مشاهده دیده بعد از ارشاد مرشد در تجلی صفات نظر میکند که انما دراء الورا است
به این معنی مرشد باشد که ازین لذات مشاهده نور تجلی ذات نماینده بعده در تجلی
ذات وصفات استغراق میکند پس خود را بجمال صفتے از صفات الله می بیند
یعنی ذات جایز الوجود وصفات واجب الوجود در خدمت درمی آید آن صفات
واجب الوجود دبرین ربوده در کلام می آید ومیگوید انا الحق پس ربوده همین میگوید
اما همان صفات واجب الوجود در لسان جایز الوجود میگوید ممکن الوجود گفتن
او را جایز نیست پس تحقیق بدانی که در تجلی ذات کلام نیست در تجلی صفات
کلام هست به این معنی حضرت بندگی مخدوم قدس الله سره گفته اند چه کنم یعنی
محی الدین اعرابی امروز زنده نیست با او گفتمے نماینده وا و شنیدے انچه
یقین است زیرا که تجلی ذات مقام فردا نیست است کسے که این مقام یافت
خودی خود را گذاشت هر دو یکے شدند از سکر باز نمی آیند مقام اخص است
اما این تجلی ذات اخص بر رسول الله صلی الله علیه واله وسلم بود بر دیگران نیست
ازین معنی چنانکه قالب رسول الله صلی الله علیه وآله وسلم نور شده بود که در کلام
مجید یاد کرده است قَدْ جَاءَكُمْ مِنَ اللَّهِ نُورٌ وَكِتَابٌ مُبِينٌ پس او نور
بوده سبب آن سایه برزمین نبود اگر قالب او مثل دیگران بودے تَرٰىهُمْ
يَنْظُرُونَ اِلَيْكَ وَهُمْ لَا يُبْصِرُونَ به اهل ظواهر فرمان نشدے بغیر از رسول الله
صلی الله علیه واله وسلم کسے را نیست پس در تجلی ذات ماندن چه فایده درویش
در تجلی ذات مشاهده نظر بتجلی صفات داشته وراء الوراء تصور کردن بهتر است
شیخ محی الدین بر تجلی ذات منحصر کرده است که همین صورت ذات تشکل و
تمثل تبدیل میشود مفید کرده است - اما مجمل را بچند انواع بیان کرده شده



باز بچند وجه خواهد گفت که محققان گفته اند خداوند تعالی از تمثل و تشکل منزه است بحکم لون الماء لون الاناء یعنی رنگ آب رنگ قدح یکے مینماید چنانچه مردمان میگویند که فلان شیخ عین جذبهٔ حق شده است بحکم من رآنی فقد رای الحق غرض عین عشق گشته در عشق عاشق و معشوق از واست پس هر که بمعشوق رسید بحق رسید و هر که او را دید پس حق را دید چنانچه حضرت بندگی مخدوم قدس الله سره میفرمایند

بیت

هر ذره که می بینی خورشید درو پیدا است در دیدهٔ ما بیند چشمے که بحق بینا است

یعنی در هر ذره از ذرات عالم صفات واجب الوجود ظاهر است در دیدهٔ ما بیند یعنی در چشم خود در آید و به بیند آنگه خواهد حق را بیند چنانچه سایهٔ آفتاب بر کشک بادشاه و کلبهٔ گدا برابر تابد اما بیننده باید ارشاد مرشد باقی است چنانچه حضرت بندگی مخدوم قدس الله سره میفرمایند

بیت

در دیدهٔ انسان ما صورت نه بند و پیکرے جز عکس عکس شخص را در نور ما نورے به بین

یعنی در چشم مردمک چشم ما جز الله دیگرے در نمی آید در نور ما نور الله به بین زیرا که در میان خواجگان چشت پیر و مرید عاشق و معشوق است پس گفتن درست شد در نور ما نور الله به بین ما صنع الله فهو خیر هر چه صنع خدا است همه نیک است تا دوری ننماید چنانچه عارفے میفرماید

بیت

از بعد شکایت مکن اے خسته جگر کز غایت قرب می نه بینی ما را

یعنی عاشق خسته دل از بعد و دوری ما چرا شکایت میکنی بلکه از نهایت قرب و نزدیک تو ما را نه بینی چنانچه نیز گفته اند که انگشت خود نزدیک چشم خود بنهد انگشت خود را از غایت قرب نخواهی دید کقوله تعالی وَنَحْنُ اَقْرَبُ اِلَیْهِ مِنْ حَبْلِ الْوَرِیْد

چنانچه حضرت بندگی مخدوم قدس الله سره تمثیل در طالب و مرشد آورده اند

بیت

از غایت قرب ای پسر از ما بماندی دور تر   مائیم با هم یکدیگر نزدیک را دوری ببین

یعنی ای فرزند هر بدا از غایت نزدیک تو از ما دور تر نمائی و اگر نه پیر و مرید جدا نیستند پس نزدیک را دوری و دوری را نزدیک بدان هر چند خود را دور تر بدانی نزدیک تر باشی و هر چند نزدیک تر انکاری دور تر باشی عجب رابطه حضرت بندگی مخدوم قدس الله سره را بود که این نوع قضیه بر عکس فرموده اند و دیگر در بیان وصال فرموده اند که برین حد دارد چنانچه

بیت

شب با تو غنوده ام و ندانستم که توئی   روزت بستوده ام و دانستم که توئی

زهی حیران و حیران که این نوع وصال دارند غرض ایشان آنست که تمام شب با تو خسپیده ام و روزت بستوده ام اما ندانستم که توی یعنی این معامله از غایت شوق و وصال کلی نا شند که خودی خود در رفت همه او شد چنانچه چراغ در طاق می آرند از روشنائی همه طاق منور میشود چنانچه گفته اند که لیلی بر سر مجنون استاده مجنون او را ندید چون خبر کردند که لیلی ایستاده است مجنون گفت انا لیلی این را وصال کلی نامند اما حضرت بندگی مخدوم قدس الله سره میفرمایند که درینجا هم فراق باقی است که از سکر بصحو باید آمدن تا در انوار او را ببینند تا طالبان را ارشاد کردن تواند که در وصال امید باقی است چنانچه درین بیت اشارت در وصال و فراق فرموده اند تا مجذوب مجرد نشوند

بیت

عجبی نیست که سر گشته شود طالب دوست   عجب این است که من واصل و سر گردانم

از آنکه هم در فراق اند و مطلوب را نهایتی پیدا نه و غایتی هویدا نه از انکه ازلی و ابدی است طلب طالب را از کجا تمامی روی نماید هر چند که بیشتر میخورد تشنه تر میگردد و ازین معنی عاشق را ترس دوئی در وصال قرار داده اند که تجلی



را ایک حال نیست گاه صورت جمال و گاه صورت جلال قهره لطفه همه اوست
وگفته اند که عاشق همه حال فراق تصور کند و در تجلی ذات فراق نیست و همه اولیا
الله از تجلی ذات به تجلی صفات تصور نمانند و را ء وراء الورا خیال دارند کقوله تعالی
وَاللّٰهُ مِنْ وَّرَآئِهِمْ مُّحِیْطٌ چنانچه شیخ الاسلام شیخ سعدی رحمة الله
علیه در فراق اشارت گفته اند

بیت

نه حسنت آخرے دارد نه سعدی را سخن پایان ٭ بمیرد تشنه مستقی و دریا همچنان باقی

افسوس افسوس یعنی حسن و جمال محبوب را نهایتے نیست و عاشق را غایتے نه پس
عاشق مسکین در عشق معشوق بمیرد و دریا یعنی حسن و جمال او بر خود است رفتنی
نیست بلکه زایداست پس چه حال باشد وقتیکه عاشق به اشتیاق او بمیرد و
حسنش تمام نشود این سکنت نیست که عاشق دیدار یار متحیر باشد لیکن این
سکنت تمام است که من مرا با وصل یار میران چنانچه حضرت قطبی قدس الله سره
فرموده اند من واصلم و سرگردانم پس این سخن گفتن صادق می آید لاخیر فی عشق
بلا موت ولا فی موت بلا عشق محقق گشت و شنیده باشی که محققان ما سلف
این خبر آورده اند که حضرت رسالت پناه صلی الله علیه وآله وسلم را هر روزے و هر شبے
هفتاد کرت استغفار بود میدانی چه معنی است زیرا که بر حکم سلطنت تجلی مقتضاے
مقام بود که نهایت رسیدم باز چون نظر پیشتر کردند به امعان او دیدند دریاے
دیگر و قضاے دیگر بزرگ تر پیش آمد از ان استغفار کردن که نهایت دانسته
بود پس تجلی ذات به تمثل و تشکل عاشق را منحصر نیست یقین است که الوهیت
و عبودیت تو امان اند نه او را نهایتے نه این را غایتے یکے بدون دیگرے
متصور نه از انکه یک دن و یک خم به یک پیاله شراب طهور خوردند مستان گشتند
تا در ار الورا به بینند پس فرمودن حضرت بندگی مخدوم قدس الله سره



صادق آمد که به تجلی تشکل و تمثل منحصر نمیکند زیرا که آن تجلی ذات است این اقتضا میکند که
آنچه بود مقام دیدم باقی همین را تبدیلی است به این معنی حضرت بندگی مخدوم قدس الله سره
میفرمایند که در خزانهٔ او چه کم است دیگر اقتضای مقام نمی تواند چنانچه حضرت
رسالت پناه صلی الله علیه و آله وسلم هفتاد کرت روزینه استغفار کرده چنانچه
نوشته شد کقوله تعالی وَاللّٰهُ مِنْ وَّرَآئِهِمْ مُّحِيْطٌ زیرا که عشق مشاطه گری و
رنگ آمیزی دارد بیجز ارشاد مرشد اشکال بیحد است و دریای لاهوتی را حد نیست
که چه طولی و بسطی دارد بیجز صرف ذات معلوم نمیشود بحسب حال این بیت نوشتم

بیت

زهی دریا که اندروی همه غرق اند و حیران اند چو ماهی زنده از دریا و دریا را نمیدانند

یعنی همه غرق در عشق اند اما عشق چیست کسی نمیداند چنانچه گفتن شیخ محی الدین
ابن اعرابی که در تجلی ذات غرق شده است از مستی در صحو نمی آید که گفته شود اگر در
تجلی صفات نظر میکند تا وراء الورا به بیند تا کلام گفته شود کما قال علیه السلام من کما قال النبی صلی الله علیه وسلم
عرف ربه طال لسانه پس قدر او را هر چند که بیان میکند منحصر نمیشود چنانچه ماهی در دریا
زنده میباشد اما نمیداند که دریا چه طولی و بسطی دارد و یقین است که دریای عشق را
هیچ کس نهایت ندیده است که منحصر سکند چنانچه حضرت قطبی قدس الله سره میفرمایند

بیت

تا ظن نبری که هست این رشته دو تو یک تو است ز اصل و فرع بنگر تو نکو

یعنی کسیکه قابل اند گمان میبرند که دو می دانسته اند در غلط افتاده اند اینجا جز یکی
بیش نیست چنانچه فرموده اند یکتو است یعنی یکی است که ده سه هزار در هزار مینماید
باید که تو در غلط نیفتی پس گفتن حضرت مخدوم بندگی قدس الله سره وراء الوراء
درست شد و از جهت تمثیل صورت مجاز بر سالک تشکل شده تجلی می آید و درین



رباعی نیکو حضرت بندگی مخدوم قدس الله سره اشارت فرموده اند بشنو رباعی

بحق آن خدائے کان بعالم — ندیدم جز وجودش هیچ دیگر
مکن طعنه مرا از بت پرستی — که فرقے نے میان بت و بتگر

یعنی اگر عارف را در بت پرستی بینی هیچ عیب مکن که میان نقش و نقاش فرقے نیست که المجاز قنطرة الحقیقت راست است زیراچه حق جز وجود حق عارف در جهان هیچ چیز را نمی بیند و غرض درین رباعی آن است که در حقیقت همان یک وجود است که واجب الوجود گویند و ممکن الوجود قایم بدو است پس وجودے که قایم به وجودے بود او را در حقیقت شهود نباشد و محققان را در و حضورے پس ممکن الوجود را که عالم است وجود نگویند در حقیقت همه یک وجود است کل شیء هالک الا وجهه پس بدانکه با او تعالی غیر نیست کان الله ولم یکن معه شیء وهو الآن کما کان پس اضداد او به نسبت ما است نه بنسبت او تعالی بجماله و جلاله و قهره و لطفه همه اوست فافهم واغتنم. بدانکه چون سالک در مقام تجلی ذات رسد صفات افعال خود را فانی یابد بذات و صفات و اسمائے حق و بقطع همه اضافت بقائے آن ذات و صفات و اسمائے حق بشناسد تا او را او را ببیند و تا وقتیکه ازین طریق به آن مقام رسد بلسان غیب فرماید سبحانی ما اعظم شانی و دیگر انا اقول و انا اسمع هل فی الدارین غیری میگویند درین حالت سالک همچو درخت کلیم است که از ان این کلام ظاهر گشت انني انا الله لا اله الا انا چنانچه قصه موسی علیه السلام مشهور است این را به اصطلاح صوفیه سکر نامند و کفر حقیقی خوانند و کسیکه از سکر در مقام صحو آمد تجلی دراد الور العینی تجلی صفات می بینند این تجلی را اسلام حقیقی گویند و کسیکه در تجلی سکر میانند جز محو ندانند و هرچه تمثل و تشکل دیده منحصر میکنند ازین خیال نظر بالا نمیکنند او را مجذوب مجرد نامند که از لذت تجلی تشکل باز نه آیند

صفت

رعایت تجلی افعال نمیکنند که از حد شرع بیرون رفته اند پس مجذوب مجرد لایق شیخوخیت
نیست و سید الطایفه خواجه جنید رحمة الله علیه چون از سکر باز آمد فرمود که در سیر
دریاها نه هزار قومے رفتند باز آمدن نمیتوانند یکے مائیم که دران سر برآوردیم یعنی از تجلی ذات در
تجلی صفات آمدیم مقام سالک مجذوب یافتند که از مقام سکر به صحو آمدند و ورا الورا
تجلی نمودند۔ بیان مجذوب مجرد و سالک مجذوب بیشتر خواهد آمد ازین معنی نه نوشتیم
تا تکرار نیفتد۔ و شیخ محی الدین ابن اعرابی هم در تجلیات اول ماند که در سکر ماند
جز از محو ندانست که تجلی ذات اول را سکر میگویند و تجلی افعال و صفات دوم
را محو میگویند که در تجلی اول انّیت است که هر چه تمثل بماند تجلی می بینند همین ذات
او میدانند بر این منحصر میکنند به این معنی شیخ محی الدین ابن اعرابی ذات را قدیم و آله
مقید دانست ازین جهت حضرت بندگی مخدوم قدس الله سره میفرمایند قل
لا اله الا الله و الله اسم ذات قدیم است مستجمع به جمیع صفات کمال لیس
کمثله شیئ من حیث الذات والصفات والاسماء والافعال و فرمودند
اگر در ایام من بودے اورا ازین شواهد باز آوردے به علو بردمے و از ورا الورا
نظاره اش شدے یعنی از تجلی اول در مقام محو می آوردمے این را اسلام
حقیقی گویند۔ تحفه دیگر میگویند که مجذوب مجرد را در تجلی ذات چنان لذت گرفته
است که بتصرف جذبه محو میشود خبر نفس ندارد و ازان محو قدمے دیگر در عالم الوهیت
ننهاد که الجذبة من جذبات الحق توازی عمل الثقلین و مجذوب
سالک را در هر سکرے صحوے است و در هر صحو سکرے است چون سالک
در محو بوده باشد بعد در مقامے رسد که آنجا حیران ماند سکرے حاصل شود و وقتیکه
آن مقام را بشناسد باز در محو آید ازینجا باز در مقامے بلندتر نظر افتد باز سکرے
روے نماید و این مقام اخص است که گاه در سکر سیر کند و گاه در صحو همین سیر را



وراء الورا نامند چنانچه حضرت بندگی مخدوم قدس الله سره درین بیت اشارت کرده اند

بیت

خورشید هر روزینه را در روز دیگر مطلعی آن ماهتابی هر شبی در هر شبی بدر به بین

و در خبر آمد است که مصطفی صلی الله علیه وآله وسلم را چند هزار بار مخاطبات تجلیات میشد واو هر روز هفتاد کرت استغفار میکرد ومیگفت انه لیغان علی قلبی وانی لاستغفر الله کل یوم سبعین مرة زیراکه استغفار این محل گفتن این بود که هر روزے محمد مصطفی صلی الله علیه واله وسلم را در هفتاد مقام سیر طیر بود وبمقتضاے هر مقام تجلی میدیدے و در هر مقامیکه رسیدے مقصود دانستے زیراکه کلی آن مقام دهیبت کمال او همین اقتضا کردے وچون پیشتر میرفتے استغفار میکردے ومیدانستے که چند مخاطبات تجلیات می آید ومیرود آن مقصود نیست دانچه اسرار جلال وجمال بود وجودے ایثار کردند و درجمع از ارشاد گذاشتند واورا برخواندند کما قال الله تعالی اَلْیَوْمَ اَکْمَلْتُ لَکُمْ دِیْنَکُمْ وَ اَتْمَمْتُ عَلَیْکُمْ نِعْمَتِیْ وَرَضِیْتُ لَکُمُ الْاِسْلَامَ دِیْنًا ومیگویند که تجلی اول را دیده بسکر وخرم میشود باید که نظر بر تجلی دوم بکند یعنی سکر در صحو می آید واگرنه در مقام سکر بوده باشد اورا حقیقت وراء الورا نمیشود وپیروی شرع نمیرود که در سکر جز نفس نیست مجذوب مجرد آنست زیراکه از لذت عشق طالب را بتمامه میخورد که پیلپے جذبه میشود ازین لذت فرق که دان نمیدهد از سکر باز در صحو نمی آید بابد که از کفر حقیقی در اسلام مجازی خیال دارد وبعده وراء الورا رسیده شود ومیگویند که امتثال ورد آن لذت بر طالبان راه ومحبان درگاه واجب است که هر روز نو وردے وطلب نو حاصل کند چنانچه فرمود لِیَزْدَادُوْا اِیْمَانًا مَّعَ اِیْمَانِهِمْ مراد ازین زوابد طاعت لی ظاهری نیست بلکه حرف نفس است یعنی عشق و

ن گذاشتند

ومحبت است چنانچه گویند

بیت

جان داد بسے زاہد و عابد بتفکر
در عشق رموزیست که معلوم نکردند

و دیگر بشنو که بموافق این محل یک سمر مع ترجمه نوشته ام تا طالبان را
مشقت نمیگذرد باین معنی هرچه در فهم خود رسیده معنی ظاهر کردم۔

سمر هفتاد و هشت

قوله "بزرگے طعامے" یعنی قلب مصفی غذاے نفس مزکی که طاعت و عبادت
است غرض با روح غذا قلب و یا بغیر غذا روح و یا خفی غذا سر برداشت ایشان
بدارد قوله "بدست مرید داد" یعنی عقل معاش است داد "گفت دران
بر آب" یعنی دریاے نفس است "درویشے است" یعنی همان نفس مزکی "بدو
عرضه داشت" یعنی مرید "که آب عمیق است کشتی" "و بدرقه و واسطه "نیست
و مرا به آب اشنائی نه" چنانچه عارفے به حسب حال میفرماید بیت

رسیدم من به دریائے که موجش آدمی خوار است نه کشتی بگذرد آنجا نه ملاحے عجب کار است

"گفت کرانه آب بایست و بگو بحرمت آن فلان نام خود گرفته که وقتے
بر زن نزدیکی نکرده است مرا راه ده" همچنان مرید کرد "آب دو شق شد
مرد گذشت" غرض حقیقت برنگ مجاز شد عشق مجنے که بسیار رنگ آمیزی بود
منوئی دارد گاہے حقیقت را برنگ مجاز و مجاز را برنگ حقیقت میگرداند بیک لحظه چنانچه گوید



بیت

عشق مشاطه ایست رنگ آمیز
که حقیقت کند برنگ مجاز

الغرض "طعام بدرویش رسانید او خورد" بحضور مرید "وقت بازگشت مرید گفت وقت آمدن چنین آمده بودم وقت رفتن چه کنم چون روم" او "گفت برو بر آب بگو بحرمت آن فلان نام خود گرفت که "وقتے طعام نخورده است" مراره ده همچنان کرد "آب ره داد مرید را دو اشکالے مشکل پیش آمد یکے آنکه این پیر چندین بچگان زاده و آن درویش بحضور" من "طعام خورده "و دروغ بر آب گفتم هر دو اثرے اعجوبه داد از پیر پرسید محمل این کلام چه باشد دروغے را چنین اثرے شود گفت من" وقتے "بهواے خود نزدیک زن نه رفته ام" یعنی براے اداے حق او صحبت کردم ان لزوجک علیک حقا یعنی بدرستیکه موافقت ترا بر تو حقے لازم است که بارے حکایت وصحبت کنی "و او بهواے خود طعامے نخورده است" یعنی آن درویش براے طاعت وعبادت را خورده است بر حکم ان لنفسک علیک حقاً. باید دانست که این سخن ادب است و ادنی طور معرفت است که معاملت مانند بیشتر ازین مقامات بسیار اند "اما صدق کلام برین رفته است آکل و ماکول" واکل "ناکح ومنکوح" ونکاح "یکے بوده است" یعنی فاعل ومفعول وفعل این قعده وتکثر بنسبت ما است نه نسبت او تعالی میگویند که بغلبه حق وحقیقت بر نفس وطبیعت چنانچه حدید اذا تار نارا صفتاً مقر است آهن که به آتش نار شد همین را مقام فنا گویند بلکه اگر راست پرستی غیرے درمیان نیست خود با خود بازد و یه

دیگرے نیز داز دلیس مع الله غیر الله و ما رایت شیئاً الا و رایت الله فیه
قوله چنانکه یکے گوید مادر خود را من زاده ام و چنانچه گفت صحابی ولدت
امی اباها" یعنی زاد مادر من پدر خود را که ظاهر کرد خلق خالق را هو الظاهر
هو الباطن قوله دیگرے گفته رایت ربی فی صورت امی" یعنی دیدم
پروردگار خود را در صورت مادر غرض در مهربانی و شفقت وَقَضٰی رَبُّکَ اَلَّا تَعْبُدُوْٓا
اِلَّآ اِیَّاهُ وَ بِالْوَالِدَیْنِ اِحْسَانًا" از زبان مبارک رسول الله گویند صلی الله
علیه و آله وسلم

شعر

انی وان کنت ابن آدم صورة　　فلی فیه معنی شاهد بابوتی"

یعنی بدرستیکه من اگرچه ظاهراً صورت فرزند آدمم اما درین معنی است که گواه هست
به پدری من که من ابو الارواح ام و او ابو الاجساد است و معلوم است که خلقت روح
پیش از جسد است خلق الله الارواح قبل الاجساد باربعة الاف سنة
یعنی من در صورت فرزند آدمم و آدم در معنی فرزند من است انا من الله والخلق
منی وال هم برین معنی است و در غزل حضرت بندگی مخدوم قدس الله سره این
بیت فرموده اند

بیت

دختر چو مادر شد مرا من مادر خود را پدر　　او زاد از خود این پسر در هر سرے سرے ببین

بشنو که حضرت بندگی مخدوم قدس الله سره چه غرض دارند یعنی نفس مادر است و
روح پدر چنانچه گفته شد ولدت امی اباها یعنی زاد مادر من پدر خود را و روح
مادر نفس است پس در صورت ظاهری روح فرزند نفس است و در حقیقت
چنانچه گفته شد ابو الارواح نبی علیه الصلوات والسلام اند پس روح پیش از
جسد آفریده شد و در معنی روح پدر و نفس مادر و دل فرزند که از و زایده است
زیرا که همین سبب نفس را مونث سماعی میگویند که لفظ مذکر و معنی مونث چنانچه



حضرت قطب الاقطاب حضرت قطبی قدس الله سره در کتاب اسمار الاسرار
سمر[عـه۲] حکایت نفس و روح و دل همدیگر سخن شده است فرموده اند پس
درین محل مناسب آن حکایت بود جزوے در بیان آوردم مقدمه نفس و
دل را میگوید که تو متولد از من شدۀ و از من ترا بهانداز کنجد روغن کشیده اند
من ترا امّ اصلم باید که تابع من باشد چنانچه الولد یتبع الام و تابع نفس لذت ۲ باشی
و شهوت است بعده روح میگوید که منم ترا اے دل کنجد را پیچیده کشیده ام که تو
از و زائیدۀ اما از دولت من است که از خود از عالم علوی آمده ام و نفس بدکاره
را بحکم و فعل من کشیده ام من در معنی پدرم و او در معنی ظاهری مادر است بعده
آن نفس که دعوی مادری کرد چون نسبت پدری روح را اثبات یافت ضرورت
سر در گریبان خجالت درکشید از دعوی مادری سکوت گرفت هم برین مشابهت
حضرت بندگی مخدوم قدس الله سره بیت فرموده اند پس در میان پدر و
مادر فرزند زائیده است یعنی دل پاک پیدا شده است چنانچه انا من الله
و الخلق منی پس در هر ضع سرّ حق تعالی به بین چنانچه در بیت است و حکایت
نفس و روح و دل تمام بیان ازین جا نه نوشتم کسے را غرض افتد در سمر به بیند۔
قوله "دیوانۀ از سر دیوانگی و خود کاری این سخن گفته" است شاه
عراقی قلندر میفرماید

بیت

قلندر را نوازشها خدائی را گدازشها — خدا اندر قلندر دان قلندر را خدا خود بین"

بشنو که حضرت سید محمد حسینی گیسو دراز قدس الله سره چه رمز فرمودند به نظر ایشان
معنی کشف شود۔ معنی مصرع اول قلندر را نوازشها الی آخره یعنی قلندر

عـه۲ سمر بست وهشت



بمعنی عالم تجرید و تفرید است که درین عالم تجرید و تفرید شد غرض از تکلیفات دنیاوی رفت پس گویا که قلندر شد یعنی برهنه شد حق تعالی او را نوازش و سرفراز سازد و در حقیقت آن عالم اطلاق و اجمالات هم راحت و کشادگی و فراخی دارد و خدائی را گدا از شهها فرموده اند یعنی عالم نسبت و اضافت را که خودی است و آثار صفت جمالی و جلالی است رنج و محن از آنکه بتکلیفات مکلف است ازین عالم را گذاشتن باید و آن عالم تفرید و تجرید در خود آرد پس حق سبحانه این قلندر را نوازشها خواهد کرد معنی مصرع دوم خدا اندر قلندر دان قلندر را خدا خود بین یعنی هر چه صفت تجرید و تفرید دارد خودی خود رفته خود را خدا گویا ند پس از الوهیت می آید و العکس بالعکس پس حق تعالی را نزدیک اهل توحید و تفرید بدان قلندر را خود بین یعنی عالم نسبت و اضافت را مقام عبودیت خوانند غرض وراء الورا به بین و او را لایق عالم خدائی دان که قطع نسبت و اضافت است که التوحید اسقاط الاضافات این است و عالم وراء الورا که مکان لامکان است فارغ از عالم نسبت و اضافات است و قتیکه طالب را این مقام دست دهد که از همه برهنه شده خود در عالم تجرید و تفرید آمد خدا اندر قلندر دان معلوم شد پس باید که قلندر را خود بیند یعنی از عالم تجرید و تفرید در عالم وراء الورا بیند یعنی که از عالم مکان لامکان آنرا عالم الوهیت نامند و کسیکه برین حصر میکنند یعنی در عالم تجرید و تفرید که هر چه تجلی می بینند اعتقاد دارند که همین را گردش است که تمثل و تشکل می آید و میرود پس این اعتقاد مشابهت حکما است که حکما میگویند که مردن زادن است همین جان از شکم دیگر زاید به این معنی حضرت بندگی مخدوم قدس الله سره میفرمایند اگر درین وقت شیخ محی الدین ابن اعرابی میباشد دست گرفته



وراء الورا مینمائیم واللّٰه اعلم آنچه در عبارت ایشان معنی تعلق گرفته بود نوشتم بشنو که
حضرت بندگی مخدوم قدس اللّٰه سره چه میفرمایند۔ قوله "بدبخت زندیق کافر
درین مقام اتحاد خود را حجتے سازد و زندقه خود را بہانے گویند اند که
این حکایت فیض قدس است" یعنی زندیقه گروهے بد دین است همین حجت
میکنند که خود بکار رسیده ایم فاما ایشان را صحوے است نمیدانند که این حکایت
فیض قدس است که آخر از خزانه او چه کم آید که بر تمثل منحصر شود از وراء الورا شعورے
ندارد اما دوی باقی است چنانچه درین عبارت حضرت بندگی مخدوم قدس اللّٰه سره
میفرمایند۔ قوله "مدبر و محرک فاعل و قابل جز او نیست او را روح الروح
نامند" یعنی فیض قدس را روح الروح و جان جان بگویند و سر نور نور هم خوانند
قوله "به محلے او را روح اعظم خوانند و صفت او همچنین گویند الموجود لایصیر
معدوما" یعنی او موجود است همیشه که صفت عدم بر وے هرگز نشود از انکه وجودش
واجب است و ظهورش لازم غرض یکے موجود همیشه و دوم معدوم همیشه و اینکه عالم
کون و فساد گویند وجد و تلاشی خوانند یعنی موجود گشت و ناچیز شد در وجود
آمدن همان معدوم شدن همان این را کون و فساد گویند و اعتقاد و انتقال
تبدل و تحول همین دانند از صورتے چنانچه میفرمایند۔ قوله "بل ینتقل من صورت الی
صورة و من مادة الی مادة و من هیئت الی هیئت" یعنی بلکه آن بود منتقل
میشود از صورتے سوے صورت و از ماده سوے ماده و از هیئت سوے هیئت
غرض آنست که این همه وجودات که از تاثیر وجود است که ممکنات گویند این
را لاعین و لاغیر گویند به جہتے عین بود و به وجہے غیر نامند چنانچه دریا و امواج و تقلبات
و تحولات و حباب و نهر و باران و الی غیر ذلک از تاثیر بحر است و وجودے
به حقیقت ندارد وجود همان یکے بیش نیست چنانچه فرمایند۔ قوله "بلی الحقیقت

کالکبریت" یعنی فردے واحد احد صمد که بهیچ جهتے اعتبارے تعلق ندارد ظرابیع | کره باشد۔ قوله "هر جا که انگشت نهی حاق و وسطه او باشد" اینجا جزو لایتجزی فهم شود فرد احد صمد قابل تجزیه و تقسیم نیست یعنی جزوے قسمت او ممکن نباشد که حکما یک چوب میگیرند برابر آفتاب بر چشم خود نهند و آفتاب را بینند چون آفتاب دران چوب شد این را جزو لایتجزی گویند۔ قوله "اینجا فرعے و اصلے نیست این را ملحد اصلے نهاده و حرکات خود را ازان متفرع کرده" یعنی آن از بیچون و بیچگونه است که وراء الورا نامند زیرا که اصل و فرع از عالم نسبت و اضافات است آن عالم بے شبه و بے نمونه را حرکات خود ازان متفرع گفتن درست نیست بگو ازین کلمات نافرجام استغفار بکند چنانچه فرمایند۔

قوله "لاحول ولاقوة الا بالله" عہ

توضأ وضوء الغیب ان کنت ذا سرٍ" یعنی وضو کن وضوء عالم غیب که از عالم شهادت بعالم غیب شو اگر تو صاحب سری غرض پاک شو بپاکی عالم ملکوت که هرگز بعد آن پلید نشوی و پاکی عالم ظاهر به اندک چیزے پلید میشود مصراع "والا تیمم بالصعید علی الصخر"

والا گرنه تیمم کن بخاک پاک که بر سنگ سخت است یعنی از عالم غیب که وراء الورا است باز بعالم نسبت و اضافات آئے که عالم سنگ و کلوخ است این عالم را گویند غرض از سکر به صحو تصور کن و به نسبت ما فوق که عالم از دگوهر شب چراغ است بر حکم کل شئ یرجع الی اصله یعنی همه اشیا باز گردد به اصل خود به جنس خود پس معلوم میشود که عالم وراء الورا مقر و مستقر همین عالم نسبت و اضافات است

عہ در کتب منقول عنها لفظ "الا" واقع شده و در اسرار الاسرار لفظ "لا" است



که خلف فرزند نیک را میگویند و فرع را نیز میگویند. و پس آینده را هم گویند فرع و خلف اوست چنانچه تیمم خلف وضو است همانکه میگویند آب آمد تیمم برخاست مقر است انه مع کل شئ لا بمقارنة و غیر کل شئ لا بمزایلة راستی که او تعالی باهمه اشیا است بغیر پیوستگی جدا است از همه اشیا[1] و گفته اند که آب آمد تیمم برخاست یعنی مقتدی خود را امام خود بسازد تو پس وی ایستاده شو و چنانچه میفرماید۔ قوله "وقام اماما کنت انت امامه" یعنی پیش کن امامی را که از عالم نسبت و اضافات است و از مقام ظاهر شریعت است اما توی در حقیقت امام او که اول حقیقت است بعده طریقت و شریعت که ایشان قطره و رشحه حقیقت اند۔ قوله "وصل صلوة الفجر فی اول العصر" و بگذار نماز فجر در اول وقت عصر یعنی از زمان و مکان و وقت و ساعت پیشتر شو تا همه اوقات یکے گردد غرض بگذار نماز فجر را زیرا که در کشف و جلای عالم حقیقت باش و سررشته بگیر که در عالم خلق و مجاز که نزدیک غروب و فنا است که عالم شریعت است اما در عین کشف حقیقت است که حقیقت در حقیقت است مقام جمع الجمع است و کثرت وهمی مجازی است ازین سبب که تا حقیقت به حقیقت خویش ظاهر گردد ازینجا معلوم میشود اعتقاد آرد که کثرت وهمی مجازی است حقیقت بتمامه ظاهر نمیکند ازین وهم ما فوق میکند تا بحق و حقیقت بیند ظنون و حسبانات را در دهن نهنگ دریا اندازد بعالم وراء الوراء فهم میرسد۔ قوله "این نیز بیان آن جمله است که بیان کرده ایم" که وجود یکے بیش نیست و آن واجب الوجود است ممکن الوجود وهمی و مجازی است ۔غرض این عبارت آن است که

ـــــــــــــــــــــــــــــ

[1] بعد از "از همه اشیا" غالباً لفظے یا عبارتے ترک شده است لیکن در کتب منقول عنها عبارت همچنین است۔

موجود بحقیقت واجب الوجود ذات وغیر او همه فانی که کُلُّ شَیْءٍ هَالِکٌ إِلَّا وَجْهَهُ
وجاے دیگر است کل شئ هالک الا ملکه چون ملک او باقی باشد لاجرم ذات
او به طریق اولی فنا نه پذیرد پس ذات او را کجا منحصر میشود صفت عدم بروے هرگز
نشود الغرض اگر عمر ابدی باشد بنهایت رسیدنی نیست که الرجوع الی البدایة
این است یعنی بدایت آن است که کل شئ یرجع الی اصله وراوالورا همین معنی
حضرت بندگی مخدوم قدس الله سره فرموده اند۔ و شیخ محی الدین رض بن اعرابی
در کتاب خود نوشته است که وراے این صور واشکال حتی العرش المجید وجودے
نیست همین صورت را تبدیل و تغیر شده بر صوفی تجلی می آید و میرود به این اعتقاد
او حضرت بندگی مخدوم قدس الله سره بسیار جا فرموده اند که صور و اشکال فیض
اوست نه اوست در خزانهٔ او چه کم آید دوئی باقی است ازین جهت در نظم حضرت
قطبی قدس الله سره گفته اند من واصل و سرگردانم۔ و دیگر النهایت الرجوع
الی البدایت آن است که صوفی را بدایت ریاضات و مجاهدات بود چون واصل
شد نهایت همان است که همبران رجوع کند که برین منحصر نمیشود اما این معنی ازین
محل موافق باشد که بدایت تا عدم بود یعنی ازین محل موافق باشد که بدایت ما
عدم بود یعنی فنا بود بعده در وجود باز نهایت ما چیست فنا بدیدیم که فنا فی الله مقصود
صوفیه دران فانی شویم که اول هم فنا بود باز نهایت را هم فنا میشود این وجود
در فنا فی الله فانی داو باقی وراء الورا که گفته اند همین قیاس تصور بکن والله
علیه حکیم و لهذا بعضے محققان گفته اند که موجود حقیقی یکے است وان عین
وجود حق و هستی مطلق است اما او را مراتب بسیار است که حقایق همیشه
در باطن وجود پنهان باشد و آثار ایشان در ظاهر وجود پیدا زیرا که زوال
صور علمیه از باطن وجود محال است والا شرک لازم آید الله تعالی علواً کبیراً



اگرچه غیر موصوف است به اعتبار وجود اما عین اوست و تغایر به حسب مفهوم طلبان
و شیخ محی الدین ابن اعرابی رض ازین مفهوم آنچه مقید گفته است و اہل حقایق میفرمایند که
مطلق بے مقید نباشد و مقید بے مطلق صورت نه بندد و اما مقید محتاج است
به مطلق و مطلق مستغنی از مقید پس استلزام از طرفین است و احتیاج از یک طرف
و استغنای مطلق از مقید به اعتبار ذات است و الا ظہور اسمای الوہیت و تحقیق
نسبت ربوبیت بمقید از محالات است لابد که ہم محب حق است و ہم محبوب او و ہم
طالب حق است و ہم مطلوب او چنانچه استاد میفرمایند رباعی

قرب تو به اسباب و علل نتوان یافت | جز بسابقهٔ فضل ازل نتوان یافت
بر ہر که بود توان گرفتن بدلے | تو بیبدلی ترا بدل نتوان یافت

رباعی

اے ذات رفیع تو نه جوہر نه عرض | فضل و کرمت نیست معلل بغرض
ہر کس که نباشد تو عوض باشی ازو | آنرا که نباشی تو کسی نیست عوض

لیکن ہرچه وجود عارض است بر آن اطلاق نیست اعیان ہمه عارض مینماید
و انتہای وجود خنما ازین حیثیت از جمیع موجودات مستغنی است کما قال الله
تعالی اِنَّ اللّٰهَ لَغَنِیٌّ عَنِ الْعٰلَمِیْنَ و حق تعالی غنی از عالم است و عشق ہم پاک
ازو آمده است ہمین مثال که آلودگی نیاز بامردم است که قرار نیست دوی مقرر
است و قتیکه تجلی مینماید آن وقت وجود خود نیست میشود جمله صنع وجود او باقی
مینماید اما اعتقاد میدارد که در ضمن مقیدات محتاج بخود ام بدین حق سبحانه
غنای مطلق است او را قید درست نیست و از ینجا معلوم میشود که احاطت
حق سبحانه بجمیع موجودات چون احاطت ملزوم است بلوازم نه ہمچو احاطت
کل است به جزو تعالی عما یلیق بجناب قدسه اما از محققان ثبت است که



حق تعالی نہ جزنہ کل نہ ظرف نہ مظروف الآن کما کان لا یتغیر بصفاتہ چنانچہ
گویند نور آفتاب ہرچند کہ بر پاک و پلید تابد ہیچ تغیر نوریت او نشود نہ از مشک بوئے
بر گیرد نہ از گل رنگ و کسیکہ اورا مطلق مقید مجمل مفصل جز کل گفتہ است این ہمہ
گفتار مواجیب مغالیط اوست چنانکہ حضرت بندگی مخدوم قدس اللہ سرہ میفرمایند بیت

تا ظن نبری کہ ہست این رشتہ دو تو — یک تو است از اصل و فرع بنگر تو نکو

یعنی کسیکہ قایل شدہ دوئی دانستہ اندا اینجا جز یکے بیش نیست یک تو است کہ دو ہزار یا یک تو است یعنی یکے است کہ دو ہزار
در ہزار می نماید کہ در غلط می افتی بر مجاز اعتقاد مکن وراء الوراء نظر بکن چنانچہ درین بیت اشارت
نیکو فرمودہ

بیت

آن یار ہمانست چہ شد جامہ بدل کرد — او جامہ بدل کرد دگر بار برآمد

غرض معشوق یکے است اگرکسوتے دیگر کرد چہ شد اینجا در دنیا حادث و در آخرت
مثال گفتند میگویند کہ این ہمہ وجودات کائنات در موجہاے دریاے محیط اند و
تقلبات و تحولات عالم بسیط اند این تکثر و تعدد بہ نسبت ما است نہ بہ نسبت دریاے
محیط او ہمچنان است کہ بود اما او ناز و کرشمہ بمجاز دارد کہ عاشق از خود برود چنانچہ
حضرت بندگی مخدوم قدس اللہ سرہ فرمودہ اند

رباعی

دل در رہ عشق تو نپوید چکند — جان دولت وصل تو نجوید چہ کند
ہر گاہ کہ بر آئینہ تابد خورشید — آئینہ انا الشمس نگوید چہ کند

یعنی دل عاشق در طلب وصال او نہ دود چہ کند از انکہ جذبہ محبت معشوق اورا
بے اختیار میکند و گفتہ اند کہ روح انسانی را با عالم حق و حقیقت حقیقتے است تام
در جامعیت چنانچہ ذات او جامع جمال و جلال است ہمچنین روح انسانی خروج
من بین جمالہ و جلالہ بارہ حب الوطن من الایمان گفتہ اند و حاصل بیت
دوم چون آفتاب بر آئینہ تابد یعنی آئینہ را جز این چارہ نباشد کہ بگوید من آفتابم



برحکم لون الماء لون الاناء یعنی رنگ آب و رنگ قدح یکے مینماید چنانچه مردمان گویند که فلان شیخ عین جذبه حق شده است برحکم من رآنی فقد رای الحق و عین عشق گشته در عشق عاشق و معشوق یکے است ازانکه او اصل است و مصدر موجودات است اشتقاق معشوق ازو است کقوله تعالی انک لَاتَهْدِیْ مَنْ اَحْبَبْتَ وَلٰکِنَّ اللّٰهَ یَهْدِیْ مَنْ یَّشَآءُ یعنی اے محمد تو راه راست نمودن نتوانی کسے را که دوست داری ولیکن خدائے تعالی راه راست نماید کسے را که خواهد - دیگر بشنو خواجه یحیی معاذ بر خواجه ابویزید رحمة الله علیه نبشت که اینجا کسے جرعهٔ از شراب محبت نوشیده میان ما مست گشت خبر ازین عالم ندارد ابویزید جوابش نبشت این کار کانرا رسوا مکن اینجا کسے هست که هر دم خمهاے شراب میغلطاند هیچ مست نمیشود مردان هزار دریا پر نوشیده اند و تشنه رفته اند تو مست از چه گشتی چرا از سکر بصحو نمی آئی تا بے نهایت می بینی چنانچه عارفے فرموده است

بیت

قدح بردست من دادی و گفتی هوشدار اے مسلمانان دران معرض چه جاے هوش بود

یعنی قدح شراب بمعنی محبت وصال بردست عاشق مشتاق دادی و جرعهٔ ازان درکام این عاشق مهجور چکانیدی یعنی لذت وصال نمودی و گفتی باهوش و عقل باش یعنی از سکر بصحو تصور بکن برین محبت وصال منحصر مکن پس عاشق میگوید اے مسلمانان منصف باشید که دران حالت کسے را هوش بود که من باهوش باشم مردم چون تواند که قدحے شراب خورد مست در وصال شده باز بهوش باشد اما از توفیق خواجگان چشت از سکر بصحو می آید و رای الورا خیال کند از اعتقاد مقید باز ماند به وَاللّٰهُ مِنْ وَّرَآئِهِمْ مُّحِیْطٌ اعتقاد داشته باشد که از اولیاء الله ما تقدم این نوع واضح شده است چنانچه میفرمایند که کلیت

و جزئیت همه صفات اوست اما از اوج کلیت اطلاق تنزل فرموده و تقیید نموده تا تو از جزء به کل راه بری و از تقیید به اطلاق روی آری نه که جزء را از کل ممتاز دانی و به مقید از مطلق باز مانی چنانچه میفرمایند رباعی

رفتم به تماشاے گل آن شمع طراز | چون دید میان گلشنم گفت بناز
من اصلم و گلهاے چمن فرع من اند | از اصل چرا به فرع میمانی باز

رباعی

از لطف قد و صباحت خد چه کنی | و ز سلسلهٔ زلف مجعد چه کنی
از هر طرف جمال مطلق تابان | اے بیخبر از حسن مقید چه کنی

بناءً علیه به وراء الورا تصور کرده باشی و انا الحق هو الحق دیده باشی چنانچه مولانا جامی فرموده اند رباعی

گر در دل تو گل گذرد گل باشی | ور بلبل بیقرار بلبل باشی
تو جزوی و حق کل است روزے چند | اندیشه کل کنی کل باشی

اکنون این فصل را بر نظم سلطان العاشقین شیخ نظام الدین بداونی تمام میکن و زبان خود را از افشاے اسرار ربوبیت که بکفر و شهر میکشد کرد آر چنانچه خواجه میفرمایند

بیت

نظامی این چه اسرار است کز خاطر برون دادی | کسے سرش نمیداند زبان درکش زبان درکش

اگر طلبے صادقے مریدے واصلے می آید اسرار بر وگفتن بهتر است و گرنه کسے سر اسرار نمیداند بر و اظهار کردن کلی منع است ازین سبب حضرت بندگی مخدوم قدس الله سره به چند محلها فرموده اند که درین کار آئی دانی فافهم واغتنم ولهذا عذر این ضعیف افتاد که آنچه کلام بزرگان کثیر مشکل بود آنرا ابرا کردن از کتبهاے تصوف فی محله کشیده زیاده و نقصان کرده فهم خود رسانیده تحریر کردم و من عنه نفه سوالات و



جوابات نه نوشتم چنانچه الانسان سری وانا سره است یعنی انسان سر من است و سر من صفت من است و صفت من از من جدا نیست۔

فصل ششم

در بیان شطحیات اولیاء اللہ که حال دارد و میشود بوقت سکر کلام فرمایند۔ یاران ای عزیز هرگاه که مقربان درگاه آله شراب محبت وَسَقٰهُمْ رَبُّهُمْ شَرَابًا طَهُوْرًا می نوشند از خود محو شوند یعنی در محبت مولی چنان غرق اند که خود را خدا می بینند و اتصال بدین محبت چنان است که ازان کار باز نمی آیند و امتیاز نمی توانند چونکه آثار جذبات لطف او در چشم ایشان ظهور شده است و لذات مشاهده در جانش آویخته است که خاطر از مزاحمت اغیار بر داشته اند چنان مست شده اند که بجز حق تعالی آگاهی و شعورش نمی ماند و زبان جانش بدین ترانه و ترنم آغاز دکه در مقام سکر اند رباعی

اے بلبل جان مست زیاد تو مرا
واے مایۂ غم پست زیاد تو مرا

لذات جهان را همه دریاے فگند
ذوقے که دهد دست زیاد تو مرا

واین لذت جے ویکاره کسے داند که از حرص وهوا و شغلۂ دنیا بیرون آید هو تعا قبل ان تموتوا گرود چنانچه در کفرو اسلام خبر ندارد چنانچه گفته اند بیت

در بتکده مستانه دیدم بپریشانی
نه بوسے لے کفر و نه پیدا نے دین مسلمانی

در فصل نهم بیان اسلام مجازی و کفر حقیقی خواهد آمد اینجا ثبت نکردم تا تکرار نیفتد بشنو که در خبر است که رسول اللہ صلی اللہ علیه وآله وسلم را در شب معراج مع جمیع صفات الوهیت تجلی شد چنانچه هیچ پیغمبرے را آن چنان نبوده است ونصیب این سعادت اخص است است محمد صلی اللہ علیه وآله وسلم را نیز باشد

چنانچه محققی میفرماید تخم تجلی در طینت آدم علیه السلام کاشتند و در ولایت موسی علیه السلام سبزه ارنی بر آمد و در سنبولا محمد علیه الصلوة والسلام الم تر الی ربک کیف مد الظل به کمال رسید خوشه چینان خرمن محمدی تا ابدالاباد ثمر متنول خواهند کرد و در کمال دین محمدی در کمالیت است الا لله الدین الخالص وشرف نصوص فسوف یاتی الله بقوم یحبهم ویحبونه قبائے بود که بر قد این امت دوختند گفتند خیر امة اگرچه قوم موسی علیه السلام را من وسلوی دادند و قوم عیسی علیه السلام را از آسمان مایده فرستادند ذرهم یاکلوا ویتمتعوا اما درونشان زنده پوشان خانه فرزندشان را تجرع آن شراب شو وسقهم ربهم شرابا طهورا از جام جمال در کام وجود ایشان سیریزد و از تصرف آن شراب ازید به ازید تجلی مینماید این دو وجه یعنی محبت وسکر وصحو بر حق است محمد صلی الله علیه واله وسلم است چنانچه عارفی میفرماید

بیت

در جهان شاهدے وما فارغ — در قدح جرعه وما هشیار

ازین عبارت که گفته شد کسے پند نگیرد مگر خداوندانے که از سکر به صحو آمده اند آنانکه بر اسرار وراء الورا واقف اند و در عین حالت محو بالذات سکر اند مرتضی سرور اولیاء رہ نمائے حکماء وعلماء چنین فرمایند

شعر

دواءک فیک ولا تشعر — وداءک منک ولا تشعر

آرے من عرف الله کل لسانه فافهم ـ بیان شطحیات اولیاء الله ـ

بدان اے عزیز که بعضے ازین اشارت میکنند چنانچه منصور حلاج انا الحق وخواجه بایزید بسطامی سبحانی ما اعظم شانی گفته اند وخواجه جنید لیس فی جبتی سوی الله فرمود ازین اشارت رمزے شاید ازان باشد که چنانچه شیشه سفیدے صافے در طاق نهی ورای آن طاق چراغ افروخته داری شیشه بتمام در طاق چراغ



نماید بیننده گوید که من درین طاق چراغ افروخته دیدم چنانکه در هرچه نگه کنم توئی پندارم عارف میفرماید

رباعی

از صفوت می و لطافت جام | درهم آمیخت رنگ جام مدام
همه جام است نیست گوئی مے | یا مدام است نیست گوئی جام

دیگر حق تعالی فرموده است وَهُوَ اللّٰهُ فِی السَّمٰوٰاتِ وَفِی الْاَرْضِ اما بیننده باید که او را در سموات وارض تصور کند پس هر معنی که در آئینه است همان معنی کلام شطحیات اولیاء الله تصور کن الغرض یعنی الله تعالی متصرف و مقوم در سموات وارض است اما سماوات قایم بدو است چنانچه قال رسول الله صلی الله علیه واله وسلم رایت ربی فی احسن صورة پس احسن صورت را او افرید و مقوم الله تعالی است لیکن این گفته است که من او را به احسن صورت دیدم اما معنی شاید این وجه باشد که احسن صورت بمثال آئینه که عکس جمال قدرت او و عکس وجهه تعالی او در آئینه دیدم تو صورت خویش را در آئینه می بینی نه این است که صورت تو در آئینه مینماید همچنین رسول علیه السلام میفرمایند که من احسن صورت دیدم در و عکس قدرت او و عکس وجه او مطالعه کردم مرا بدین اطلاعے شد بدین طریق متشابهه نماید چنانچه جبرئیل علیه السلام بصورت وحیه کلبی رض بر رسول علیه السلام آمدے نه این بود که جبرئیل صورت وحیه داشت تا از صورت خود گشتے ولیکن چنین نمود اما این قدر باید دانست بر هر که تجلی حق ذوالجلال میشود او تعالی و تقدس کما هو هو است ازین معنی حضرت مخدوم بسیار جا گفته اند انه وراء کل وراء ولیکن صفات خود را متمثل و تشکل سازد او تعالی بذاته لا یتغیر ولا فی صفاته منزه عن الاکوان آرے معنی اگر تو صورت باطنی ظهور می بینی انکار نکنی عیناً و غیراً همه صفات اوست می آید و می نماید و میرود این بوالعجبیهاے آلهیت است اما اینجا مقام

بسیار است و جمعے از قوم منهم شیخ محی الدین رح ابن اعرابی که ورائے این صور و اشکال
حتی العرش المجید وجودے نیست همین اعیان را تبدیل و تحویل تغیر شده می آید
برین صورت منحصر تجلی است به این معنی بندگی مخدوم قدس الله سره در کتبهاے خود
میفرمایند که این صور و اشکال فیض اوست نه اوست در خزانه اوچه کم آید دوئی باقی
است پیشتر کثیر بیان نوشته ام بران واضح خواهد شد و لهذا میگویند که باهمه
مع کل شئ لا بمقارنة وغیر کل شئ لا بمزایلة بیان برین خواجه بایزید گفت
سبحانی ما اعظم شانی نه آنکه خارجے درو داخل شده است انچه باو بود لا بمقارنة
و لا بمزایلة هم بدان زبان او در آمد باقی شطحیات که ازین قوم زائیده است همبرین
مثل است و اصل معنی لغت شطحیات آنست یعنی جنبیدن از مقام خود خبر بعید
در اصطلاح ایشان و جنبیدن کسے را که لایق مقام قرب او باشد غرض وقتیکه تجلی
برین صوفی میشود خود را نفی داند از ان سکر هرچه او میفرماید این میگوید بعد صحو
این کلام را حجت نمیدارند و حضرت بندگی مخدوم قدس الله سره در کتاب اسمار الاسرار
سمر خود این عبارت فرموده اند که خواجه بایزید رح سبحانی ما اعظم شانی گفت خود را
بمثال ذره در شعاع آفتاب گم گشته یافت به نیابت او تعالی بزبان خود سخن
راند گفت سبحانی ما اعظم شانی سبحانی دلیل کرد با وجود بایزید اشارتے به وجود کرد دو
بر بود او نشانے داد و اگر طیفور بر نور حضور بران صفت بر آمده باشد جز سبحان الله
نگوید۔ قدوسیات جمله را هم برین قیاس برد کلمات شطحیات دیگر همبرین وزن
نه تمام سمر نه نوشتم انچه بیان تعلق شطحیات باشد نوشته شد زیراکه اشارت
در عبارت کتاب سمر است که جز نسبت خود نه جنبیدن است شطحیات را هم قدسیات
توان از انکه حکایت من الله است پس معلوم میشود که از معین تجلیات روح که
خلیفه حق است داز نیابت او سخن میگوید و از معدن کشوفات افعال که طرفین



را اثبات میکنند این معنی موافق این محل به نظر ایشان حکایت یاد آمد که روزے
خواجه بایزید بسطامی را صفت خود تجلی شد یعنی بایزید خود گفت سبحانی ما اعظم شانی بار دوم تجلی یافت
گفت توبة الناس من الذنوب وتوبتی من قول لا اله الا الله بار سیوم تجلی یافت گفت انی
انا الله لا اله الا انا فاعبدنی چون بایزید رح از مقام سکر به صحو آمد مریدان با وے این حکایت
کردند بایزید رح بدست هر یکے کاردے داد و گفت هرگاه که من ازین نوع سخنها بگویم شما وجود
مارا پاره پاره بکنید چون بایزید رح دیگر بار تجلی یافت همان سخنها گفتن گرفت مریدان بر حکم
اشارت بر وجود بایزید رح کاردها زدند او بزرگ میشد چنانچه از بایزید رح تمام خانه پر گشت ساعتے
گذشت وآن صورت بایزید نبود شد مریدان دیدند که بایزید از در درآمد مریدان احوال با وے
گفتند بایزید گفت این منم که شما می بینید وآن دید روبیت حق بود که بر شما تجلی کرد و شما فهم نکردید

رباعی

سرا پرده عزلت ورا کون مکان است — مقام وصلت مردان برون هر دو جهان است
دران مقام که مردان به شوق می سپرند — محل روح الامین پرده دار دربان است

اے عزیز کلام شطحیات محققان هم برین جمله قیاس کن زیرا که کلام مذکور را از اسرار تجلیات
است که سالکان بر یک حال موقوف نباشند و هر ساعتے از عالم غیب حالتے دیگر وارد میشود
دران سکر کلام سفر باشد زیرا که راه عالم تا بساحل دریاے عشق بیش نیست واین اسرار کمتر
کسے فهم دارند مگر کسے را که خداے تعالی بعنایت خویش ذره از ذرات جذبات حق جلوه کند
و او را از عالم خلقیت به عالم حقیقت رساند که ان جذبة من جذبات الحق توازی
عمل الثقلین او فهم میکند والله علیم حکیم . بدانکه اے عزیز اصل عالم روح محمدی ص حقیقت
محمدیت است اما ظهور او را اعتبارات است که هر ساعت اعتبارے اسمے ونامے دگر دارد
این را اهل تصوف روح اضافی گویند روح اعظم گویند روح الروح وابو الارواح وقابلیت
اولی واصل الاسعد او وام القابلیت وقطب الوجود نامند وچون عنایت ربانی دست گیر
بر سالک حقیقت محمدیت موصوف شود هر چه او گفت این سالک گوید بعده کلمات متشابه

میفرماید بناءً علیه حضرت بندگی مخدوم قدس الله سره فرموده اند که خدای را تو می شائی اشاره
آن تجلی است ـ

بیت

محمد آن جوانمرد است که در پیری نظر بازد تعالی الله ابوالفتح خدائی را تو میشائی

زیرا که حضرت بندگی مخدوم قدس الله سره از شبابی تا پیری نظربازی باطنی از غیب میداند
ساعت فساعت تجلی نصیب دارند و ابوالفتح لقب ایشان است ـ خدائی را تو می شائی
ای فرمود که حق تعالی را سزاواری دا مر حق تعالی چنانچه باید و شاید بجز واصلان حق دیگر کیست
که سزاوار باشد ـ دیگر معنی یعنی خدائی بزرگ است ابوالفتح که در فناے خداے فتوح است
صاحب فتح و فتوح است و ابواب فضل و کرم خداے بر و فتوح است افتتاح کلام فنا
میکند و خود را در مقام بقاے آن فنا می افگند که بر حکم کما فنی لقی فنی فناء اتی فناء همان مطلق
باقی بقا نما حق در درجات مقامات فنا رونده است او را از فنا به بقا و از بقا به فنا تلونیات
است که از مقامے به مقامے از حالے به حالے میگردد تا آنکه تدریج بهیچ باقی حق فانی مطلق میگردد
یعنی چون فانی به محض حقیقت می شاید باقی به خدائیکه عبارت از اتحاد و صفات فائده بر حقیقت
عبدیت بقامی یابد و در اینجا از دیاد اتحاد در خدائی بخدائی یافته است خدائی هم اینجا است
که آن فنائی هم در حق گفت به بسان بقائی ابوالفتح خدائی را تو میشائی ـ دیگر وجه از بزرگان
فرموده اند که اگر چه سبب بود آن بدائی در ربود هویدائی هویدا اعنی هویدائی هویدا نمود نقش
خود را در طلب خدائی در طلب باز بخدائی هم بر آشفته و از براے نام معنی استفهام خود را خود
خود آئی را تو می شائی گفت خود را آنکه نادانی تو در قابلیت آنی که بخدا شوی فانی و آنچه توی ان خدائی
تو نمائی هم بلسان شان مو تو اقبل ان تموتو اشیخے بدانی اعنی در صفت بر آمدے که به زبان
عیان من هم بحق فرمائی ابوالفتح خدائی را تو می شائی ـ وجه دیگر آنکه اثرے از آن شهود
خدائی وجود بقائی بر بود فنائی نابود خود بنمائی یعنی لمعات نورے فیض متعالی تو آنرا انشائی
چون برق و سحاب سمائی بحق فرمائی ابوالفتح خدائی را تو می شائی ـ چند و چند به نظر ایشان

واضح شد در بیان آوردم و کلمہ انا الحق و بعضے ازین جنس کلام اولیاء اللہ و غیر ذلک اگر بدین اعتبار تجلی حمل کنند ہیچ ترا اشکال نماند واللہ اعلم بالصواب والیہ مرجع والمآب ـ

فصل ہفتم

در بیان نوم و بیان تمثیل وصال و فراق میگویند کہ بر صوفی ہمہ شب خسپیدن حرام است چنانچہ فرمودہ اند

شعر

عجبا للمحب کیف ینام　　کل نوم علی المحب حرام

یعنی عجب می آید از دوستی محبوب کہ چون بخسپد و ہمہ انواع خواب بر عاشق حرام است ـ بشنو حضرت بندگی مخدوم قدس اللہ سرہ در چند تجلیات نوم را پنج قسم آوردہ اند و نیکو بیان کردہ اند و درین رسالہ آن بیان طویل را در مختصر بیان آوردہ واضح کردم ـ اول النوم للہ النوم فی اللہ النوم باللہ النوم مع اللہ النوم علی اللہ بعضے بر محب درست نیست و بعضے جایز بسبب کل نوم علی الاطلاق درست نیست چنانچہ مروی است کہ رسالت پناہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم ہیچ شبے تمام نخفتہ اند و تمام شب بیدار ہم نبودہ اند کہ خسپیدہ اند و برخاستہ اند وضو کردہ مشغول شدہ اند باز اگر خواب زور آورے بخسپیدے باز برخاستے ہمچنین در تمام شب نہ حجرہ طواف بود و باز غسل کردہ مشغول بحق میشدے پس ازین معنی فہم کردہ اند کہ درین کار فرقتے ہم و وصالے ہم است چنانچہ فرمودہ اند

بیت

مبارک فرقتے باشد کہ بعد از وے وصالے ہست　　چہ با لذت وصالے ہست کہ بعد از ماہ و سالے ہست

این ہم مثال ہم کلی است جائیکہ بعد است اتصالے ہست پس فرقت را مبارک میگویند کہ بعد از وے وصال میشود فاما در وصال لذت گیرد دارندہ کہ آن لذت بعد از ماہ و سال لذت میگردد آن لذت است چنانچہ حضرت رسالت پناہ علیہ الصلوۃ والسلام اند کہ خسپیدہ اند کہ بیخبر بمشغول میشد پس این نوع فرقت عاشق را مبارک باشد پس ہمین سبب عشق را

مسافرانه میگویند که از عالم قدس بجهت تفرج در عالم صورت برآمد و نشان فراق و وصال
در طلب حق نهاد و روح و سر و خفی در عالم جبروت است آوازه شنیدند که پرتو از عالم لاهوت
می آید یعنی از قدس عشق بطریق مسافرانه در عالم صورت رفته بعد روح و سر و خفی در طلب او
درین عالم صور و اشکال آمدند که او را دریابند و در طلب سعی بلیغ نمودند بعده روح به عشق
پیوست لیکن معلوم نیست که درمیان ایشان چه معاشقه است عاشق کیست و معشوق
کیست پس علت ظهور در عالم عشق درآمد بر حکم فاحببت ان اعرف فخلقت الخلق
پس معلوم میشود که درین نفس و روح فراق و وصال است نفس از کثرت اخلاص روح
میشود اتصال است وگاه نفس از کثرت بر روح کثافت میرسد فراق میشود اما چه کند
در نفس خطره مزاحمت دهد پس باید که اول حظ نفس را به تزکیه و تصفیه لطیف کند و دوم
قوت روح که عین به عین گشته و قاعده علم که انفُس جمع نفس است دوم در ظاهر و آن چشم
است فاما نفس تابع چشم میگردد و چشم می بیند به نفس میرساند آنانکه جاسوس نفس چشم را
گفته اند هر چه کیفیت عالم ظاهری می بیند به نفس میرساند و نفس هوای خود میطلبد پس
تمام نعیم بهشت منحصر برین دو چیز است هر کسے را دولت و نعمت حق تعالی میدهد او
می شناسد و بر فقر راضی باشد چنانچه گویند۔

بیت

دولت آنرا مدان که دادندت   پیش از ابنای جنس استظهار

یعنی دولت و نعمت آنرا ندانی که ترا داده اند استظهار و قوت پیشتر از ابنای جنس تو
و یاران و دوستان تو یکذات اند که ترا از هستی وجود تو پاک کرده بستانند و به صفت خود
موصوف کنند آنرا دولت و نعمت بدان چنانچه در قرآن حمید فرموده اند وَاصْبِرْ نَفْسَكَ
مَعَ الَّذِيْنَ يَدْعُوْنَ رَبَّهُمْ بِالْغَدٰوةِ وَالْعَشِيِّ يُرِيْدُوْنَ وَجْهَهٗ یعنی
صابر و شکیبائی کن اے محمد ﷺ دل خود را باکسانیکه خدای را پیوسته در روز و شب
میخوانند و ذات او را بغیر ملاحظهٔ نعوت و صفات میخواهند۔ میگویند که بیان فقر دو



قرآن وحدیث آمدہ است مراد فقیر صابر و فقر اختیاری است نہ فقر اضطراری
چنانچہ فرمودہ الفقر فخری ہم ازین خبر میدہد ازانکہ فقر حضرت رسالت پناہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
اختیاری بود نہ اضطراری این فقر فخر باشد نہ غیر او مگر این فقر مقلوب از فقر است
میگویند کہ دل ہر کسی خالی از ماسوی اللہ است و بہ محبت اللہ پر باشد این چنین فقر
مراد باشد یعنی نباشد فضل و شرف چنانچہ مجذوب مجرد کہ دلش خالی از ماسوی اللہ است
کہ مجذوب را محنت والم در دل چنان است کہ از اظہار شیخوخیت رفتہ است بشنو کہ
خیر البشر رسول اللہ صلی اللہ علیہ آلہ وسلم بر بوریا قیلولہ کردہ بودند از قیلولہ برخاست
امیر المومنین عمر رضی اللہ عنہ دید کہ نقش بوریا بر پشت مبارک شدہ بود عمر رضی اللہ عنہ
گریان گشت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرمود ما یبکیک یا عمرؓ گفت قیصر روم
وبادشاہان چین ماچین کہ دشمنان خداے اند ایشان غرق در زرینہ وزرینہ اند و بر تختہاے مرصع
مکلل ہاے آبگینہ اند تو کہ دوست خدا میباشی ترا این حال این دوستی در فہم من نیست فرمود
راضی نشوی اے عمرؓ کہ دنیاے فانی ایشان را داد و بہ آخرت باقی ما را داشت عمرؓ رضی اللہ عنہ
گفت قد رضیت لک یا رسول اللہ پس کسیکہ از محنت اللہ راضی باشد آنرا فقر
فخری گویند بجز درد دل راضی نمیتواند شد چنانچہ ؎ دل داند و من دانم و من دانم و دل
یعنی آن دردے کہ از فراق محبوب و آن لذتے کہ در وصال مرا حاصل میشود بیانی نیست
پس ہمین خاقانی شاعر عجب در رنگو داشتہ بود کہ درین بیت اظہار تمثیل کرد بیت

قصہا مینوشت خاقانی قلم اینجا رسید سر بشکست

یعنی خاقانی عاشقے کامل است قصہ عشق و محبت محبوب مینوشت چون قلمش
در باب وصل و فصل مینویسید تا از فصل رسید سر شکست و سینہ بشگافت و
سیاہ گشت لاغر و ضعیف شد مر بیت الاحزان نہادہ چنانچہ یعقوب علیہ السلام
را در فراق یوسف علیہ السلام متحیر گشت۔ غرض آنست کہ سر خود را قلم کردہ و شکلش

راشگافیده دیدن گرفت که قلم اینجا رسید سر بشکست سبحان الله عجب فراق
که او داشته بود و عجب نفس او بود که این چنین شگافیده زده بود بجز در دو زبان
نمیشود و این درد ظاهراً ایشان شناسند پس جز درد چه دانند چنانچه حضرت شیخ نظام الدین رح
اولیا فرموده اند بر هر کس که خوش شدند همین دعا میطلبیدند الهی این را در دروزی گردان
تا به فقر فخری راضی باشد و چون و چرا در لسان نمی آرد چنانچه عارفی فرماید بیت

از پی صاحب نظران است کار   بیخبران را چه غم روزگار

یعنی این همه کار خدای تعالی از برای اصحاب معرفت و فکر او تعالی هر که بیخبر است
او از کارهای عشق و محبت چه داند در خوردن و آشامیدن گرفتار است از کار خلاص
نمیشود که خوشی نفس میکند و چون و چرا در زبان می آرد که فکری و صبوری نفس از کار خدای
تعالی نمی کارد و بگوش و هوش نمیرسد - به این محل حکایت یاد آمد که شیخ الاسلام شیخ
نظام الدین رح اولیا قدس الله سره می آرند که خویش از ارادات به خدمت حضرت
شیخ فریدالدین قدس الله سره احرام بسته بودند که ارادت و خلافت عطا شود در مسجدی
فرود آمدند و در تفکر مسئله شرعی شدند مجذوب مجرد صاحب کشف در آنجا غلطیده بود
گفت مولانا العلم حجاب العظیم در باطن شیخ نظام الدین رح قدس الله سره بگذشت م عظیم
که علم حجاب توان بود اما معظیم چه باشد آن مجذوب مجرد سخن ایشان کشف کرده فی الحال گفت چون
آنجا برسی خواهی دانست تا آنکه خدمت شیخ رح رفتند حضرت شیخ رح فرمودند مولانا نظام رح آن مجذوب
چه گفت به حضور خواجه تقریر آن مجذوب کردند حضرت شیخ فرمودند یکی علم حجاب عظیم ظلمانی
دوم حجاب نورانی از حجاب عظیم قال و قیل خوشی نفس که خود این چنین قابل شدم ازین توبه و
مستغفر شود فاما از حجاب نورانی عبور کردن و نفس را صرف کردن و از سر آن خواستن
هر کسی نتواند چنانچه خواجه کرک مهفرماید   رباعی

اندر طلب دوست چو مردانه شدم   اول قدم از وجود بیگانه شدم



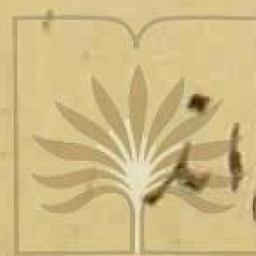
او علم نمی شنید لب بر بستم   او عقل نمی خرید دیوانه شدم

میگویند که شرع محمدی صلی الله علیه وآله وسلم از موے باریک تر واز تیغ تیز تر است وکسے ازین
اسرار وانوار شرایع محمدی علیه السلام نداری چه کسے از جمال علوم محجوب بود واز صفای او
محروم باشد او را به معرفت حقیقت راه نبود چنانچه همه اصفان جهان به عبارت صافی
خواهند که نابینا را صفت خورشید معلوم کنند جز اعتقادے تقلید نصیب او نبود میگویند
که متابعان محمدی صلی الله علیه وآله وسلم بعضے اهل کشف وبعضے اهل استدلال واهل تقلید
به واسطه حس سمع اند دلیل وتاویل ندارند ولیکن اهل اسلام اند. کقوله تعالی قَالُوْا اٰمَنَّا
بِاَفْوَاهِهِمْ وَلَمْ تُؤْمِنْ قُلُوْبُهُمْ. وعنه علیه السلام الاسلام علانیة والایمان
سر واهل استدلال به واسطه نور عقل دلایل وبرهان یقین دارند خداے را شناختند ودر کل
اشیا موجود ومحیط دیدند ذوق اشیا به مشاهده حق است واین طایفه مومن که بر مسلمانان فضل
دارند کما قال علیه السلام قلب المومن خیر من قلب الف مسلم. ودر کتاب شمایل
الاتقیا میگویند که اسلام را سصد وشصت باب وایمان را هفتاد وسه درجه است
یکدرجه ایمان زیاده از سصد وشصت باب اسلام است واهل کشف از جمله حجاب
گذشته به لقاے حق مشرف شدند. بدان اے عزیز مراد از اتباع رسول الله صلی الله علیه
وآله وسلم مطلق است نه مجرد اتباع الشریعت واتباع الحقیقت واین اتباع محمدی در
هر منزلے ومقامے مومنان به اصطلاح خویش روند فاما کسے به ظاهر روند وکسے به باطن
وکسے به محبت وکسے به استماع اصوات هاتف روند وقومے بلوامع ولوایح وطوالع
روند وکسے به مکاشفات ومشاهدات ومخاطبات ومخاطرات ومنادلات ومراسلات
ومواصلات روند الطریق الی الله بعدد انفاس الخلایق.

بیت

گر در ره عاشقی قدم راست نهی   معشوق به اول قدمت پیش آید

کقوله تعالی وَابْتَغُوْا اِلَیْهِ الْوَسِیْلَةَ وجمله مومنان به واسطه اتباع محمدی اند



درحضرت قربتے ومنزلتے یافتہ اند پس متابعت ایشان بے نہایت است بیت

این وصف بے نہایت گر حسن یار گفتند حرفے است از ہزاران کاندر عبارت آمد

داین اتباع درہر محلے طورے دیگر وطریقے دیگر ونامے دیگر دارد واسرار وانوار اتباع محمد علیہ السلام محققان معائنہ ومشاہدہ کردہ اند کہ یک حدیث صد ہزار ورق یکی سواری صد ہزار فرس تلوین الانوار عبارة عن تلوین الاحوال چنانچہ اتباع محمد علیہ السلام بے نہایت است ومیان عام وخاص واخص وآن از ادراک واندیشہ دور است فاما اخص بر بعضے محل عمل برحکم کنند وقتیکہ ایشان را کشف ارادت باشد چنانچہ خواجہ احمد نہاوندی قدس اللہ سرہ را چراندین خوکان پیش آمد وہزار مریدان صاحب سجادہ بد اعتقاد شدند مگر فرید عطار کہ او بدیدۂ باطن نقاد حکم دیدہ وسرے ومعاملت حق را کہ باشیخ بود بہ آن معاملہ موافقت نمودہ۔

ہمان با محرمے رازے بگفتند رباعی جہانے را ازان اعلام کردند

چو خود کردند سر خویشتن فاش عراقی را چرا بدنام کردند

محقق عشق مامور امر است وبعضے گویند آمر مامور عشق است وبعضے گویند عام مومنان مامور امرات اند وبعضے خاص اخص حکم محکوم اند چنانچہ مہتر ابراہیم خلیل اللہ علیہ السلام کارد بر حلقوم مہتر اسماعیل علیہ السلام راند فرمان شد کارد بر حلقوم کج گشت وہمچنین مہتر موسیٰ علیہ السلام صاحب شریعت مرسل بود مہتر خضر علیہ السلام صاحب طریقت وحقیقت موسیٰ از امر شریعت خبر میداد وخضر از امر حقیقت محکم نشان داد چنانچہ بالا ذکر شدہ۔

عشق است نشان بے نشانی بیت از خود چو برون روی بدانی

نا فہم واغتنم۔

فصل ہشتم



دربیان تجلی وبیان صورت مجازی۔ ودرین مشابہت حضرت بندگی مخدوم

قدس اللہ سرہ درکتاب سمر[۱] آفتاب و ماہتاب را عاشق و معشوق تمثیل گفتہ بودند کثیر مشکل سمر نوشتہ اند بہ این سعی برائے عزیزان ترجمہ آن سمر ہرچہ در فہم خود رسیدہ قلمی نمودہ شد آمین رب العالمین۔ بدان اے عزیز میگویند کہ بر صوفی تجلی میشود آنرا الجذبۃ من جذبات الحق توازی من عمل الثقلین گفتہ اند وقتیکہ نفس از تزکیہ لطیف شود بعدہ خود بخود صورتے بہ آن مقام لایق باشد بر چشم او آمدہ میرود و این مرد متجلی در صورت باغیراز حق تعالیٰ تمثیل دیگر نمی شناسد کہ آن وقت ہمین تقاضا دارد حضرت بندگی مخدوم قدس اللہ سرہ فرمودہ اند درین کار آئی بدانی و متبعان او را محبوب گفتہ اند فکیف قُلْ اِنْ کُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰہَ فَاتَّبِعُوْنِیْ یُحْبِبْکُمُ اللّٰہُ پس ہر کہ اتباع رسول اللہ کند محبوب گردد مَنْ یُّطِعِ الرَّسُوْلَ فَقَدْ اَطَاعَ اللّٰہَ ۔ درین جا شبہ میشود کہ محبوبیت موقوف بر اتباع دارند و از آیت یُحِبُّھُمْ وَ یُحِبُّوْنَہٗ موقوف بر اتباع نیست پس بین الآیتین چون توفیق شود جواب آنست کہ اتباع بر دو نوع است ظاہری و باطنی ظاہری در شرع معلوم است مجاہدات و ریاضات و مشاق شدائد چنانچہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہیچ گہے طعام سیر نخوردہ بود تا آنکہ سنگ شکم را بستہ بود قصہ مشہور است الفقر سواد الوجہ فی الدارین ہمین را گویند یعنی درین دو دنیا سواد دولت گرفتند کہ نفس را فقر و فاقہ در شغل او لذت تصور کردن چنانچہ رباعی بندگی مخدوم گفتہ اند۔

رباعی

محمد خویش را بیخویش کردہ است ... شراب بیخودی درپیش کردہ است
سواد الوجہ فی الدارین دارد ... ازان او نام خود درویش کردہ است

بغیر از خود را خدا بینند یعنی در خود بینند سواد دارین حاصل شود بمنہ و کرمہ۔ بشنو بیان صورت مجازی میگویند کہ بادشاہ مملکت غیب و شہادت عشق حضرت مستغنی از

---

[۱] سمر ہشتاد و سیوم ۸۳



ظهور و بطون بود قوله تعالی اِنَّ اللّٰهَ لَغَنِیٌّ عَنِ الْعٰلَمِیْنَ لیکن بر مقتضاے قدیمه خواست
بر عالم تجلی ظهور کند اول صفت عاشقی و معشوقی بر خود تجلی کرد پس صفت معشوقی که مقتضاے
ظهورے بود لاجرم در صورت اعیان بر عالم ظاهر شد چنانچه استاد میفرماید **بیت**

حسن خویش از روے خوبان آشکارا کرده ... پیش چشم عاشقان خود را تماشا کرده

بعده از غایت نور بحکم کل جمیل من جمال الله تعالی هر ذره را بنور جمال خود بیاراسته است

رباعی

هرچه آنرا ظهور هست و وجود ... جمله مرآت حسن جانانند

هیچ کس را وجود نیست جز او ... همه بر حسن خویش حیرانند

که المجاز قنطرة الحقیقت صوفیان درست داشته اند اِنَّ اللّٰهَ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ
قَدِیْرٌ زیرا که در تمثلات حق تعالی را تجلیات می بیند نه آنکه فهم میکنند که مطلوب همین
است چرا که تمثلات رمز از آن دارد — قاعده تجلیات آنست که بغیر از متمثل شده
در نظر مردم نمی آید و هرچه تجلیات در متمثل دیده باشد آن تمثل در عالم صورت ظاهری اند
کسے مشابهت مینماید برین صوفیان نظر بازی دارند و اگرنه ظاهرًا نظر بازی متابعت
شرع نیست درین معنی حضرت بندگی مخدوم قدس الله سره در ملفوظ نیکو وعظ فرموده اند
کسے را غرض افتد به بیند اینجا نه نوشتم که رساله طویل میشود و می گویند که در نظر بازی ظاهرًا
عاشق در فراق او سوخته شود و درین عالم اتحاد و وصال مینماید چنان ظاهرے در گرفته	تا وصال
شود که نظرے باشد اما متابعت شرع نمیشود همین را عاشق واصل ولی کامل مجذوب مجرد
می نامند از سکر باز آمدن توانند فاما باید که انها در او کل در اء اعتقاد دارد بجز صحو معلوم
نمیشود که وَاللّٰهُ مِنْ وَّرَآئِهِمْ مُّحِیْطٌ است این نوع را مجذوب سالک میگویند
انشاء الله تعالی در فصل دهم که حضرت مخدوم بیان مجذوب سالک و مجذوب مجرد و

۱؎ این آیت در سوره عنکبوت است و در سوره آل عمران "فان الله غنی عن العلمین" است۔



سالک مجذوب فرموده اند واضح کرده نوشته آید ازین معنی اینجا در بیان نمینوشتم میگویند

که ره وصال موقوف بر اتباع رسول اللہ است زیرا که یاد محبوب مراد است

به او وعده است اور وصال باشد و در دین و در دنیا به تمثیل واگرنه کان ما کان وفعل

ما فعل به حق نرسد پس هرگاه که براه تو در آید قدم در شرع داشته حقیقت او تصور کند

تا ز و دراه باید در ینجا عاشقان وجهه می آرند حق تعالی فرموده است لَا تَدْخُلُوا مِنْ بَابٍ

وَّاحِدٍ وَّادْخُلُوا مِنْ اَبْوَابٍ مُّتَفَرِّقَةٍ غمزه میزند یعنی از یک در داخل مشوید بلکه

درهاے مختلف در آید که به کمال معرفت برسید وَادْخُلُوا مِنْ اَبْوَابٍ مُّتَفَرِّقَةٍ

مفهوم در خاطر می آید که شاید این کلام تکرار تجلیات است گاه جلال وگاه جمال و در هر صورت مختلف

در می اید و سیر د و پس باید که راه شریعت مقدم داشته در درهاے مختلف در آید و بعالم آن

میرسد از عالم صور و اشکال به عالم وراء الورا ترقی کرده باشد - واگر کسے در دل به صورت

مجازی از حال او مشاهده به تمثیل پیر یا مرشد ظهور شود درست داشته اند چنانچه فرموده اند

قلب المومن بین الاصبعین من اصابع الرحمن یقلبه کیف یشاء یعنی دل ان یقلبها

مومنان میان دو صفت جمال و جلال است میگرداند آنرا بهر صفتے که خواهد کسے را مجذوب

مجرد کسے را مجذوب سالک همین را جمال و جلال میگویند ازین نوع نظر بازی درست داشته

اند چنانکه عارفے فرموده است **بیت**

نظر آنانکه نگیرند برین مشتے خاک الحق انصاف توان داد که صاحب نظر اند

یعنی مشتے خاک معشوقان مجازی اند هر که در دنیا نظر کند او صاحب نظر باشد فاما شرط

بدین گفته اند **بیت**

یک لحظه ز شهوت داری برخیز تا بشنید هزار شاهد بیشت

باین نوع المجاز قنطرة الحقیقت درست فرموده اند الحمد للّٰه الذی

هدانا لهذا -



بیان سہ ہشتاد و سیوم

بندگی حضرت مخدوم قدس اللہ سرہٗ میفرمایند **قولہٗ "معشوق بہ افتاب ماند"** یعنی صفت محبوبی حقیقی بہ آفتاب عالم تاب ماند کہ نور حقیقی تجلی او بر ہمہ عالم از وضیع و شریف برسویہ است بر شاہ و گدا و شیرین و تلخ و مغز و پوست بر دشمن و دوست بر یک طریق می تابد چنانچہ لون الماء لون الاناء یعنی رنگ آب رنگ قدح اوست اگر آوند سفید کنند سفید نماید و اگر سرخ میکنند ہمان می نماید پس رنگ او بر ہمہ مساوی تابد ہر جا کہ در جلال راست آید جمال او خودی خود بر آید ہمین معنی محبوب را بہ آفتاب مانند گفتہ اند۔ **قولہ "ممکن نہ عاشق بہ ماہتاب"** یعنی ممکن نہ کہ ماہتاب فیض از آفتاب میگیرد اما نورے از وگرفتہ باشد کہ ہر دو در یک دائرہ او پیداشت۔ ہ اند جائیکہ آفتاب باشد ماہتاب می آید ہمدیگر دو نفر در دایرہ می رقصند گاہ عاشق بہ آفتاب و گاہ معشوق بہ ماہتاب نشو کہ پیشتر خود واضح کردند۔ **قولہٗ "عاشق صفت معشوق بہ دل آرد"** یعنی ازین بیان معلوم شد کہ منشاے عشق از معشوق است کہ گفتہ اند معشوق بہ آفتاب ماند و از آیت معلوم میشود قُلْ اِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰهَ فَاتَّبِعُوْنِیْ یُحْبِبْكُمُ اللّٰهُ و از معشوق در عاشق فیض می آید و او بدان نور مقید میگردد و حضرت رسالت پناہ علیہ السلام را معشوق او گفتہ اند داگر بہ فتح باشد یعنی عاشق صفت معشوق را بدل و عوض میگردد و اگر بکسر باشد یعنی بدل و جان خود می آرد بدل متصف میگردد چنانچہ میفرمایند۔ **قولہٗ "میان آفتاب و ماہتاب مثال رقصے است کہ دو نفر بہ حضور یکدیگر روند"** یعنی ہر یکے فیض از دیگرے میگیرد و یکے برون دیگرے متصور نہ این ہم بہ طریق سماع است ہ ہر دو نفر تمثیل آوردند چنانکہ **"ہنود و زنان ایشان بازی کنند"** یعنی میان خویش **"آنرا ڈنڈہ بازی خوانند"** و باید داست معشوق را ذات باید داشت کہ جمال و جنسیت با ذات است در صفاء لطافت بہ آفتاب مانند باید کرد کہ نور بخش و جہان سوز است د عاشق



را به صفت ماهتاب بسته باید کرد و یا آفتاب و ماهتاب را صفت جلال و جمال انگاشت
چنانکه ماهتاب را ثبت آفتاب کرد و مظهر او داشت۔ و هنود و زنان اسما و افعال باید تناخت
و ڈنڈه بازی را به رنگ آمیزی و شعبده گمه دی و اعیان غیر متناهیات باید پنداشت چنانکه
درین معنی قصه است به نظر ایشان درین محل یاد آمد قصه این است که این کافران و زنان
شان در میان خویش لعبے کنند هر یکے چوبے خورد سے مقدار دو وجب به دست گیرند و رقص
کنند این چوب خود بر چوب او زنند و او برین زنند لیکن با وزن و لطافت و حسن و ظرافت
آنرا بزبان هندوی ڈنڈ بازی گویند زهے عارف آن هر جا که سرے است بر آن مطالعه
چه شروع و چه غیر مشروع از همه جا او حق تعالی را می بیند با غیرے چه کار داری فافهم۔
و هر یکے با چوب دیگرے سبک میزند و میگردد و میدود "وسایط در کارے میبرد
بند یعنی هر ذره از ذرات وجودات از دیگرے فیضے و نسبتے میبرد و همه را بیک تار موے
بر بسته میدارد و همه را یک شخص و یک ذات و همه را بالیست دارد و یکے را بدیگرے
هم میکند تمام عالم را کَلَمۡحٍ بِالۡبَصَرِ میسازد و مطلوب مینماید چنانچه عارفے فرموده است۔

بیت

همه عالم صدائے نغمهٔ اوست که شنید این چنین صدائے دراز

فیض عالم به تمام اثر سخن اوست که او بدان سخن کرده است و اگر صدائے
نغمهٔ حق تعالی باشد پس کیست از مخلوقات این چنین نغمه کند آنرا اینچنین صدا و
اثر باشد غیر او تعالی ممکن و متصور نیست چنانکه حق تعالی فرموده است اَلَمۡ تَرَ اِلٰی رَبِّکَ
کَیۡفَ مَدَّ الظِّلَّ ظل را طولے و بسطے میدهد یعنی بیان آیت آن است ایا نمی بینی تو اے
محمد سوے پروردگار خود چون این حکایت شنید از غایت شرم سر فرود آورد چنانکه داب
عاشقی و دیدن محبوبی و بعد آن فرمان رسید کَیۡفَ مَدَّ الظِّلَّ اگر به طرف من نمی بینی باری
سر بالا کن به بین که چگونه دراز گردانیده ام سایه خود را و با سایه ترا غرض آنکه چون سر
بالا کند ناچار نظر بر او تعالی افتد غرض عشق حاصل شود چنانچه عارف درین بیت خوش

اشارتے فرموده است۔

بیت

یک سو تو کشی دگر طرف جذبهٔ خوبان　　من تار ضعیفم که گرفتار دو سویم

یعنی یک طرف صفت عاشق میکشد و طرفے دیگر صفت معشوق پس حال من چون تار ضعیف گشته که گرفتار دو طرف باشد همانجا قرار نه آنجا آرام نه اگر به حقیقت میبرد و به شریعت میکشد و اگر به شریعت میگریزد به حقیقت میراند۔ قوله "همچنین ماهتاب از آفتاب فیض میگیرد و جدا میشود" و خود را منسوب میگرداند چنانچه در بیت خوش اشارت است۔

بیت

هر ذره که می بینی خورشید در و پیدا است　　در دیدهٔ ما بیند چشمیکه بحق بینا است

یعنی در هر ذره از ذرات عالم صفت واجب الوجود ظاهر است در چشم ما در آئید و به بینید آنکه خواهد حق را بیند و درین بیت حضرت مخدوم در نور خود نورے به بین فرموده اند۔

بیت در دیدهٔ انسان ما صورت نه بیند دیگرے　　جز عکس شخص نور ما در نور ما نورے به بین

یعنی در چشم مردمک چشم ما جز الله دیگرے در نمی آید در نور الله به بین زیرا که درمیان پیر و مرید در خواجگان ما عاشقی و معشوقی است غرض در نور ما نور الله به بین ما صنع الله فهو خیر و آفتاب هر همه عالم به سویت می تابد جائے سپید میشود و جائے سیاه به اعتبار مظاهر و اما اعتبار آفتاب تفرقه نیست۔ قوله "عاشق صفات معشوق را بدل و عاریت میگیرد" یعنی خود به صفت او شده بدل کند۔ قوله "از دوام صحبت و از دوام حضور صفت او در و آید" که الصحبت تؤثر بضرورت متصف به صفات او شود مراد لذت بدل از افراط و تفریط کند و نه آنکه صفات این میرود صفت او تعالی بجائے او میگردد و تزکیه و تصفیه روشن و متجلی میگردد و گنج پنهان پیدا میشود چنانچه میفرماید قوله "کالحدید المحمات" یعنی آهن آتش گرفته و گرم گشته قوله "نار اصفتا[۲] و صفا"

---

[۲] عبارت اسمار الاسرار این چنین است "نار و صفا حدید ذاتا نار صورتا حدید معنیً نار اثراً حدید حقیقتاً نار ظاهراً حدید باطناً نار فعلاً حدید فاعلاً۔ و در به یکون نار حقیقتاً حدید صورتاً کذلک عکس کل مالک لوحنا"

حدیداً ذاتاً" نار صورت حدید معنی یعنی آتش صفت و آہن ذات آتش صورت و آہن معنی - اینجا ترا محقق شد کہ صورت و معنی یکے است صورت معنی شد و معنی صورت۔ قولہ "نار اثرا حدیداً حقیقتاً" آتش است بہ اثر و آہن است بحقیقت "نار ظاہراً حدیداً باطناً" آتش است بہ ظاہر و آہن است بہ باطن "نار افعلاً حدیداً فاعلاً" آتش است از روے فعل و آہن است از روے فاعل غرض فعل نار یکی میسوزد و آہن است فاعلاً این را فہم نمیکنم مگر آنکہ ذات مراد دارند و آن خود بالا گفتہ اند۔ قولہ "و رُبَّہ نار اً حقیقتاً حدیداً صورتاً" و بسا باشد کہ آتش بحقیقت آہن باشد بہ صورت "کذلک عکس" چنانکہ ہمچنین عکس تمام نظایر کہ نمودیم ترا۔ اول بہ نسبت معرفت دوم بہ نسبت محبت اول بہ نسبت خلق دوم بہ نسبت حق - اول بہ نسبت ظہور دوم بہ نسبت بطون - "چندان آہن" یعنی وجود نفسانی "را بہ آتش" ریاضت و مجاہدہ "دمند کہ آہن سیاہ عین آتش روشن گردد و آہن آہن نماند ہمچو خاکستر بہ پرد و ذرات او با ذرات آتش یکے گردد" چنانکہ گفتہ اند ہر شئے دو وجہ دارد آن وجہ فانی و وہمی خاکستر شد رفت و آن وجہ کہ باقی بود و یبقی وجہ ربک اشارت بدو است آن ظاہر گشت او را ہمان وجہ فانی حجاب بود چنانچہ گویند "لون الماء لون الاناء"[۳۲] ہمین معنی است کہ بالا رفتہ است "اما این سخن دو معنی دارد" رنگ آب رنگ آوند است یعنی رنگیکہ آوند دارد آب را ہمان رنگ باشد چنانچہ در شیشہ صاف آبے اندازی اگر شیشہ زرد است آب زرد نماید و اگر سرخ است

---

۳۲ عبارت اسمار الاسرار این چنین است "جنید گفتہ است۔ لون الماء لون الاناء"



سرخ کن لک الوان الباقیات" یعنی انسان مرتاض است صفات در و حمیده و
پسندیده نماید والعکس بالعکس ـ میگویند که این طریق مردم ظاهری که عشق ندارند او را
میگویند که ایشان اول خلقت ابدان میگویند بعد آن خلقت ارواح و ابدان را اصل ارواح
نامند و تمسک به ظاهر ثُمَّ خَلَقْنَا النُّطْفَةَ الی قوله ثُمَّ اَنْشَاْنٰهُ خَلْقاً اٰخَرَ میکنند یعنی
روح بعد تن آفریده شده است این از روے صورت است و در حقیقت خلقت
الارواح قبل الاجساد باربعة الاف سنة مقرر است ـ قوله "معنی دوم رنگے
که آب دارد آوند همان رنگ باشد چنانچه در شیشه سفیدے شفافے صافے
آبے سرخے اندازی شیشه تمام سرخ نماید کذلک رنگهاے دیگر فیما نحن
فیه" یعنی درین بحثها خود اند مقصود رنگ نیست بلکه مقصود در متن گفته اند "مقصود
این است که عاشق برنگ معشوق باشد" چنانچه گفته اند لون الماء لون الاناء
و مشابهت باشد و مخلوق بر حقیقت خالق این راه صوفیان محقق است و عاشق رنگ
معشوق را حضرت قطبی قدس الله سره خود به چندین معنی گفته اند ـ قوله "این چند معنی
باشد یعنی هر دینے و مذهبے که او را باشد این را" یعنی عاشق را نیز همان باشد
چنانکه گفته اند عاشق را مذهب معشوق بود" یعنی اگر معشوق صالح و پاک است
عاشق همان مذهب میگیرد و اگر پاک نیست عاشق به ضرورت مذهب او و بر سخن او
باشد که او بادشاه دینی که الناس علی دین ملوکهم بشنو که چه میفرمایند "و دیگر هر مزاجیکه
او دارد او را همان مزاج و طبیعت گردد و دیگر هر کرا معشوق دوست
دارد عاشق هم دوست دارد و دشمن او را دشمن" لیکن این کلی نیست احیاناً تا حالت نیز
عاشق این هم میباشد خواجه شبلی رح را حالتے پیدا شد هر که نام خداے تعالی گرفتے او را نگ

ہمہ ـ سوره مومنون رکوع اول

در دهن زدے بعد چند گاه چنین شد که هر که نام خدائے گرفتے شکر در دهانش کردے
درین محل قصهٔ یاد آمد حضرت قطبی رحم فرموده اند که صوفیان بزرگ در عهد شیخ الاسلام شیخ
نصیر الدین رحم محمود چراغ دهلی حاضر بودند قوالان آمدند این بیت گفتند بیت

الفاقم بسر کوئے کسے افتاد است — که دران کوئے چو من کشته بسے افتاد است

برخاستم و نعره زدم و گفتم بسوزم آن کوے را که جز من کشته دیگران افتاده است این
مثل و مانند این از آثار غائیهٔ جذبه است در سلوک این چنین گناه در مقام محبت جائز است
بلکه عین طاعت است چنانکه برادران مهتر یوسف علیه السلام چند گناه کبیره کردند و به آن
هم اسم ایشان از جریدهٔ نبوت محو نشد که شمعون ع را نبوت بعد یوسف ع رسیده است عجب
در مقام محبت گناه شده بود نسیاً منسیاً شد ازینجا که ابلیس عاشق کامل است که دوست
دوست را دشمن داشت و دشمن دوست را دوست پنداشت که درمیان او و خود غیر
را دخل نکرد و که آدم ع را سجده نکرد و در خاطر گذاشت که ترا سجده کرده ام خاکی را کجا دخل آدم
و خود آتشی ام عاشقی مردود است نه مقبول و در عشق رد است نه قبول اما اصل سخن اینجا
آنست که ابا او و استکبار او از مقام محبت و عشق بود از آنکه چون حق تعالی فرمود مَا مَنَعَكَ
اَنْ لَّا تَسْجُدَ اِذْ اَمَرْتُكَ قَالَ اَنَا خَيْرٌ مِّنْهُ ج خَلَقْتَنِيْ مِنْ نَّارٍ وَّ خَلَقْتَهٗ
مِنْ طِيْنٍ گفت من بهترم از آدم مرا از آتش آفریدی او را از خاک آتش بر خاک فضل دارد
ازین جهت سجده نکردم و نگفت در جواب غیر ترا سجده نکنم که عاشق غیر معشوق را سجده
نکند از آن حق تعالی در علم قدیم به خود دانست که مردمان او را عاشق خواهند گفت او را پرسید
سبب ابائے تو چیست او عذرے پیش آورد تا او را عاشق نگویند عشق خاصه انسان است
ملائکه را ازان نسبت نیست چنانچه جبرئیل ع از سدرة المنتهی پیشتر رضا نیست که حضرت
رسالت پناه علیه السلام در شب معراج ازین مقام پیشتر طلبید ند جبرئیل ع گفت لو دنوت
قدر انملة لاحترقت هم ازین جبرئیل ع که طاوس ملائکه است این گفت دیگرے را

۲ قدر ذرة

دخل نیست بجز خاکی که اولیاء الله امت نبی الله باشند۔ قوله "و دیگر هر خلقے که
او را" یعنی معشوق را "باشد این را" یعنی عاشق را مذهب معشوق بود۔ هم همان باشد
رسول الله صلی الله علیه و آله وسلم میفرمایند تخلقوا باخلاق الله و اتصفوا بصفاته
یعنی خو پذیر شوید به خوبهاے خداے تعالی و موصوف شوید به صفات او "او تعالی کریم است
رحیم است حلیم است جمیل است جلیل است قدیم است علیم است
این صفات و طالب آمد و ریغا با همه صفات "هم هنوز هر او ناقص باشد" یعنی بنده
را صفت کرم و رحمت و علم جمال و جلال و قدم و علم باشد چنانکه خداے راست غرض اگر نود و نه ۲ و قدم علم
نام باری تعالی صفت بنده گردد هنوز آن بنده به خداے نرسیده است به خداے آن زمان
رسد که فانی فی الله شود او در ذات او فانی است صفات چه کند هر چه بود به او متصف شد
نفس تزکیه یافت خود را خدا دید لایق نام خود شد فافهموا و اغتنموا۔ قوله "این سخن
در رسالهٔ استقامت الشریعت علی طریق الحقیقت نوشته ام" برو و بین۔ قوله
"شخصے از رسول الله صلی الله علیه و آله وسلم پرسید یا رسول الله ترا دوست میدارم
اما انچه تو کنی نمی توانم کرد رسول الله صلی الله علیه و آله وسلم فرمود المرء مع من احب"
مرد در قیامت با کس باشد که او را در دنیا دوست میداشت من احب قوما حشر معهم
وان لم اعمل باعمالهم این است یعنی هر که گروهے را دوست دارد بر انگیخته شود
به آن گروه اگر چه عمل نکند به عمل آن قوم۔ "این سخن" رسول الله صلی الله علیه و آله وسلم
"دو معنی احتمال میدارد یکے آنکه اگر چه تو نمی توانی کرد کارے که من میکنم
اما ترا با من گیرند بعتاب من شمرند" زیرا که محبت عمل دل است و نظر
اعتبار او تعالی است هم بدل ان الله تعالی لاینظر الی صورکم ولا الی
اعمالکم ولکن ینظر الی قلوبکم و نیاتکم پس عمل دل را اعتبار آمد که نیت
المومن خیر من عمله است به درستی و راستی که حق تعالی نظر نمیکند بسوے صورتهاے



شماد نه سوی عملهای شما لیکن او تعالی نظر میکند سوی دلهای شما و نیتهای شما و
عقاید شما - قوله" معنی دیگر اگر مرا تو دوست باشی هم آنجا که منم هم آنجا باشی. ن بیداری
میان محب و محبوب تجانس شرط است" یعنی الجنسیت علت الضم همین است
گفته اند

بیت

زاغ با زاغان نشیند بط نشیند با بطان   روستی با روستی و قلتبان با قلتبان"

الجنس مع الجنس - الخبیثات للخبیثین والطیبات للطیبین او فرموده است
نیکی با نیکان و بدی با بدان و قلتبان نام دشنام فرس قدیم است همه از صحبت موثر
میشود هم از اینجا بزرگان میپرسند در کدام صحبت می باشد یا هر که صحبت دارد حکم او همان
حکم او باشد - قوله" مقصود ما این است که عاشق به صفت معشوق باشد ن اسمای معشوق
از جمال او از کمال او از ناز او از کرشمهٔ او نصیبه تمام گیرد همواره در تزیین ن از کمال او از جمالی او از اسما
و تحسین باشد در قدسی میگوید انا عند المنکسرة قلوبهم لاجلی سه معنی احتمال
می برد بنا بر من بهر من برای من میگوید من نزدیک کسی ام که دل او بهر
من شکسته است یا برای من شکسته است اثبات عندیت میکند او را شکسته
است نیست و نابود کرده است خود بجای او شده است" و اما
معنی قدسی آنچه مفهوم و معلوم ماست این است و این حدیث هم در حق عاشق است
اند آنجهت آورد از عاشق کسی دیگر شکسته دل نیست و تجلی کمال هم بر دل عاشق است
مردم که یک ساعت عاشق شود چنان دلش صاف گردد که زاهد و عباد را در چله نباشد
و در تزیین و تحسین عاشق باشد که هم در راه او خود را تحسین و زینت کرده بنماید تا هر دو طرف
عاشق باشد و لاجلی سه معنی احتمال دارد دو در قاعده علم لاجلی به لام تاکید و افعل تفضیل
باشد دوم آنکه لاجلی به لام مکسوره برای نفع باشد یعنی من نزد شکسته دلانم که نفع آن شکستگی
به آنست سیوم آنکه لام برای محبت است یعنی از برای محبت و عشق من شکستگی دل او باشد

واللہ اعلم - و دیگر وجه که فلاجلی خبر انا باشد که مبتدا است و عند ظرف متعلق لاجلی و تقدیم برائے تخصیص عندیت بود و اگر لاجلی افعل تفضیل بدارند معنی چنین میشود من ہر آئینه ظاہر ترم و روشن ترم نزد شکسته دلان اگرچه نزد ہمه دلہا ظاہر زیراکه دل بیت اللہ و عرش اللہ است اما آن دلے که شکسته است نزد او ظاہر ترم میگویند که ہیچ آونده وقدحے نیست که چون شکسته شود او را قیمتے باشد مگر دل ہرچند که شکسته تر قیمتش بالاتر پس لاجلی درست تر آمد بر صیغۂ افعل تفضیل فنهم - قوله قوله عز من قائل قُلْ اِنْ کُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰهَ فَاتَّبِعُوْنِیْ یُحْبِبْکُمُ اللّٰهُ اگر شما اینید که خدائے را دوست میدارید و نباشد دوستے که نخواہد که محبوب محبوب گردد فَاتَّبِعُوْنِیْ یعنی لزوم صحبت و دوام توجه چنان که من کرده ام ہمچنان بکنید یُحْبِبْکُمُ اللّٰهُ چنانکه من محبوب گشته ام شما محبوب گردید "یعنی اگر شما محبان و عاشقان خدا اید پس پیروی من کنید تا محبوبان و معشوقان وے تعالی گردید الصوفیة عرائش اللہ تعالی والصوفیة اطفال فی حجر الحق - و دیگر در آیت اشارت است که مقام محبت ورائے ہمه مقامات است و اعلی و افضل ہمه درجات است خاصه حضرت محمدی است علیه السلام ازان چندین حمل موکدا آورد و امتان را تحریص بمبالغه فرمود که پس روی من کنید در تحصیل مقام محبت با مقام نبی است یکے گردد و متعلقان را از اعلی حظوظ که مخصوص به افضل انبیا نصیبه شود اللهم اجعلنی من امة محمد ثابت شود یعنے اے بار خدایا بگردان مرا از امتان و پیروان محمد صلی اللہ علیه وآله وسلم تا مقام محمدی ببینم اگر بدان مقام نرسیم بارے از دور ببینیم - قوله الارواح جنود مجندة فما تعارف منها ائتلف "یعنی ارواح مومنان لشکرہا است لشکر کشیده زیر آسمان

ﻋﻪ یعنی لزوم صحبت و دوام توجه و او مان اصطحاب چنانچه من کرده ام الخ (اسرار)



دنیا چون روح مومن را قبض کنند بالامیبر و دہمہ ارواح مومنان می آیند بوے میکنند چنانکہ کردہ واز میان خویش بوے میکنند اگر تعارف میان ایشان است ائتلاف والفت میگیرند۔ **قولہ "ہم این تعارف وتجانس است میان عاشق و معشوق ازلاً وابداً"** ہردو نوراند و در نور آئینہ جنسیتے دارند اما جنسیت خاصہ در صفا ولطافت غرض میان عاشق ومعشوق ہم تجانس روحانی است ہر یکے روح دیگرے رامیشناسد الفت وموانست میگیرد فافہم۔ **قولہ "واصطحاب والتزام است بلکہ اتحاد واعتناق جدائی صوری است لون الماء لون الاناء صورت اتحاد ہم نماند وصورت دوئی ہم رفت" چو ہر دو یکے باشد ہر آئینہ لون او لون او باشد ولون او لون او چنانچہ سنائی گوید بیت**

تو روحی وپنداشتی کہ جسمی ۔۔۔ تو آبی وپنداشتی سبوئی"

یعنی عاشق ومعشوق یکے گشتند ودر مجانست لابد صفت ہر دو یکے باشد پس ازین جہت ہمین خویش صحبت کنند والتزام واعتناق والتیام نمایند غرض آنست کہ عاشق دخوش رالقائے بہ روح است نہ بہ جسم پس عاشق ومعشوق معنی یک روح است وجان اما مقصود بذات است نہ مقصود بہ غیر ہیشنو ہر چہ در فہم خود رسید انچہ بہ لبان بزرگان شنیدہ بودم قلمی نمودم اگر قبول محققان باشد زہے کار واگر نہ خیال تصور فرمایند فافہم واغتنم۔

فصل نہم

دربیان رخ ورخسارہ وخال وزلف وبیان کفر واسلام مجازی

بدان اے عزیز کہ در اصطلاحات صوفیان کہ استادان حقیقی از ہر لفظے معنی خواستہ اند میگویند کہ در شعر فضلاے عرب وعجم رخسارہ محبوب را بہ صحف تشبیہ

کرده اند چنانچه عارفے میفرماید

بیت

سورهٔ فاتحه روے تو هر که بدید — قل هو الله احد خواند و به اخلاص دمید

و عرفان اهل الله آنچه اصطلاح که درمیان طایفه است فرموده اند و گفته اند که رخ
محبوب را به صفت جمال و ایمان نسبت کرده اند چنانچه درین بیت گفته اند بیت

رخ و خالت ید بیضا و دل فرعون است — رقم کفر چرا بر ید بیضا زده

مراد از کفر پوشیدن است بمعنی ستر است چنانچه زلف بر رخ می آرایند در
شعر زلف به معنی کفر نسبت کرده اند و حسن او درمیان است که زلف بر رخ باشد
اگر تنها باشد دلربای و زیبائی بکمال باشد باید که خال و زلف و رخ همدگر باشند نباشد
و دیگر زلف را به کفر نسبت کرده اند استاد میگوید

بیت

هر که زلفش دید کافر شد بحکم — آنکه رویش دید ایمان باز یافت

و دیگر در اصطلاح شعر زلف را به مار نسبت کرده اند میگویند که به تجلی جلال پرورش یافته
است و صفت جلال است و هرچه از اوامر و طاعت است این ظهور صفت جمال
است زیرا که ظهور جلالیت طالب تاب تابش ندارد پس در فرسودگی او تا فرسودگی ف نافرمانی
شدن کفر میشود و پرتو ظهور جمالیت فرمان بردار میشود ایمان است اے عزیز
طالب را باید که به هر دو صفت از امر و طاعت او بدل کند لطف و قهر همین معنی دارد
که نفس صفات او اشارت به صفت جلال است و روح اشارت به صفات جمال
است پس آدمی به آفریدگی او مرکب به صفت جلال و جمال است همین را کفر و ایمان
میگویند و در انسان مظهر این صفات است از این جهت انسان اکمل و اشرف
موجودات است چرا که صفت جامعیت در ظهور و بطون است کقوله تعالی اِنَّا
عَرَضْنَا الْاَمَانَةَ عَلَی السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَالْجِبَالِ فَاَبَیْنَ اَنْ یَّحْمِلْنَهَا وَ
اَشْفَقْنَ مِنْهَا وَحَمَلَهَا الْاِنْسَانُ اِنَّهٗ کَانَ ظَلُوْمًا جَهُوْلًا چنانچه بزرگان گفته اند



جبروت و لاهوت و ملکوت در بنیهٔ انسان تعبیه است فاما درین صفت قابلی را نیکو بخشد۔

بیت

این رموزات عالم جان است فهم این جز به ذوق نتوان کرد

در باب کفر بندگی حضرت مخدوم قدس اللہ سرہ فرموده اند آنچه درین محل تعلق بمعنی باشد از زیاده و نقصان کرده تمثیل کرده به تمثیل آورده آنرا بیان واضح نمودم منه ذکره قوله "کاد الفقر ان یکون کفرا" کفر بمعنی ستر است "لانه یستر الحب کار فقر بجائے کشاد و فقر به محلے رسد" یعنی چون فقیر لایق انا الحق گفتن شد او را خواهند کشت ازین سبب ستر او را ضروری است" انشاء اللہ تعالی کفر حقیقی و اسلام مجازی درین فصل بیان خواهد آمد "الدخول فی الکفر الحقیقی والخروج عن الاسلام المجازی" میگویند که این کفر هست که مومنان و محققان دانند و ایشان را درین محل دخلے بوده باشد" ازان کفر معنی ظاهر شدن این رباعی حضرت بندگی مخدوم رضی اللہ عنه فی محله آورده نوشتم۔

بیت

"تا مدرسه و مناره ویران نشود احوال قلندری بسامان نشود"

یعنی تا آنکه اعلام اسلام مجازی و شعایر ایمان ظاهری که مساجد و مدارس و مناره چنانچه باشد نزد طالب خراب نگردد هرگز حالات طالب مجرد به سامان نیاید تا آنکه ایمان مجازی کفر حقیقی نگردد و کفر حقیقی ایمان طالب نشود هرگز بنده طالب به وصال حق و حقیقت نرسد چنانچه بیان الدخول فی الکفر الحقیقی والخروج عن الاسلام المجازی د ایمان حقیقی که مجرد از رسوم و عادات است از دل اقرار انگیزد و این نزد اهل مردم ظاهری اهل که رسوم و عادات است محض کفر است و در اسلام مجازی که مانده اند



ماخوذ از سمر پنجاه و نهم۔

از ان قدم پیشتر نمیکنند چنانچه فرمایند

مصرعه

"تا ایمان کفر و کفر ایمان نشود"

یعنی ایمان ظاهری در سمی پوشیده نگردد و کفر که خروج این ایمان است نزد اهل ظاهر روشن نگردد۔

مصرعه

"یک بنده حق بحق مسلمان نشود"

یعنی بحق قسم باشد و یا مرد به حق وحقیقت باشد یعنی بحق وحقیقت مسلمان نشود که جمله مردمان در اسلام مجازی اند و ازین کسے بیشتر شدن نتوانند اما ایمان حقیقی تا کرا باشد آن ایمان در عهد رسالت اندک باشد این زمان خود چه توان میگویند که عارف و کامل آنرا میگویند که در جلال وجمال مشاهده کند

بیت

زلف او کفر است ایمان روے او — منکر زلفش مشو رویش به بین۔

زیرا که جمال وجلال در یکدیگر مندرج اند و صفت یکے دانند و ظهور این دو صفت در صورت صنع باری تعالی است ظاهر شود داو مظهر جمیع صفات الهی و عالم همه جزو او اند او کل است وحقیقت انسان که عبارت از وحدت در صفت نوریت و مجردیت این را بین البحرین میگویند و ظهور این انوار را در عالم سوی الانسان مظهر مختلف باشد بطریق اجمال مجموع است از حقایق الهی۔

بیت

افلاک وانجم وچرخ گردان ز معنی تست — پس غافلی تو اکنون زین معنی و ز صورت

وَاللّٰهُ مِنْ وَّرَآئِهِمْ مُّحِيْطٌ و لهذا اسلام مجازی وطبیعت هستی و کفر حقیقی بندگی حضرت مخدوم قدس الله سره فرموده اند و کثیر بیان مشکل نوشته اند دران لابد انچه محل معنی متعلق گرفته بود زیاده و نقصان کرده چیزے درمیان آوردم۔ قوله من عرف[۱۲۵]

---

[۱۲۵] ماخوذ از نسخه صد و چهار دهم ۱۱۴



نفسه فقد عرف ربه یعنی چنانچه معرفت نفس بدیهی است به هدایت حس میدانی و همچنین معرفت خداے. اگر خواهی خود را ندانی" نتوانی همچنان اگر خواهی خدا را ندانی" ممکن نباشد. حکما گویند این مردن زادن او است دیگر معنی طبیعت حسی بمیرد و لادت دیگر شود حیات دیگر یابد" شیخ ابوسعید ابوالخیر رح بر بوعلی" سینا" نوشت دلنی علی الدلیل ابوعلی سینا جواب نوشت[1] الدخول فی الکفر الحقیقی والخروج عن الاسلام المجازی وان لا تلتفت بما کان وراء الشخوص الثلثة". بشنو معنی این ظاهر کردن ضرورت است یعنی در آمدن در کفر حقیقی و نور سیاه که آن نور ذات است وراء همه انوار است نهایت فنهایت چنانچه اهل تصوف گفته اند که رنگ سیاه آخرین الوان است همچنین ذات آخرین مقامات است بر حکم مَا زَاغَ الْبَصَرُ وَمَا طَغٰی میل بکرد چشم او بغیر محبوب و تجاوز نکرد از محبوب. والخروج عن الاسلام المجازی یعنی برون شدن از اسلام مجازی و رسمی که میان خلق است. از اثر به موثر روند و ایشان از دید و می آید و اینکه نظر نکنی به چیزے بر حکم مَا زَاغَ الْبَصَرُ وَمَا طَغٰی اگر به چیزے وراے شخوص الثالثة گفته اند یعنی ناسوت و ملکوت و جبروت. وراے این سراپرده لاهوت است آنجا نظر باید. و دیگر معنی به افعال و اسما و صفات باشد وراے ذات است. بعده ابوسعید رح این کلمات را مدح کرده گفت اوصلتنی هذه الکلمات الی مالم یوصل عبادات اربع الاف سنة" یعنی رسانید مرا این کلمات بوعلی سینا به چیزیکه نرسانید بدان چیز چهار هزار ساله عبادت. و قاضی عین القضات رح در تصنیف خود فرمود که دانم که شیخ ابوسعید رح ذوق این کلمات بچشید و اگرنه هیچ کسے آمدے. و بندگی حضرت قطبی قدس الله سره بیان جواب میگوید. قوله" الدخول فی الکفر الحقیقی زیراکه ازین[2] چه عبارت میکند هرکه به حقیقت رسید و آنرا تحقق

[1] یعنی گویید (داسمار)

[2] از چه عبارت میکند (داسمار)

ومذهب ودین خود وانست موبن حقیقی باشد" فاما عمل بر شریعت وعلم بر حقیقت
واگرنه ملحد باشد نه محقق۔ قوله "معنی دیگر کفر حقیقی بمعنی ستر باشد" مراد
از کفر حقیقی مذهب عین الاشیا همه اوست این اگرچه در حقیقت درست اما در
ظاهر کفر والحاد وزندقه گویند ودر حقیقت درست شدن چنانچه می فرمایند۔ قوله
هر حقیقتے که منکشف شود پرده غلیظے حجابے عظیمے پیش آید تا از آنجا که
میسر وو الی ان یتیناهی عمر الله نیا" تا آنکه تمام شود عمر دنیا بلکه تا ابد میسر ود
امید بسر شدنی نیست یا دائم بلا فناء ولا زوال لملکه پس کفر عبارت ازین
ستر با پرده هاے ابدی باشد۔ نیز معنی قوله "الکفر الحقیقی" بشنو بمعنی درین
قول داصلے "شیخ برکه" یعنی پیر قاضی عین القضات گفت "کافر شدم زنار
بستم الله اکبر" شاید مراد ازین کافر شدن از اسلام مجازی وزنار کفر حقیقی درمیان
جان بستم الله اکبر میگویم یعنی کبیریائی او را ثابت میکنم واز همه کائنات دست می
افشانم قوله "الکفر الحقیقی لیس الا بقیة الاثنینة" وآن خود رفتنی نیست
الاثنیت لا یرتفع والاثنینیة لا یبند فع ازان کفر حقیقی خواند۔ قوله
"شخوص ثلاثه ملکوت جبروت لاهوت ملک نسبتی هم به ملکوت دارد
زیرا که باطن اوست جبروت آنجا ملک وملکوت ولاهوت جمع کنند"
اینجا اختلاف اقوال است بعضے جبروت را بالاتر از لاهوت دارند چنانچه حضرت
فرمود مجموع "آنرا جبروت نامند" وبعضے ملکوت وناسوت را جمع کنند جبروت گویند
علی هذا جبروت فروتر از لاهوت باشد۔ قوله "اما لاهوت وحدت هویت هو هو
لاهو الا هو ازان عبارت کنند" اما "اسلام مجازی همین باشد که الناس
نیام اذا ماتوا انتبهو همین باشد که دخول در کفر حقیقی شود با همه اتحاد
توحد وحدت بقیت اثنیت اینچنین کفرے هست که دینها واسلامها

(شاه باد(اکبر) فداے این کفر باشد" بندگی حضرت قطبی قدس الله سره این حدیث اذاما توا
انتبهوا رالبسیار وجه درسمر فرموده اند کسے راحاجت افتد به بیند لیکن درین محل یک
وجه به نظر ایشان معنی نوشته ام میگویند که اذاما توا انتبهوا مردمان از مجذوب سالک
برحکم ما زاغ البصر و ما طغی درخواب اند از امور دنیا از قسم النوم فی الله این خواب از و
بد و روا است این محمود است بشرط آنکه ضابطه بر حال باشد و مردم درکار بیکار باشد
واگرنه در سکران مابیت باشد فاذا ماتوا انتبهوا معلوم میشود که در حق مجذوب مجرد و سکران
مابیت است ویا آنکه چون این مجذوب سالک را ضابطه برود ایشان در سکر آن مابیت
گردند او را درکات است نه درجات از آنکه آنچه مطلوب خلقت است که در عین کثرت
ملاحظه وحدت باشد باوجود ضابطه از ان محروم اند مجذوب مجرد واصل نیست - بیان
مجذوب مجرد و دیگر اقسام خواهد آمد ازین واسطه درین محل تحریر نکردیم که تکرار نا فتد و هرچه
نوشته ام بفهم خود نوشته ام واگرنه قدرت ندارم که کلام بندگی حضرت قطبی رضی الله عنهم
را بیان بکنیم - اللهم اهدنا الی الصراط المستقیم اے بارخدایا ره نمائی ما را که
راه راست و درست به ذات برد ویا آنکه معنی چنین باشد میخواهد تا حق به هر سه مقام برساند
شریعت و طریقت و حقیقت همین راه محقق نفس و دل و روح گویند یا ذات و صفت
و فعل یالاهوت ملکوت ناسوت گویند والله اعلم بالصواب والیه المرجع والمآب -
بدانکه بتخانه و میکده و صنم خانه باطن عارف کامل را گویند که دروازه معارف دقایق الهی
بسیار باشد - و ترسا مردروحانی را گویند که صفات ذمیمه نفس اماره او تبدیل یافته باشد
و ترسا بچه واردات غیبی را گویند که از عالم اقسام بر دل سالک فرود آید - و پیر خرابات
عالم معنی باطن و عارف کامل را گویند - و کافر کسے را گویند که یکرنگ وحدت باشد -
و محاربت ذوقے را گویند که از دل سالک بر آید و او را خوشوقت سازد - و ساغر و پیمانه
شئے را گویند که از و مشاهده غیبی و ادراک معنی الهی کنند - و زنار علامت یکرنگی و

و بیک جہتی در دین و متابعت راہ یقین۔ و کلیسا و کنشت عالم یقین و عالم شہود را گویند
و یار و دلدار و صنم بحقیقت روحی و تجلی صفات را گویند۔ غمزہ و بوسہ فیض باطن را
گویند کہ نسبت سالک واقع شود۔ و ہرگاہ کہ لب و دہان گویند صفت حیات خواہند چشم و
ابرو صفت کلام الہام غیبی را گویند کہ بر سالک وارد میشود۔ و قلاش و قلندر را اہل ترک را
گویند یعنی آنہائیکہ از لذات و مرادات و ہوائے نفس رستہ باشند۔ و شہود و شاہد اہل
جذبہ و اہل ذوق را گویند۔ و خمار و بادہ فروش مرشد کامل را گویند۔ ساقی و مطرب غیب
کنندہ فیض رسانندہ اہل معنی را گویند۔ عیسی دم مرشد کامل را گویند۔ دختر بمعنی نفس مطمئنہ
را گویند۔ آنچہ اصطلاحات محققان است جزوے بہ نظر ایشان معلوم بود در ین محل
نوشتم کہ طالبے را درین اصطلاح واضح میشود۔ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْ ھَدٰنَا لِھٰذَا
یعنی شکر خدائے را کہ راہ نمود ما را بدین بیان خود در توحید او تعالی۔ غرض اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْ
گفتن یعنی در مقام محمودی ہدایت خاص کہ مغفرت خاص و رحمت خاص و مقام صمدیت
است مقرر و مثبت است محمد علیہ السلام را است و آنکہ تابع اوست قولاً و فعلاً و
حالاً وَمَا کُنَّا لِنَھْتَدِیَ لَوْلَآ اَنْ ھَدٰنَا اللّٰہُ یعنی حال این است کہ نبودیم ما راہ
یافتگان بدین مقام خاص بہ اعمال و افعال خود اگر خدائے تعالی این راہ خاص حضرت
محمدی ما را ننمودے و از امت خاص او نگردانیدے پس این ہدایت است نہ کسبی
فافہم واللہ اعلم بالصواب۔

فصل دھم

در بیان توبہ و بیان سالک مجذوب و مجذوب سالک

بدان اے عزیز کہ اگر حق تعالی توبہ نفرمودے ہیچ ولی بولایت نرسیدے و ہیچ بزرگ
بہ بزرگی نرسیدے۔ عام خواص ہمہ را از سبب توبہ عفو است چنانچہ التائب من



الذنب کمن لا ذنب له وہرکہ توبہ کند از گناہان پاک شود و متوجب مراتب شود قال
علیه السلام التائب حی لعصمة التوبة وتارک التوبة میة بالمعصیة وقال
الله تعالی مَن تَابَ وَاٰمَنَ وَعَمِلَ عَمَلًا صَالِحًا فَاُولٰئِکَ یُبَدِّلُ اللهُ سَیِّاٰتِهِمْ
حَسَنَاتٍ ط وَکَانَ اللهُ غَفُوْرًا رَّحِیْمًا ومعنی غفر در لغت پوشیدن باشد وغفور
از اسماے صفت است یعنی بپوشانیدم لباس مغفر سر خود را کہ این صفات ما است۔
بدانکہ فعل خداے صفات خداے است وصفات خداے تعالی قدیم است چون ذات صفات
الذات والافعال قدیمات مصورات زوال وتاثیر صفات بہ افعال اوست وافعال
دو چیز است یکے بواسطہ بقول علما یکے را فعل لازم گویند دوم را فعل متعدی پس لازم
آنرا گویند کہ منحصر بدو باشد بیواسطہ غیر و آن مشیت اوست و در مشیت کسے را حکم نیست
واین مسئلہ اعتقادی است نہ فعلی است چنانکہ خداے تعالی فرمود از افعال خود خبر میدہد
واضافت آن افعال خود بخود میکند ومیگوید اَللهُ یَتَوَفَّی الْاَنْفُسَ حِیْنَ مَوْتِهَا پس اینجا
فعل را بیواسطہ گویند وآن بیان حقیقت قدرت است کہ مجاز را اینجا مساغ نیست
واین فعل ہمچو فعل لازم است کہ تایب بخودی بخود توبہ میکند آن لزوم توبہ عبارت ازو
است۔ ومیگویند ہر کہ بیواسطہ ماذون توبہ کند آن توبہ مقطوع آثار است ومتوب
علیہ مبتدع طریقت وتوبہ آن تایب کالنکاح بلا اذن ولی است اگر این چنین تایب
از متوب علیہ بگردد وبدیگرے پیوندد مزد طریقت نباشد اما ہر سبیل خاص آنست کہ بواسطہ
اذن ماذون است قال الله تعالی وَهُوَ الَّذِیْ یَقْبَلُ التَّوْبَةَ عَنْ عِبَادِهٖ
وَیَعْفُوْا عَنِ السَّیِّاٰتِ واین توبہ ہمچو آن فعل است کہ آنرا متعدی گویند یعنی اضافت
آن فعل بہ اذن ماذون است فعل حکمت اقامت شریعت براے اثبات تحقیق کہ
مصالح مبتداول ومعمول اند بین الناس والالتزام صحت الاسلام کشہادت الشہود
کما قال الله تعالی وَاللهُ شَهِیْدٌ عَلَیْکُمْ۔ وکما قال الله تعالی لِتَکُوْنُوْا شُهَدَآءَ

عَلَی النَّاسِ وَیَکُوْنَ الرَّسُوْلُ عَلَیْکُمْ شَهِیْدًا ۔ اکنون بدان اے طالب که اول
علمی که دلیل است عابد را به سعادت و بشریت سالک را بهدایت آن توبه است و
آن بر مثال سکه زر میتواند بود به وجود نبی آدم یا بمقام فص منقوط در خاتم که با وجود آن یک
رکعت نماز بهتر از هفتاد رکعت باشد که بے او گذارده شود وَمَنْ لَّمْ یَتُبْ فَاُولٰئِکَ
هُمُ الظّٰلِمُوْنَ میگویند که توبه درست نیاید مگر بدست مرشد کامل به علم شریعت و طریقت
و حقیقت عالم باشد و او در ادیان همچو طبیب حاذق باشد و به قواعد بحران و اقران مبصر
باشد و متدارک اصلاح آن تواند گفت و به مراتب وجود و علم و نور و شهود مطلع باشد
و ممیز حدیث نفس و حلم و صفائی که قلبهائی که مشهد انوار تجلی ذات حضرت لایزالی است
تواند شد و به مکاشفات خمس که عالم ملک و ملکوت و علم و سر و جبروت و علم اهل قبور را
خبردار باشد و به مصطلحات فقرا و کنایات اهل صفا و عبارات علما که نقبای راه یقین
اند مجتهد باشد و به رموزات و اشارات صوفیان واقف باشد میگویند که شرط طالب را فهم
شدن واجبی است باید دانست که اول طالبی ترک است و اوسط آن تفرید و آخرش
توحید مقصود از توبه محمود معرفت حق و مقصود از معرفت حق اسلام ۔ اے طالب باید
شناخت که تا حد هر شئے مفهوم نشود دانستن آن شئے مر طالب را به کلی میسر نشود و خلاصه
علوم و نهایت مفهوم معرفت حدود اوست و محدود و معرفت محدود است به حد
نفس آن و رین علم بمثابت ملح است در طعام و سلک است در نظام و همچو نطق است
در کلام و اصول اجتهاد در منطق مستعدان خود نیست و تحصیل علم بالضرورت لازم است
زیرا که تا حد هر شئے متعین نشود محقق را شرکت و تقلید و ظن و وهم از دل برنخیزد و قاعده
این چنان باشد که یکے گفت فقیر و دیگرے گفت فقر چه باشد او جواب فرمود که اگر
سوال فقر ذاتی است که ذات به ذات رود و گفت که شرع چه باشد گفت امرے
است به لزوم عبودیت باز پرسیدند که عبودیت چه باشد گفت قیام بنده باشد بحق



باز پرسیدند کہ حق چہ باشد گفت یافت وجود مطلق است بہ نفس لاغیر باز پرسیدند کہ یافت چہ باشد گفت یافت حق است حق را بحق باز پرسیدند کہ نفس چہ باشد گفت جوہرے است بخارے انگیزندہ تا کہ قواے حیات وحس حرکات است و روح حیوانی بہ واسطۂ قلب و نطق ہم اوست کہ چون مصفا شود روح گویند و چون میل دل کند ملہمہ گویند و چون میل طبیعت کند لوامہ گویند و چون لذات حسی و بدنی بپیوند امارہ گویند و چون بہ اذواق روحانی و انوار ربانی گردید مطمئنہ گویند۔ در معارف آن کلام بسیار است ولیکن شمۂ نمودہ شد فافہم۔ اکنون بیان سالک مجذوب کہ بندگی حضرت قطبی رضی اللہ عنہ در ۷۶ سمر فرمودہ اند اما طالبان را چیدکلام مخفی مشکل میشود ازین معنی انچہ در فہم خود رسید اظہار کردم۔

سمر ہفتاد و ششم

قولہ "اتفاق ارباب طریقت" یعنی ارباب طریقت بہ اتفاق گفتہ اند "و اصحاب حقیقت است" بہ اجتماع قایل اند کہ رہ روان دین بہ چہار صفت اند سالک مجذوب یعنی سالک متدارک بہ جذبہ دیگر مجذوب سالک یعنی مجذوب متدارک بہ سلوک" یعنی سالکان راہ دین و طالبان عالم یقین بچہار صفت بیان خواہد آمد۔ متدارک بکسر را یعنی دریابندہ جذبہ را و بفتح ہم می آید یعنی دریافتہ شدہ دریابندہ او حق تعالی است اما فرق میان مجذوب سالک و سالک مجذوب آنست کہ اول مظہر ذات است و دوم مظہر صفات از آنکہ اول را کشش و سیلابے آمد و تمام پاک کردہ برد قُل جَاءَ الْحَقُّ وَزَهَقَ الْبَاطِلُ شد ہمین نسبت است میان حضرت رسالت پناہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم و انبیاے دیگر۔ قولہ "دیگر مجذوب مجرد" چنانکہ مجانین عالم کہ خبر از ظاہر ندارند و باطن معمور اند ظاہر پیرو شرع نیند چنان در سکر اند کہ خبر صحو ندارند اما پیاپے جذبہ نصیب دارند۔ قولہ "چہارم سالک واقف"

یعنی ظاہر معمور د باطن خراب این از مجذوب مجرد ہم درمرتبہ کم اند این دو قسم اصحاب اسما و افعال اند۔ بباید دانست کہ قولہ "سلوک بے جذبہ نیست" یعنی درحقیقت این جذبہ معتد بہا نیست از انکہ طایفہ جوگیہ و دیگران بسیار سلوک و ریاضت دارند بحث ما در جذبہ اصطلاحی است چنانکہ فرمودہ اند قولہ "اما بعد جذبہ سلوک جذبہ دیگر باشد" کہ آن جذبہ اصطلاحی و معتد بہا است و مراد از آنست قولہ "برائے چیزیکہ سلوک بود بدان رساند" وَالَّذِيْنَ جَاهَدُوْا فِيْنَا لَنَهْدِيَنَّهُمْ سُبُلَنَا این است یعنی آنانکہ در راہ ما مجاہدہ کردند ما ایشان را راہہاے خود نمایم۔ قولہ "وآنکہ او را نخست جذبہ شد پیش آن متدارک بسلوک گشت سرے کشف شد اطلاعے بر بعضے اسرار حقیقت شد" یعنی رازے از رازہاے عالم حق و حقیقت مکشوف گشت چنانکہ کششے از طرف حق تعالی آمد یکا یک چشم را فرو گرفت کہ جز حق در نظر نمی آید و ہم یک وجود و یک ذات می بیند این معنی کہ گویند اطلاع بر حقیقت شد چنانچہ عارف فرمودہ است۔

بیت

از بسکہ دو دیدہ در خیالت دارم   در ہرچہ نگہ کنم توئی پندارم

قولہ "او را گفتند" یعنی مجذوب محبوب منی قولہ "ہرچہ خواہی بکن" یعنی بکن انچہ خواہی گناہان اول و آخر تو عفو کردیم شیخ لقمان سرخسی بندہ را فرمان شد از او کرامت ہرچہ خواہی بکن او میگفتے

مصرعہ

بندہ بارے نیستم پس چیستم

قولہ "خواست او این افتاد" یعنی مجذوب سالک را این خواست شد قولہ "کہ البتہ تعبد و صلاح پیشہ گیرد" یعنی عبادت کاری ورزد قولہ "وہم شابہ شئی من الاشیا بر و کشف کردند" یعنی نیز روا است کہ چیزے بر وکشادند کہ مقتضی طاعت و عبادت باشد قولہ "آنرا جذبہ گفتند۔ خواست این کارہ را بہ



کمال وانتہا رسانند پے آن سلوک کرد" یعنی تواند بود کہ ہمین پیر مرشد او را جذبہ
باشد و دوم تا آنکہ "جذبہ پیر و مرشد او را گرفت در راہ سلوک آورد اول در جذبہ مجذوب
سالک است دوم در حق سالک مجذوب یا آنکہ "جذبہ پیر مرشد خواست آنرا
متبع شود سلوک فرمود" یعنی مجذوب خواست متابع پیر مرشد شود مرشد او را سلوک
فرماید میگویند اینہم از قسم مجذوب سالک است کہ جذبہ حق و پیر یکے است و توجہ
با پیر و مرشد چنانچہ وَمَنْ يُّطِعِ الرَّسُوْلَ فَقَدْ اَطَاعَ اللّٰهَ ہمین کرشمہ می بازد -
قولہ "این ہر دو سالک متدارک بجذبہ و مجذوب متدارک بسلوک ارشاد
و ہدایت را شایند ہر دو نصیب باشند برائے امامت و خلافت"
را از حق و رسول و شیخ فاما اگرچہ ترا از طرف حق و رسول اذن نے بدعوت شد نشاید کہ خود را
نصیب این کارسازی و دست فرازی کند کہ پیش پیران طبقات منع است در عرصہ
قیامت عذاب میدہند میگویند این مرد کسے است کہ خلاف مشائخ کردہ است کہ بجرم
پائے ایشان مرتبہ رفیع رسیدہ است والبتہ از خفض و کسر ایمن گشتہ اند"
و ایشانرا فتح یاب از فاعل حقیقت بسبب اضافت با ابتدائے خلقت شدہ و خبر از
فصل و وصل رسیدہ و درین عبارت ہر سہ اعراب ذکر کردہ است نصب و جزم و
رفع و خفض و کسر ترک کردہ فرق را از آنکہ بر فقیر سالک وارد اما بایستے کہ فتح مذکور بودے
لیکن خود ابوالفتح است اکتفا بر قرینہ حال کردہ قولہ "تا شیخ قدم در دار الامان
نہادہ باشد و از دائرہ مراجعت بیرون نشدہ" یعنی دار الامان در بہشت مراجعت
نکردہ باشی گویا کہ غریبی اہل و مال و خانہ نداری ہمیشہ در پے مراجعت مقام اصلی
خود می باشی یا آنکہ تو در دنیا رہ گذری و ابن سبیل ہر چہ پیر مرشد کردی و آنچہ میسر نیست
نکردی علی الصباح روانہ گردی بہ منزلے دیگر آمدی کہ گفتہ اند العاقبة مبهمة چنانچہ
شیخ فرید الدین قدس اللہ سرہ العزیز ہر کسیرا کہ دعا کردند فرمودند عاقبت بخیر باد یعنی آخر کار

مردمان مبهم است معلوم نیست که خیرخواه شد یا نه مردم به وصال باشد و یا فراق
"حرام بود کشش که خود را به پیشوائی و رهنمائی شهره کند و این را بچه داند حقیقت
کشف شد کار بجائے رسیده" است اگر پرسند که خدا قادر بر این که او را
از آنچه او هست" یعنی روا نباشد که او خود را پیر و مرشد طالبان کند و بکدام علامت معلوم
میشود که این مرشد را کشف در حقیقت شده است "باز گرداند" باز بعالم تقلید برد
"جواب گویند محال تحت قدرت نیست ان الله لا یوصف بالمحال و ما من
نبی الا وله نظیر فی امتی" یعنی این بازگشتن و به مرتبه تقلید آمدن محال است و المحال
لا یحال الی الله تعالی از آنکه حق تعالی را حقیقت بمحال بکنند- قوله "دیگر چه معنی وارد
مرتبه انبیاے دیگر چیست عصمت از مراجعت اولیا را حفظ از بازگشت
چنانچه ذو النون مصری میفرماید من وصل لا یرجع و من رجع رجع عن
الطریق" و فرق میان عصمت و حفظ این است که انبیا واجب العصمت اند و اولیا
جایز العصمت تا فرق میان انبیا و اولیا شود هر که واصل بدان حضرت گشت او باز نگردد رجع موصل
و هر که بازگشت از راه بازگشت بعد از وصول به مقصود بازگشت نیست- قوله "و سر عدم
مراجعت گفتیم عیانی شد و حجب و استار در میان نماند حجب و استار گفتیم د استار
در حجب عیان اغایب شد" پس در مقام عیان هم حجب است همانکه گفتیم وصل حق
چون لصل است یک پرده گذاشتی دو می پیش آمد همچنین تا ابد الاباد هیچ غایت و نهایت
نیابی جائیکه ذات حجاب باشد آنجا مردم چون فهم برند پس رفع حجاب چگونه ممکن باشد
کما قال الله تعالی قُل لَّو کَانَ الْبَحْرُ مِدَادًا لِّکَلِمَاتِ رَبِّی لَنَفِدَ الْبَحْرُ قَبْلَ
أَن تَنفَدَ کَلِمَاتُ رَبِّی" ازین کلمات معلوم میشود که وصال و فراق نیست و ما فوق تحت
است امور نسبی است چنانکه فرمود- قوله "و وقت صحی محال است که از شام
نشانے یابی و آنکه گفته اند هر چه خوش آید کند همین شخص است چنانچه مولانا



جلال رومی گوید" یعنی مرد واصل مرتبه افضل ما شئت بهمیده است هرچه خواهد کند اورا ازیچ چیز مضر نیست وقت یعنی در وقت وصال از فراق هرگز نشانی نیابی که محال است که المحال لایحال الی الله مصرع

"باز آمدم چون عید نو تا قفل زندان بشکنم"

یعنی در وصال دوست چون عید نوشادان و فرحان آمدم برای این غرض تا قفل زندان وعلایق این جهان انداز سروقت خود در کنم و بے علایق و عوایق بدوست خود مشغول باشم و پروای دیگر نکنم

بیت

خواهم که هیچ صحبت اغیار بر کنم | در باغ دل رها نکنم جز جمال دوست

و بعضی میگویند ان متاع البیت یشبه رب البیت تا روح را از جنس نفس و قید دل خلاص دهم غرض از حصار نفس قفل بشکنم تا صفای او را یابد- قوله "این چرخ مردم خواره را پهلو و دندان بشکنم" یعنی این روزگار دراز را که عبارت از عالم نسبت و اضافت که نفس مردم را زیر و زبر میکند چون دانه در آسیا باریک آس میسازد و از جهان دل خبردار شدن نمیدهد به سیل کشش حق همه نجاست اغیار و کدورت اختیار پاک کرده ببرم چون جذبهٔ حق غالب شود همه علایق دنیاوی و عوایق عقباوی مغلوب و مقهور گردد و در باطن چرخ مردم خواره را پهلوی دندان بشکنم و اگر گذار گوئی کند همه دندانهاش شکسته در دهانش اندازم تا دیگر بار این نفس با کسی جفا کاری نکند چنانچه اذا جاء الحق زهق الباطل قوله "گر پاسبان گوید که هے بروے بر یزم جام مے" یعنی اگر حاجب از حاجبان محبوب مزاحمت زند و نزدیک آمدن ندهد من بران خاص جام بریزم و مست گردانم و سخن کردن ندهم غرض اگر عقل بوالفضول خواجگی آموز مانع آید بروے شراب محبت حق صاف به اندازم

بیت

عقل مرد نیست خواجگی آموز | عشق در دیست بادشاهی سوز



قوله "دستم اگر دربان کشد من دست دربان بشکنم" یعنی اگر رقیب محبوب دست من بگیرد و مرا درون خلوت رفتن ندهد من قلاشی و رندی پیدا کنم و دست او بشکنم تا دیگر بار این چنین بدخوئی با عاشق نکند غرض مضمون آن است که دربان غضب و شهوت است ملامه نفس حق را آمدن نمیدهد و باطل را درون میدارد و چون جذبهٔ حق درآید تصرفات نفسانی همه محو کند و دست قدرت نفس کوتاه کند اِنَّ الْمُلُوْكَ اِذَا دَخَلُوْا قَرْيَةً اَفْسَدُوْهَا وَجَعَلُوْٓا اَعِزَّةَ اَهْلِهَآ اَذِلَّةً این باشد

قوله "هر که من بدست را در خانه خود ره دهی" یعنی وقتیکه مرا که عاشق مستم در خانه راه دهی و من بدست و خراب در محل و غیر محل بر تو آیم و نشینم و حکایت عشق و محبت کنم غرض این معنی همه آن است که بدست به خرابات عشق و صولات محبت است که از عالم خودرائی و خودنمائی است که صفت استغنائی دارد و ذات حق است که القلب بیت الله و عرش الله است. قوله "پس می ندانی این قدر این بشکنم آن بشکنم" یعنی ای نادان این قدر ندانی که من روزی از مستی دست و پای دربانت بشکنم و رقیب را بجان بکشم و ترا از سراپرده خلوتگاه بیرون درگاه بگذارم غرض ظاهر را بر باطن زنم و باطن را بر ظاهر و صورت را به صفت معنی گردانم و معنی را به صورت باز گردانم و حقیقت را به رنگ مجاز نمایم و مجاز را به حقیقت باز نمایم از آنکه از عالم نسبت و اضافات است نه از عالم وَاللّٰهُ مِنْ وَّرَآئِهِمْ مُّحِيْطٌ -

بیت

عشق مشاطه ایست رنگ آمیز — که حقیقت کند برنگ مجاز

قوله "مرتضی علیه السلام هم ازین جهان نشانی داده است لو کشف الغطاء ما ازددت یقینا" یعنی سرور اولیا علی مرتضی هم فرمایند که اگر پرده مجاز از روی حقیقت کار بردارند مرا هیچ زیادتی و نقصانی در معرفت نباشد از که برنگ حقیقت دیده بودم

ہمان بینیم ہم ازین عالم عشق ومحبت است اما تو نیکو فہم کنی غیر او نیست درحقیقت
قولہ " یَوْمَ تُبَدَّلُ الْاَرْضُ غَیْرَ الْاَرْضِ زمین زمین نماند زمین بہ یقین
غیر آن شود " آنرا کہ حکم نورانی وروحانی گرفت قولہ " وَالسَّمٰوٰتُ مَطْوِیّٰتٌ ن غیرے (اسما)
بِیَمِیْنِہٖ چون پیچیدہ بہ یمین او شدند دران یمین بہ یقین یکے گشتند " این یمین
صفت جمال است وجمال را با ذات جنسیتے بہ کمال در صفا ولطافت ونورانیت
است پس یکے را در یکے ہمان یکے نمودند الجنسیت علت الضم یعنی جنسیت وہم
جنس بودن سبب ضم وجمع است ۔ قولہ " مرتضیٰ علیہ السلام چگونہ نفرماید ما ازددت
یقینا " کہ زیادت ونقصان از امور نسبی است واللّٰہ مِنْ وَّرَآئِہِمْ مُّحِیْطٌ است ۔
قولہ " ہمہ را یکے دیدہ ویکے دانستہ یکے شناختہ " الواحد لا یصدر منہ
الا الواحد یعنی از یکے جز یکے صادر نشود چنانچہ در علم حساب یکے را در یکے ضرب میکنی یکے
شود غرض بہ ہر سہ مرتبۂ ظہور مطلع گشتہ ابتدا وانتہا را بہ یک صفت دیدہ شریعت بیک "
ذات دانستہ طریقت ودیک حکم شناختہ حقیقت قولہ " صور واشکال ازمیان برود ن دیگر
یعنی صفات وافعال از نظر عارفان برود ہمان ذات واحد را بہ بیند از دلہ وچکند
ہمانچہ حق است ظہور پذیرد یعنی نسبت واضافات ہیچ نبود در نظرش حق را بحق حق
بہ بیند ۔ قولہ " سخن با فہم میکنی اگر میکنی زہے مردے کہ توئی " یعنی حضرت بندگی
مخدوم قدس سرہ میفرمایند کہ سخن ما از عالم وراء الورا است واز جہان کشف وعطا م کشف عطا
است ازان تنبیہ میکنند کہ سخن خود سخن کشف است اما کشفے بغیر ریاضت ومجاہدہ
کردہ فہم میکند بہ امر مرشد کردہ باشد مرد مرتاض مجذوب سالک باشد چنانکہ حضرت
رسالت است او فہم میکند کہ عالم ورلے وراء خاص اوست ازان مبالغت
حضرت قطبی میکنند میگویند کہ زہے مرد توئی کہ سخن ما را فہم میکنی بجز نظر ایشان کشف نشود
واللّٰہ علیم حکیم ۔ قولہ " وآنکہ گویند میان این دو متدارک مجذوبہ

یا متدارک بسلوک تفرقہ نہند گویند آنرا کہ جذبہ مقدم است او اعلیٰ و اولیٰ است لاحول ولا قوۃ الا باللہ ہر دو را اخوان توامان دان کہ از یک شکم یکبار بیرون آمدہ اند" - این شروع است در بیان فرق بیان دو قسم اول آنست یعنی میان مجذوب سالک و سالک مجذوب کہ کدام فاضل و مفضول و حول قوت خدائے را است این سخن درست نیست یکے را فاضل و یکے را مفضول گویند بلکہ ہر دو قسم در مآل یک حکم دارند چون واصلان را ابتدائے الی آخر از سرا وقات غیب در آید ہر دو فریق سر برآرند و بباید دانست کہ مجذوب سالک را سلوک آسان است چندا محنت و مشقت نمی بیند آسانی بمقصود میرسد و سالک مجذوب را مشقت و محنت در راہ بسیار پیش می آید و بعدہ بمقصود میرسد و در مآل ہر دو برابر اند این ہم بمقصود رسید او ہم رسید و از من وجہ کہ مشقت و محنت و مجاہدہ را اعتبار است سالک مجذوب افضل و اولیٰ بود - قولہ" سالک واقف دو سہ معنی دارد یکے آنکہ واقف است کہ چیزے او را کشف شدہ بیش بیشتر نمیرود" یعنی بیشتر از در راہ قدم نہند ہمانجا یافتہ بندہ کند و طلب او در سرش نباشد اما یافت ابتدائے عشق و یافت انتہائے عشق - قولہ" و یا سالکے است مرشد بر سر ندارد" یعنی آن سالک است صلاح من عند نفسہ اختیار کردہ است مرشد ندارد این صلاح اثرے ندارد بلکہ خبرش پیشتر آمدہ آوردہ اند کہ مردے بخدمت شیخ برہان الدین غریب آمد و گفت من ہر شبے سہ صد رکعت نماز میکنم شیخ گفت باباترا کہ فرمودہ است گفت من اختیار کردہ ام شیخ فرمود بعد ازین مگذار کہ آفت رسد عوام الناس چہ گویند شیخ نماز را منع میکند ایشان منفعت دین و دنیا ے دیدہ ند گفتند

بیت

کلید در دوزخ است آن نماز | بدیدار خلقے گذاری دراز



قولہ" یا سالکے است بہوائے گرفتار شدہ است بتقبیل اقدام و دست

ن همیدان (یا سیماء)

بوسی اتام دبه واقعه خوابیکه می بینند تحمل درست میباشد همیدانِ آن غرور است و اندک حضور که دست میدهد بدان سرور دارد یا در اثنای سلوک لذتی طاعتی یافت استحلاء الطاعت یا بد وقت اوست" یعنی سالک واقف سالکی است که به آرزوی

وجدانی

نفس خود مبتلا گشته ازان قید جدا میسر نیست هرچه در بند آنی بنده آنی اینجا ظاهر گردد و اقدام الی آخره فرموده یعنی بپای بوسی و دست بوسی مردمان خوش شده نظرش ازان پیشتر نمیرود به آفتی گرفتار شده یا آنکه سالک واقف آنست که به واقعه درست سر فرود آورده است بدان فریفته گشت به اندک حضور دل که او را دست میدهد خوشان و فرحان میرود و طلب فنائی فنا ندارد و یا آنکه سالک واقف آنست که او را درمیان سلوک و در وقت آن لذت طاعت و عبادت دست داد و بهورا مطلوب و مقصود دانست پیشتر نرفت و استحلاء الطاعت فرموده اند یعنی شیرین پنداشتن طاعت ثمره و حاصل وحشت و نفرت از قرب حق تعالی است. قوله مجذوب مجرد این چنین کسی هم باشد پرتوی از عکس لاهوت بروی زود ماه عشق

---

* در نسخهٔ تبصرة الاصطلاحات که منقول عنه است اینجا عبارت کثیر از اسمار الاسرار ترک شده است که اینجا نقل کرده می آید:- "و یا همتی بلند ندارد هم به تشکلی و تمثلی که او را پیش آمده به نظاره مانند شاهد را بجای غایب نهاد از شاهد غیب محروم ماند واقف این چنین کسی هم باشد که مشتاق و شیدا یدمی تو اندر خود نهادن از بسیار سی به اندک قرار گرفت و دیگر هر جا که متعبدی متزهدی است بدانکه واقف است او میگوید مرا چیزی نمی باید توفیق عبادت مرا کافی است. اما مجذوب مجرد چنین کسی هم باشد که در باب او این بیت حالی زیاده چون کف ساقی تهی نمیگردد. کجا دماغ لطیفم ز مستی آید باز. پر پر می پیمایند و فرحه شعوری نمیدهند هر نفسی مست مست میدارند نیکو دولت است این عظیم دولت است و سعادت است این آن دو که گفتیم احیانا اگر با سعادتی گامی تمنا این کنند همه پیران طلب مقام مریدان اند و همه مریدان مشتاق احوال پیران مریدان میگویند زمانی ما را از دولت مدهوشی بر هانند و پیران میگویند ساعتی ما را با ما دهند هر چند که مجذوب مجرد لایق شیخوخت و دعوت نیست آتش میکده در خانهٔ عوزن و هدایت سیلاب ضلالت این دار مرا نجلنه عمار پدید و بسیار. دیگر مرا به عمر روزگار میسپارید. اشارتی به حالت مردی است که ایشان را لو کشف سر الربوبیت لبطلت النبوت. مرد در قلزم وحدت غرق است فرصت آن ندارد که سر بر آورد در غرقابی افتاده است البته ساحلش اپا پلیهٔ پیدا نیست پیغامبر دعوت کرا کند نوبت بر که ارسال شود او از قاب قوسین او ادنی در گذشته است ثانی را محال نمانده است ؎ چون رسد عشق را چنین حساله سر دیشد گفتگو دلاله + دلاله از عالت شه و عروس بر پیان باشد هیهات او خود محرم کارخانهٔ هستی

(بقیه حاشیه بر صفحه ۱۳۷)

سبک شد" یعنی سلوک نکرده کسے باشد که چیزے از مقامات یافت همراه نسبت شد به حقیقت وصال نزد بعد
و دیگر بر تو تابشے از دولت حیرت که عبارت از جذبه است که دماغش سبک شد هر چه خوش آید میگوید ضابطه رفت
درین جا این قصه موافق محل است به نظر ایشان یاد آمد شنیده باشی یحیی معاذ رح به ابو یزید رح نوشت که اینجا
کسیکه جرعه شراب محبت نوشید میان ما مست گشت که خبر ازین عالم ندارد ابو یزید رح در جوابش نوشت این
کار کنار را رسوا مکن اینجا کسے است که هر دم خمهاے شراب می غلطاند هیچ مست نمیشوند هزاران
هزار دریا پیمانه و تشنه رفته اند و تو مست از چه گشتی چون نخوردی فراق باقی دارند چرا مجذوب سالک
نمیشوی که مجذوب مجرد را که جذبه ذات دارد چنان مست است که خبر صحو ندارد پس لایق شیخوخیت
نیست که از قید شرع رفته است که خبر صحو نیست چنانچه بر شیخ محی الدین اعرابی بود که مقام و دار الوراد
ندانسته برین تجلی ذات منحصر کرده بر این معنی حضرت قطبی تمثیل مجذوب سالک و سالک مجذوب مجرد در چند
بیانها آورده اظهار مقامات اولیا کرده اند. فافهم واغتنم. قوله لقمان رح سرخسی پرنده گفت در بند گسست
پیر شدم رسم بندگانست که درین حالت آزاد کنند آزادی مطلبم شعاعے از پرتو لاهوت
بروے زد مجنون صفت گشت" یعنی درین حالت مجذوب من باشم که جذبه پیاپیے دارم که از آن
جدا بهمه حال نمیشوم و او را پرنده از آن میگویند که چون در سماع شدے قوت طیرانی دست دادے از
یک طاق خانه بر دوم طاق می پریدے. قوله مجرد مجذوب چنین هم باشد بر بهرے اطلاع یابد
قید شرع از پا گسسته بنید" ازین معنی گویند که لایق شیخوخیت ندارد که کسیرا فایده نرساند که خبر صحو ندارد از
قید شرع رفته است کجا شب و روز نمیشود خبرے نیست اما و اصل است میگویند که از غایت کشش
حق دوام حال را دعوی کند دوام حال خود محال است ازین معنی چند صوفیان میگویند که واصل نیست
آرے ره وصال موقوف بر اتباع حضرت رسالت است زیرا که او محبوب مراد است با او و عده است

(بقیه حاشیه صفحه ۱۳۶)
واشوقاه الی لقاءما خوانی همین شبها نه فرمایید برادران واقاربان اند که هم کاسه هم پیاله هم نواله او بیند چه میگوییم کجا افتاده
ام مردمان مے خورده مشتاق شدند تو هم در حکایت مستان شده دیوانه شدی یاوه میگوئی. بعد ازین عبارت مجذوب مجرد
این چنین هم باشد الخ" استاکه بالا مرقوم شده.



ہر کہ براہ تو آید اورا وصال باشد واگر نہ کان من کان دفعل من فعل بہ حق نرسد واسطہ ہمو است جز این نہ نیکو است۔

بیت

محال است سعدی کہ راہ صفا ❊ توان رفت جز بر پے مصطفیٰ

مُہار بندگی شکستہ یا بر عنان عبودیت از دست رفتہ بیند "از وُ ہر چہ خوش آید کند و **از ہر بد باز ماند کجا آن حالت کہ محمد و خدائے محمد سر بسر کجا آنکہ ابو جہل جفا کند** "یعنی عبودیت والوہیت ابداً و ازلاً متمیز و دیکے بدون دیگر متصور نہ بوجہل چنان بر حضرت جفا دارد کہ کو سنچہ گرفت و در راہ حرکت پیدا کرد چنانچہ مشہور است بعدہ این آیت نازل شد اَلَمۡ یَعۡلَمۡ بِاَنَّ اللّٰہَ یَرٰی دیگر اَرَءَیۡتَ الَّذِیۡ یَنۡہٰی عَبۡدًا اِذَا صَلّٰی الی آخرہ رسول اللہ خوش شدند کہ ازین تشریف کدام تشریف بالاتر خواہد بود کہ محبوب محب را گوید کہ ہر چہ تو میگذرد از ایذا و جفائے رقیبان می بینم میدانی عاشق را چہ لذت وخوشی دست دہد چنانکہ مروی است کہ چون آیت اَلَمۡ یَعۡلَمۡ نازل شد رسول اللہ از غایت خوشی تکرار میکرد اھو یری اھو یری میگفت چون در خانہ آمد اہل بیت ہمہ در پا افتادند و می پرسیدند یا رسول اللہ ھو یری رسول اللہ میفرمودند ادما را می بیند ما او ذی نبی قط مثل ما او ذیت ہمین غمزہ زند۔ "**دندان و رخسارہ شکند و بہ سنگ**" ملامت زند "حالت داعیان **و ہادیان این است**" چنانچہ قصہ مشہور است کہ حضرت رسالت پناہ در جنگ بدر و دیگر جہاد چہا مشقت گذشت کہ دندان مبارک شہید شد علی ہذا القیاس۔ **قولہ** "**روز بدے است این مرشدان را کہ ہم ایشان دانند**" آرے ہر چہ در آخرت بر دوزخیان خواہد گذشت از عذاب گوناگون دآلام بیحد و بیگون ہم بر دوستان خود ہم در دنیا میگذرد و درجات مزید ہم متحمل ایذائے خلق و بارکشی ایشان میگردد۔ **قولہ** "**بین بیچارہ طبیبے کہ علاج دیوانگان کند**" طبیب شدہ کامل مکمل است و دیوانگان متابعان ادیند کہ ہر چند ایشان را از طور حس و شہوت بہ طور عقل و قدس میبرد و پیش ایشان وصیت معقولات و منقولات می نہد ایشان ساعتے گوش می نہند باز ہیچو بہ اصل خود دیوانہ وار گم کردہ را گویند اَلَمۡ تَرَ اَنَّہُمۡ فِیۡ کُلِّ وَادٍ یَّہِیۡمُوۡنَ دہیمان و حرمان گرفتار اند اما چہ کنند کہ رضا جوی نکند

دخود را خدا انساز دچون رضائے او دران می بیند۔ قوله "مینویسند اگر یکے به رتبۂ دعوت رسد شاید
بغیر اجازت پیر دعوت کند" بحکم اُدْعُ اِلٰی سَبِیْلِ رَبِّکَ بِالْحِکْمَةِ وَالْمَوْعِظَةِ الْحَسَنَةِ هر چه امر ۱
پیغامبران را است همه امتان راست اما قوله "لا حول ولا قوة الا بالله چه گویم آن مرد نادان را
با خدا بیتوان گفت شنیدی در میان نهادن اما با پیر و پیغامبر" یعنی ایشان گویند با خدا بے نوائے (ن بی داسمار)
دیوانگی داریم اما با محمد بندگی آریم قوله "میشمرست ضرورت است او را بلامی باید کشید و جفا
می باید شنید واز پیر و نبی بهی باید گردید هر چه آید اینجا چنین میفرماید بیت
اگر مراد تو اے دوست نامرادی ماست"

همه که گفتیم رضا جوئی دیگر است یک ساعت رضا جوئی بهتر است از یک سال بندگی این چنین به فرمودگی
پیران مستحکم باشید۔

"مراد خویش من از تو دگر نخواهم خواست شعر
ارید وصاله ویرید هجری فاترک ما ارید لما یرید"

(حاشیه: ن مراد خویش ...)

میخواهم وصال دوست چنانکه مرادی است منتهی طلب طالب است واو میخواهد فراق من پس خواست خود را فدائے
خواست او کردم که رضاے دوست در دوست اول خدا پرستی بود ثانی رضا جوئی است در اول حضور و غیبت
است و در دوم حضور غیبت و غیبت حضور این الخ اول است اینجا قدم تمامتر است۔ و بباید دانست مراد
از پیر افعال الله است واز پیغامبر صفات الله هم ازان میگویند از پیر و پیغامبر نباید گردید از انکه در ایشان بشر بیت
است پس هر چیز را هم الحاق است اما در ذات وهم الحاق چیزے نیست از انکه ایشان از امور نسبی اند
وَاللّٰهُ مِنْ وَّرَائِهِمْ مُّحِیْطٌ است۔ قوله "آه پیرا سوختی سوختی" یعنی مرا به دعوت خلق فرستادی
و با خلق در بستی اول سوختن از آثار و فعل است دوم از اعلام صفت سیوم از انوار ذات حجابه النور لو
کشفه لاحترقت سبحات وجه ما انتهی الیه بصره من خلقه قوله بیت
"حاصل عشقت سه سخن بیش نیست سوختم و سوختم و سوختم"
اللهم اهدنا الی سواء الصراط در عشق تو همین سخن است سوختیم در فراق سوختیم در وصال سوختیم در اتحاد ذات والله
علیٰ حکیم



فصل یازدهم

در بیان انسان که شناختن عالم صغیر و کبیر معرفت او تعالی و بیان خرقه پوشیدن و طاقیه از پیر مرشد طالب گرفتن آنرا و وجه تسمیه دانستن و رسم عاشقان که فراق برائے وصال ارند۔ بدان اے عزیز که انسان عالم صغیر است و هرچه غیر انسان است کبیر است نمودار آن در عالم صغیر است تا هر که عالم صغیر را آنچنان که عالم صغیر است بداند او عالم کبیر را نیز بداند پس این نوع شناختن کار عظیم است صراط مستقیم معرفت خود است رسول الله صلی الله علیه و آله وسلم این دعا میکرد اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِیْمَ درویش تا خود را نشناسی امکان نیست که خدا را بشناسی چنانچه من عرف نفسه فقد عرف ربه راه بغایت کوتاه است مشکل دشوار است۔ بدانکه عالم کبیر جوهر اول تا هرچه در عالم کبیر پیدا آمد از ان جوهر اول پیدا آمد جوهر اول عالم کبیر روح اضافی را گویند جوهر دوم عالم صغیر نطفه است و عالم صغیر و کبیر در چهار دریا مشابهت نمایدم و ام که نطفه در پشت مرد است چون به رحم زن آمد همان دریاے دوم ظاهر میشود گنج پنهان بود آشکارا کرد که انسان را آفرید تا شناخته شود بعده تجلی نمودار کرد تجلی حقیقت و معرفت ظهور شد چنانچه میگوید که داؤد پیغامبر علیه السلام مناجات کرد الهی لماذا خلقت الخلق قال کنت کنزاً مخفیاً فخلقت لکے اعرف و به طریق دیگر فاحببت ان اعرف فخلقت الخلق لاعرف گنج پنهان بود که میفرماید کنت کنزاً مخفیاً ذات خداے است و ذات خداے دریاے اول است و دریاے اول تجلی کرد دو دریاے دوم ظاهر شد و دریاے دوم روح است اضافی و روح اضافی اسامی بسیار دارد عقل و دل و قلم اول و روح اعظم و روح اضافی و روح محمدی و مانند این آمده است تا سخن دراز نشود جزوے تمثیل گفته شد میگویند که روح اضافی جوهر اول عالم کبیر است و رسول الله صلی الله علیه و آله وسلم ازین نظر فرمود اول ما خلق الله العقل صفات خداے تعالی و اسامی اینجا ظاهر شدند و آن عالم ملک و ملکوت است و روح اضافی که جوهر اول عالم کبیر است ظاهرے و باطنے دارد و ظاهر از روح اضافی اجسام افلاک و انجم و عناصر شد تا عالم ملکوت پیدا آمد که چهار دریا

تمام میشود ہمین را کہ افلاک انجم عناصر طبایع است و دیگر آبا و امہات نیز گویند واین آبا و امہات دایم در تجلی اند و از تجلی ایشان موالید سہ گانہ پیدا آمد و در آخر ہمہ انسان پیدا شدہ شرف یافت و مخفی را اظہار آورد چنانچہ خواجہ حافظ فرمودہ است۔

بیت

دوش دیدم کہ ملایک در میخانہ زدند — گل آدم بسرشتند و بہ پیمانہ زدند

واللہ علیم حکیم۔ بدان اے عزیز کنت کنزاً مخفیاً فاحببت ان اعرف فخلقت الخلق پس پیدا کرد آدم را تا او را شناختہ شود۔ ہر کہ در عالم معرفت ثابت قدم تر و بہ آتش محبت سوختہ تر او را لذت از رویت محبوب بیشتر است ہمیگویند کہ معرفت بر سہ قسم است عام و خاص و خاص الخاص۔ معرفت عقل عام است کہ جمیع طوایف از انسان متفق اند اللہ تعالی آفرینندۂ موجودات و صانع مصنوعات است بے آلت رازق است۔ واما حقایق آثار صفات سابقہ از حسوس و نفوس و عناصر اربع انچہ در جہان است تواند شناخت و در آخر بداند سَنُرِیہِمْ آیٰتِنَا فِی الْآفَاقِ وَفِیْ اَنْفُسِہِمْ اَفَلَا تُبْصِرُوْنَ بر این حاکی است واگر بعد عنایت ازلی و بہ تعلیم و تفہیم مشایخ و اولیاے حضرت صمدیت بعضے عوام را شمۂ ازین معانی ارزانی فرمایند معرفت صفات افعال و نفس خود حاصل شدہ باشد و بہ مرتبہ من عرف نفسہ فقد عرف ربہ رسیدہ باشد و کسے را کہ معرفت نفس حاصل شدہ نباشد پس معرفت صفات ذات حق حد عقل تو چون بود اما معرفت انبیا خاص الخاص است و آن شناخت ذات مقدس است تعالی عن درک الافہام والاوہام کہ مقصود حاصل است۔ اصل از فطرت آدم و آدمی و مطلوب کلی از عرفان معرفت ذات خود بودہ است کہ احببت ان اعرف۔ فاما الاکمال غیرت عزت و جلالت و عظمت حقیقت معرفت ذات بہیچ کسے ندادہ است وَمَا قَدَرُوا اللہَ حَقَّ قَدْرِہٖ اے ما عرفوا اللہ حق معرفتہ سر این معنی است۔

بیت

سبحان خالقیکہ صفاتش زکبریا — بر خاک عجز میفگند عقل انبیا



میگویند کہ وصف معرفت عین است کقولہ اِنَّا عَرَضْنَا الْاَمَانَۃَ عَلَی السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ

وَالْجِبَالِ فَاَبَیْنَ اَنْ یَّحْمِلْنَهَا وَاَشْفَقْنَ مِنْهَا وَحَمَلَهَا الْاِنْسَانُ ط تا آیت۔ ودر تمہید قاضی
عین القضات میفرمایند کہ حق را صفات است تا معرفت آن حاصل نمی شود ذات را نتوان
یافت واو را ذات است تا آنرا در نیابد بہ صفات نتوان رسید معرفت او را حد تشبیہ نیست
کہ او را منحصر کردہ بشود ہر چند کہ می بیند وراء الورا است وَاللّٰہُ مِنْ وَّرَآئِہِمْ مُّحِیْطٌ چنانچہ
محی الدین اعرابی رح بر تجلی معرفت ذات منحصر کردہ است کہ الٰہ مطلق مقید کردہ است ازین
معنی حضرت بندگی مخدوم قدس اللہ سرہ گفتہ اند کہ او را تجلی صفات و معرفت نبود کہ در معرفت
تجلی ذات کلام نیست ہمین را سکر میگویند چنانچہ در معرفت تجلی صفات کلام گفتہ اند ہمین را صحو
میگویند چنانچہ پیشتر بیان رفتہ است ازینجا نہ نوشتم کہ تکرار نباشد۔ وشیخ ابوسعید رح میفرمایند کہ
معرفت او چنین است آنکہ ندانی و بدانی کہ ندانی و نخواہی کہ بدانی **بیت**

گر نیابی بہ دوست رہ بردن　　شرط یاری است در طلب مردن

وشیخ سعدی رح میفرمایند **بیت**

نہ حسنت آخرے دارد نہ سعدی رح را سخن پایان　　بہ میرد تشنہ مستسقی و دریا ہمچنان باقی

فافہم و اغتنم۔ ودر اخبار آمدہ است کہ طاقیہ مونس دوست است ودر بحر عشق مرکب
است درین راہ صادق کسے است کہ قدر طاقیہ بداند۔ **رباعی**

در طاقیہ جملہ عشق و شوق است ہمہ　　اسرار جمال دوست و ذوق است ہمہ
چون بر سر خود نہادی آن مونس دوست　　می سوز دعشق او چو شوق است ہمہ

قاضی عین القضات رح میفرمایند پوشیدن طاقیہ بر دو طریق آمدہ است یکے کلاہ سیاہ کہ از
فرق بلند باشد ازان ناشزہ گویند بعضے درویشان پوشیدہ اند دومی کلاہ سفید و یا از صوف
یا جامہ کہ با فرق متصل باشد آنرا لاطیہ گویند۔ حضرت رسالت پناہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
ومشایخ کبار لاطیہ پوشیدہ اند ومی پوشند ودر خواجگان چشت کلاہ با جوز گرہ و دوخت
شیرازہ پوشیدہ اند مدین راہ ہر کسے تمثیل کردہ می پوشند ودر خانوادۂ دیگران ازین جنسہا

پوشیده اند اما من دیده ام و پیر شاهد اند یعنی بندگی حضرت مخدوم قدس الله سره میفرمایند که حضرت رسالت پناه را صلی الله علیه و آله وسلم دیده ام که بر فرق متصل پوشیده اند چهار ترکی - و در راحت المحبین ملفوظ خواجه من یعنی پیر حضرت مخدوم شیخ نصیر الدین چراغ دهلی قدس سره آورده اند که کلاه چهار ترکی یعنی چهار خانه دارد اول خانه اسرار است و انوار دوم خانه محبت و توکل است سیوم خانه عشق و اشتیاق است چهارم خانه رضا و موافقت است و هر که این کلاه می پوشد از چهار چیز نعمت محروم نباشد و بران کار کند و حق آن بگذارد - و در روح الارواح آورده اند لیس الاعتبار بالخرقة انما الاعتبار بالحرقة ان الله تعالی یحب القلوب الخوارق - و میفرمایند طاقیه خواجگان چشت چهار ترکی دارد و هر چهار ترک چهار چیز باشد و مرد آنرا فهم دارد طاقیه نهادن او مسلم بود و اگر نه لباس بزرگان کردن منع است و اگر نه در طلب جهد او مشغول باشد تا پیران خود میرسانند - آنرا شرط برین چهار نهاده اند اول ترک هوای نفس دوم ترک دنیا باشد سیوم ترک عقبی باشد تا خود بخود شود چهارم ترک خود کند چنانچه گفته اند

بیت

اول خود ز جهان دست بشوی ۔۔۔ آنگاه ز دست شسته این در بزن

و میگویند کلاه چهار ترکی ترک گرفتن هوای طبایع الاربع است - جوز گره به منزله هوا است و چهار ترک صحابه اربع است و ذره منزله حضرت رسالت پناه صلی الله علیه و آله وسلم که هر چهار را بر گرفته اند و سر در کرده اند و این هر چهار نیز خود را بر رسول خدا صلی الله علیه و آله وسلم بر بسته - یکی طاقیه است و یکی باقیه است و یکی خرقه ناقیه از تقوی است فاما باقیه از بقا است و میگویند که خرقه عبارت از پاره جامه است یعنی پوشیدن خرقه کسی را مسلم است که به سوختگی دلش پاره پاره و نفس شکسته باید تا خرقه بر سرش زیبد و خرقه اشارت به سوختگی دارد و باطن هر کس به آتش محبت الهی محترق شده باشد خرقه بر سرش حرقه گردد -

بیت

حاصل عشقت سه سخن بیش نیست ۔۔۔ سوختم و سوختم و سوختم



میگوید رسم و بیدردی عاشقان که فراق برای وصال دارند. بدان ای عزیز که عاشق از لباس خویش عجز و بیچارگی است و معشوق از لباس خویش ناز و کرشمه و استغنائی است و عاشق خود را از عالم نسب و اضافات مجرد شود بعالم ورا الورا خیال کند پس ازین عالم گذشته و مقام فردانیت حاصل کند که به صفت یک وجودے متصف شده باشد چنان فرحت شود که در بیان نگنجد چنانچه عارف میفرماید۔

بیت

همچو دو مغز پسته اندر یکے خزینه   باهم گرفته الفے وز دیگرے ملالے

در حدیث است رایت ربی فی احسن صورة یعنی دیدم من حق تعالی را در نیکوترین صورت و آن صورت انسان است رمزے از واست تا معشوق از لباس کبریائی و استغنائی دارد به این معنی عاشق را دوئی می آید که عبارت از دوئی ما و منی است میخواهد که به وصول مبدل کند چنانچه عارفے گوید

بیت

آن یار همان است اگر جا دگر کرد   او جامه دگر کرد و دگر بار بر آمد

یعنی معشوق یکے است اگر لباس کبریائی و استغنائی دگر کرد چه شد سبب آن است که اینجا در دنیا حادث گفتند و در آخرت قدیم به این معنی جامه دیگر لباس کرده باز آمد که این مثال آخرت است بر کسوت ظاهری دل نه بندد و هر چه بیند دل بران نهد که در مصنوع صانع را می نگرد چنانچه بندگی حضرت مخدوم قدس الله سره میفرماید

بیت

در هر چه نگه کنم توئی پندارم   از بسکه دو دیده در خیالت دارم

یعنی از غایت شوق جمال دو چشم من در خیال روے تو مستغرق است. و در هر چیز یکه نظر کنم وجود حق تعالی می بینم و چنان در قوت خیالی جاے گرفته است که در هر چه پندارم او حاضر و شاهد ما رایت شیئاً الا و رایت الله فیه همین به قول محقق که رشک و غیرت قاعدهٔ عاشقان است و هر که به بلاے عشق گرفتار شد خون غیرت خوردن او  چارهٔ دیگر نباشد زیرا که عشق قوت عاشق است و عجب قوتے که او را خواهد که میخورد و هم

خود قرار بیماند چرا که معشوق غیور است استغنائے دارد هرگز نخواهد که عاشق را به مراد خود رساند که
وَاللّٰهُ مِن وَّرَائِهِمْ مُّحِيطٌ است ترس دوئی درین راه قرار داده اند و خواهش معشوق این
باشد که از ان راه از من دور بوده است لیکن از خون دیده و از رشک دل در میان خون غلطان
ماند ازین معنی که معشوق بطرف دیگر حریفان نظر دارد و با هر کسے رنگ آمیزی کند به این معنی
عاشق را رشک غیرت می آید درین محل مناسب جد ما نظم اشارتے فرموده است درین
یک بیت مینوشتم

بیت

چون سوے حریفان نظرے میکند آن غوچ | از آتش غیرت دل محمود کباب است

باید که هر دو جانب تسلیم و رضا بوده اگر اتحاد به معشوق مثال به صورتے فرض توان کرد
بچند طریق میگویم چنانچه گفته اند۔

شعر

اری فی الوصال عبید نفسی | وفی الهجران مولی للموالی ۱ ن مولی للموالی

یعنی می بینم در وصال خود را بندۂ ساک خود آرے در وصال مراد نفس است و کمال شراب ۲ ن شراب
اوست و می بینم خود در فراق او که فراق خلاف نفس است و نفس به کلی مقهور است فافهم ۳ ن در فراق خلاف نفس است
اما بلائے زاد که دوئی محقق شد هر چند به هر بیان یگانگی و بیگانگی معلوم شد که التوحید
ترک الاثبات است یعنی توحید صرف کسے را مسلم نشد و بیگانگی تمام و غیرت تمام
هم ممکن نگشت از انکه غیرت آن است که در وجود خود محتاج بدان دیگرے نباشد و اینجا
این ممکن نه که هر لحظه اگر از او تعالی فیض برین عالم نرسد در ساعتے ناچیز گردد و متلاشی تو وجود ما و متلاشی
به وی قیام ما منه این است یعنی وجود ما وجود حق است و قیام و ثبوت ما هم به وجود
اوست چنانچه بندگی حضرت مخدوم قدس الله سره فرموده اند

بیت

تو او نشوی ولیکن ار جهد کنی | جائے برسی کز تو توئی برخیزد

آرے هیچ و کل نشود و جزوی کلی نگردد و غرض عاشق معشوق نگردد ولیکن اگر تو کوشش
بلیغ نمائی در آنجا برسی اگر از تو وجود تو برود ترا حکم او دهند از خودی بیخود شد چنانچه



چوب را حکم نبات میدهند که در فیض نبات چوب است همدران شیرین آلوده است فاما از تو وجود تو رفتن شرط است ومیگویند که جزو کل نشود وجزئی کلی نگردد یعنی از آنکه یکے مفهوم عام است دوم مفهوم خاص چنانچه تَعْلَمُ مَا فِیْ نَفْسِیْ وَلَآ اَعْلَمُ مَا فِیْ نَفْسِكَ همین است یعنی میدانی توانچه در نفس ودل من است از عشق ومحبت تو امامن نمیدانم انچه در باطن تست از ارادت وصل وفراق ـ و هر شئ را دو جهه دارد وجه منه الی ربه خصوصاً نفس انسان که چاشنی از عالم بقا دارد پس هر یکے را در محل او صرف باید کرد الحمد لله الذی هدانا لهذا یعنی شکر خدائے را که راه نمود ما را بدین بیان حق توحید او تعالی ـ غرض الحمد لله الذی یعنی در مقام محمودی وهدایت خاص که مغفرت خاص ورحمت خاص ومقام صمدیت است مقرر ومثبت مر محمدؐ علیه السلام راست وآنکه تبیع اوست قولاً وفعلاً وحالاً لانهتدی لولا ان هدانا الله یعنی حال این است که نمودیم ما راه یافتگان بدین مقام خاص به اعمال وافعال خود اگر خدائے تعالی این راه خاص محمدیؐ ما را نه نمودے واز امت خاص ونگردانیدے پس این هدایتی است نه کسبی والله اعلم بالصواب والیه المرجع والمآب ـ نمودیم

فصل دُوازدهم

در بیان متفرقات

حب آل رسولؐ علیه السلام ـ بدان اے عزیز وقتیکه این آیت بر رسول اللهؐ علیه السلام وحی شد قُلْ لَّآ اَسْئَلُكُمْ عَلَیْهِ اَجْرًا اِلَّا الْمَوَدَّةَ فِی الْقُرْبٰی تا آیت ـ معنی چنین باشد که اے محمدؐ بگو امتان خود را که سوال نکنم شما را به هیچ چیز کارے مگر دوستی قرابتان تو پس صحابه پرسیدند یارسول الله قرابتان تو کیانند منما تا ایشان را دوست میداریم رسول الله صلی الله علیه واله وسلم دست علی وحسن وحسین علیهم السلام بگرفت و

اشارت بر فاطمه علیها السلام کرد و فرمود ایشان و فرزندان ایشان قرابتان من اند
بعده فرمودند اکرموا اولادی واکبادی ـ الصالحون للّٰہ والطالحون لی یعنی گرامی
دارید شما فرزندان مرا که جگر گوشگان من اند پس صالحان را برائے خدا و طالحان را
برائے من دوست دارید ـ وعنه علیه السلام اقتدوا بکتاب اللّٰہ وعترتی
گفت علیه السلام فرمان برداری خدائے تعالی بکنید و حرمت فرزندان من نگاهدارید و
عنه علیه السلام مثل اهل بیتی کمثل سفینة نوح من رکبها نجا ومن تخلف
عنها هلک گفت علیه السلام ایا مثل اہل بیت من ہمچو کشتی نوح است ہر که بدان کشتی
نشسته یعنی حرمت ایشان نگاہداشت از نجات یافت و ہر که مخالفت و اہانت کرد ہلاک گردد
چنانچه گویند

بیت

سعدی اگر عاشقی کنی و جوانی عشق محمدؐ بس است و آل محمدؐ

و در کتابہائے تصوف و از کلام اولیاء اللّٰہ می آرند که شمس الایمه حلوائی چون کودک بود
او را سید پرورش کرد بزرگ شد یکے از علما بالشد شد چنانچه لطف و نظر اولیاء اللّٰہ مدد شد
ہر جا که خطا است حضرت رسالت پناہ صلی اللّٰہ علیه واله وسلم در خواب آمده میگویند از ان در خبر
آمده است که روزے رسول اللّٰہ علیه السلام گفت بار خدایا ہر که علی را دوست دارد تو او را
دوست دار بدین وجه شخصے منافق اسمه حارث گفت این سخنہا شما می گوئید از حق یا رسول اللّٰہ
صلی اللّٰہ علیه واله وسلم فرمود از حق وَمَا یَنْطِقُ عَنِ الْهَوٰی ۝ اِنْ هُوَ اِلَّا وَحْیٌ یُّوْحٰی آن
منافق باز گفت اگر تو از حق گفتی بگو بر ما از آسمان سنگہا بریزد تا آنکه رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیه
واله وسلم لب بجنبانید که سنگہا از آسمان چنان ببارید که آن کذاب ہلاک شد و مرد لقوله
تعالی فَاَمْطِرْ عَلَیْنَا حِجَارَةً مِّنَ السَّمَآءِ الآیت ـ و در فتاوی و مضمرات کنز العباد
سجده بغیر رکوع کردن آورده اند که روزے رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیه واله وسلم با یاران فرمود
که اخی جبریل ع از حضرت عزت بر من آمد و گفت که حق تعالی فاطمه ع را دوست میدارد



خود سجده کردم و چون سر برآوردم باز گفت که حق تعالی حسن و حسین را دوست میدارد باز
سجده کردم چون سر برآوردم باز گفت حق تعالی دوست میدارد دوست دارندهٔ ایشان
را باز سجده کردم سبحان الله این فرمودگی بر محبان ماضی و مستقبل و مضارع شامل است هنیا
لارباب معرفت الحقوق بنعیم الجنة پس این سجده را بغیر رکوع گویند — و
ن حب در خبر آمده است که این آیت بر رسول الله صلی الله علیه وآله وسلم نازل شد بر حسب امام حسن ع
نازل شد وَيُطْعِمُونَ الطَّعَامَ عَلَىٰ حُبِّهِ مِسْكِينًا وَيَتِيمًا وَأَسِيرًا الی آخره برین مجمل
این آیت درین قصه است که روزے امام حسن ع علیه السلام مرض داشته بودند نذر کرد که صحت
می یابم سه روزه میدارم بعده صحت یافت و روزه داشت امام حسین علیه السلام گفت برادر من روزه
است خود هم روزه میدارم و امیر المومنین علی رضی الله عنه نیز از سبب دو فرزندان خود روزه
میداشت حضرت فاطمه رضی الله عنها نیز روزه داشت فضه نام جاریه ایشان بود گفت
صاحبان ما همه از دو فرزندان روزه داشته اند من هم روزه میدارم پنج کس صایم شدند
بعد ازان برای افطار چیزے باید چندان فقر است که در خانه هیچ نیست بعده حضرت
فاطمه ع جائے تتبع قرض ساخته چیزے نان مستعد کرد پنج کس بخش خود گرفته میخواستند
که افطار کنند امر حق تعالی شد که فقیر بر دروازهٔ ایشان آمده سوال کرد که کسے بندهٔ خدا است
که مسکین را خبر دهد امام حسن ع علیه السلام سوال شنید فی الحال بخش خود به فقیر داد امام حسین دید که برادر
این کار کرد خود بخش به فقیر رسانید همین طریق حضرت علی ع و حضرت فاطمه ع نیز به فقیر بخش
رسانیدند فضه جاریه دید که صاحبان من نمی خورند از خورده من چه می شود این نیز بخش خود
به فقیر رسانید آن شب پنج کس را فاقه شد دوم شب آمد همان طریق مذکور پنج کس بخش خود گرفته
میخواستند که افطار کنند باز به حکم خدای تعالی فقیرے دیگر آمده سوال کرد که کسے در راه
یتیم ما خبر رساند نتیجه او جنت است امام حسن ع شنید همان طریق مذکور بخش خود به فقیر رسانید
ایشان را دیده چهار کس نیز بخش خود به فقیر رسانیدند و فاقه شد سیوم روز نیز صایم شدند

باز همان طریق مذکور پنج کس بخش خود گرفته میخواستند که افطار کنند باز امر جل وعلا شد که فقیر بر
در ایشان آمد سوال کرد کسے اسیر را خیر کنند نتیجه او جنت است باز همان نوع مذکور امام حسن علیه السلام
بخش خود به فقیر رسانیدند بعده چهار کس نیز رسانیدند سه فاقه شد بعده امام حسن علیه السلام
فرمودند که مدت است که حضرت رسالت پناه صلی الله علیه وآله وسلم نظر نا فتاده است تا به
منزل ایشان میرویم بر ایشان نظرے افتد تا گرسنگی بسهل میرود به شفقت امام حسنؑ و امام حسینؑ
رفتند و حضرت را نیز اقدوه شد که چند روز است که ایشان را ندیده اند و خود به خانهٔ ایشان
توجه کرده بودند که در راه ایشان را دیدند که به شفقت می آیند پرسیدند که چیست این نوع مشقت
دارید همه گفتند روشن ضمیر اید فی الحال وحی آمد این آیت آورد وَیُطْعِمُونَ الطَّعَامَ عَلٰی حُبِّهٖ
مِسْکِینًا وَّیَتِیْمًا وَّاَسِیْرًا۔ زیرا که این آیت بحق امام حسنؑ نازل شد اما پنج کس در ثواب داخل اند
اما این آیت بر محبان ماضی ومستقبل ومضارع شامل است کسے که بران عمل میکنند در ثواب
شریک می باشد۔ ودر ملفوظ ملک المشایخ قطب الاقطاب حضرت قطبی در تمثیل این اعتقاد می نویسد
که سید جگر گوشهٔ مصطفیؐ و مرتضیؑ اند وفضل عالم بکسب همچو کاسهٔ چینی که به نقش ونگار آراسته
باشد اگر کاسه بشکند هیچ نیرزد اما فرزندان رسول الله صلی الله علیه وآله وسلم را فضل ذاتی است
همچو کاسهٔ زر اگر کاسهٔ زر بشکند قیمت او هیچ وجه نقصان نمیشود که حسب ونسب اصلی است
عاریتی نیست پس تعظیم وتکریم ایشان بر مومنان واجب است هر دم عاقل وفاضل در هر باب
مستعد میشود اما سید نمیشود که بجز فرزندان حضرت رسالت پناه علیه السلام نیست چنانچه حضرت
رسالت پناه صلی الله علیه وآله وسلم فرموده اند الصالحون لله والطالحون لی ودیگر فرمود
اقتدوا بکتاب الله وعترتی چنانچه امام شافعی گفته اند **شعر**

لو کان الرفض حب آل محمدؐ فلیشهد الثقلان انی رافضی

بر این معنی حب بر مرتضیؑ داشته گفته اند در ملفوظ خود ودر کتابهاے دیگر حضرت بندگی
مخدوم قدس الله سره فرموده افضل الصحابة ابوبکر وافضل الاولیا علی بین این سخن



تفضیل علی بر ابوبکر شود ازین نسبت در شرع رفض است پس واجب و لازم است که هرچه
در فهم خود آید جواب باید نوشت که صریحاً حضرت قطبی در کتاب سمر نوشته اند که معتقد من ابوبکر
ثم عمر ثم عثمان ثم علی بایهم اقتدیتم اهتدیتم الا اینجا که گفته اند از سبب حب علی گفته
اند که پیر و مرشد در قاعدهٔ تصوف همین است و اگر نه از کجا معلوم میشود بران حکم نیست که قاعدهٔ
علم اصول است که انچه به تصریح مراد داشت آن بر حکم است و انچه به کفایت معلوم میشود آن
کنایت خلاف آن تصریح است برآن حکم نیست و حضرت قطبی به چند محل در کتابهای خود
فرموده اند هر که درین بحث آید یا رافضی گردد یا خارجی گردد صوفی را بحث منع است اگر
بحث درین باب شروع کند احد الفریقین خارج میشود و نگوید من تابع مذهب حق ام که رسول الله
صلی الله علیه و آله وسلم و یاران او بران بودند همین سخن کافی است بعده هرچه اعتقاد پیران
خود باشد بران اعتقاد و استحکام باید کرد۔ حضرت قطبی در کتاب سمر آورده اند که حدیث همین
دال است خلقت انا و علی من نور واحد هم ازینجا است که اخ نبی است
اخوت بین کل نوعین و شکلین آرے همین معنی داشت که از یک نور اند اخوت جنسیت
تقاضا کند و دیگر حضرت رسالت پناه صلی الله علیه و آله وسلم فرموده اند ففی النبوة وفیه
الخلافة همین اشارت کرد یعنی در من همین پیمبری است و در علی خلافت است زیرا که
نسبت میان ما چون نسبت میان ظاهری و باطنی است و صورت معنی که در حقیقت هر دو
یکے اند من نور واحد همین است۔ و دیگر درین محل حضرت صلی الله علیه و آله وسلم فرموده
اند انت منی یا علی کهارون من موسی یعنی تو از من یا علی همچو هارون از موسی یعنی تو برادر منی
و وزیر منی شریک مصلحت منی۔ و دیگر جا فرموده اند انا مدینة العلم و علی بابها درین نوع
حب علی بیان از محققان ما سلف تسیراً کثیراً آورده اند بناءً علیه از کلام محققان معلوم میشود که حب
و اعتقاد به آل محمد علیه الصلوة و السلام بهر نوعے حروف مید هند سزاوار است بلکه لسان عاجز ن حروف
است ازین حب رفض نباید گفت زیرا که بیان زهدان تیمور نفس است و سائر محققان ازل

است و بیان عارفان در روح است از خود نمی گویند بجز کشف و دیگران در علم و کتبهاے ماسلف مقابل میگویند حضرت قطبی میفرمایند که بیان تصوف بر کسے مسلم باشد تا که به مقتضاے شرع موافقت باشد چنانکه درین بیت گویند۔

ابیات

امر تصوف به فقهاسپرده | حکم سیادت بجماعت سپرده
گرچه سیادت به نسب بود باز | بهر جماعت پسخن کارساز
گرچه نسب بود سیادت شریف | بود عقاید به جماعت ظریف

واللّٰه علیم حکیم۔

بدان اے عزیز در کتبهاے محققان آرند که امام حسن علیه السلام بر بام مسجد گریه میکرد و می گفت خداوندا از من در گذر و درود گانے ورود ده مرا با تش دوزخ نه مکن و نماز سے میکرد چون خواجه حسن رضی بصری آمد شنید که بر بام کسے گریه میکند گفت گناهگار است که فرجه یافته است که بر بام مسجد گریه میکند میخواست که بر رود و به بیند باز گفت وقت او چه غارت کنم که این زمان استغفار شود حسن علیؑ فرود آمد حسن رضی بصری بر پایش افتاد گفت چه بود که چندین گریه کردی این چنین علیؓ داری که پدر تست و فاطمہؑ داری که مادر تست و رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وآله وسلم داری که جد تست ترا تمام نیست که برایشان کفایت کند امام حسن علیه السلام فرمود آرے برین کفایت است اما در آن وقت که این آیت نازل شد وَاَنذِرْ عَشِیرَتَکَ الاَقرَبِینَ یعنی بترسان خویشاوندان خود را که نزدیک تواند از تو حضرت رسالت پناه صلی اللّٰه علیه وآله وسلم فاطمہؑ را طلبید فرمود لاتتکی علی شفاعتی بعد الهلاک تکیه مکن از شفاعت من زیرا که آیت چنین نازل شده است وَاَنذِرْ عَشِیرَتَکَ الاَقرَبِینَ حضرت رسالت پناه صلی اللّٰه علیه واله وسلم فرموده راستی که شفاعت من بعد هلاکت است یعنی اول گناه بر وے ثابت کنند و او را موجب دوزخ کنند بعده شفاعت من بکار آید اے حسن رضی بصری چون حضرت رسالت پناه صلی اللّٰه علیه وآله وسلم فاطمہؑ را چنان گفته باشد کجا ما کجا حسن رضی بصری گفت این حسنؑ فرزند رسول خدا است چنین میگوید بیچاره حسن رضی بصری

را چه حال باشد که بر وقت امام این نوع ترس حق تعالی بود اکنون بعد سنه الف است او کمتر باشد

مناجات

الٰهی عبدک العاصی اتاک
مقراً بالذنوب فقد دعاک

فان تغفر فانت لذاک اهل
وان تطرد فمن یرحم سواک

و میگویند صوفی را بمعنی وجهت تسمیه چه باشد بسیار جوابها گفته اند درین یکی از آن طریق گفته شود که صوفی از اصحاب صفه است صوفی را از صفا گرفته اند بعده حرکت صادر را اشباع کردند صوفی شد و در دل صفا حاصل کامل فاضل قابل کند تا لایق صوفی گفته شود که مشغول بحق باید و دیگر صوفی را از صوف گرفته اند که لباس ایشان گلیم بود همین را نیز صوف گویند که درویشان می پوشند والله علیم حکیم

بدان ای عزیز وای رفیق شفیق بعضی علما میگویند عم رسول الله صلی الله علیه و آله وسلم ابوطالب ایمان نیاورده بود از جهت بزرگی خود که کلمه نفرمود چون گویم اما تحقیق تمام جسته بود که پیغمبر آخر الزمان رسول الله حق است که بعد تولد حضرت خوشی کرده جاریه آزاد ساخت و مشایخان سلف در کتبهای خود آورده اند که ایمان باطناً آورده بود و حضرت علی علیه السلام را فرموده بود که بر ایمان بود ازین معنی نیکو بیان موافق روایت احادیث واضح کرده شده است بشنو میگویند لقوله اِنَّكَ لَا تَهْدِي مَنْ اَحْبَبْتَ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ يَهْدِي مَنْ يَّشَاءُ یعنی بدرستی تو راه ننمائی کسی را که دوست داری ولکن الله تعالی راه نماید کسی را که بخواهد راه پیدا نکرد کدام راه است مستقیم و غیر مستقیم ای هر دو راه حقیقت حق تعالی می نماید که يُضِلُّ مَنْ يَّشَاءُ وَيَهْدِي مَنْ يَّشَاءُ و آنکه گویند این آیت اِنَّكَ لَا تَهْدِي مَنْ اَحْبَبْتَ در حق ابوطالب نازل شده است و اور انفع نکرد گویم مختلف فیه است بعضی گویند در حق ابوطالب نفع شده است بعضی گویند عام است اما توان گفت که در حق ابوطالب نفع شده است و خواهد شد در صحیح مسلم میگوید رسول الله علیه السلام گفت

من او را بسیار نفع کردم و در آخرت هم خواهم کرد و عین حدیث می آرم تا ترا اشکل نشود عن ابن
عباس بن عبد المطلب انه قال یا رسول الله هل نفعت ابا طالب بشیٔ فانه کان
یحوطک و یغضب لک قال صلی الله علیه واله وسلم نعم هو فی ضحضاح من نار و لولا
انا لکان فی الدرک الاسفل من النار. فی روایت فانه کان ینصرک. و فی حدیث
قال نعم وجدته فی غمرات من النار فاخرجته الی ضحضاح. و عن ابی سعید
الخدری ان رسول الله صلی الله علیه واله وسلم ذکر عنده عمه ابو طالب فقال
صلی الله علیه واله وسلم لعله ینفعه شفاعتی یوم القیمة فیجعل فی ضحضاح من النار
یغلی منه دماغه لابد همین باشد. دیگر سخن ترا بگویم وقتی رسول الله صلی الله علیه وآله وسلم ابو طالب را گفت
قل کلمة احاج بها علی ربی میخواست که بگوید ابو جهل و کافری دیگر گفت اترکت دین عبد المطلب
آخر سخن پوشیده گفت بدین طریق که انا علی ملة عبد المطلب و عبد المطلب ایمان پوشیده آورده بود او میدانست
ازان گفت انا علی ملة عبد المطلب پس ایمان آورده است همدران وقت باشد کقوله تعالی گفت اِنَّکَ لَتَهْدِیْ
اِلٰی صِرَاطٍ مُّسْتَقِیْمٍ ایمان عبد المطلب در تواریخ صحیح است صِرَاطِ اللّٰهِ الَّذِیْ لَهٗ مَا فِی السَّمٰوٰتِ
وَمَا فِی الْاَرْضِ اَلَا اِلَی اللّٰهِ تَصِیْرُ الْاُمُوْرُ و در تفسیر و کتبهای محققان می آرند که رسول الله
علیه السلام بعد فتح مکه طلب مغفرت مادر و پدر و او در یعنی عمو ابو طالب کرد نهی شد بعده اذن
زیارت ایشان خواست اذن داده شد در مقبره رفت فرمان آمد مادر و پدر و او در را
طلب کن رسول الله صلی الله علیه واله وسلم گفت یا اماه یا اباه یا عماه هر یک لبیک گفتند و
زنده شدند برخاستند رسول الله صلی الله علیه واله وسلم گفت هَلْ وَجَدْتُّمْ مَا وَعَدَ رَبُّکُمْ
حَقًّا قالوا نعم وَجَدْنَا مَا وَعَدَنَا رَبُّنَا حَقًّا رسول الله صلی الله علیه واله وسلم فرمود
دانستید من نبی حقم گفتند آری دانستم رسول الله صلی الله علیه وآله وسلم فرمود قولوا لا اله
الا الله محمد رسول الله هر سه کلمه طیبه گفتند و در قبر رفته خفتند. اینجا کلام است فقها گویند
این ایمان باس است قبول نیست که حق تعالی گفته فَلَمْ یَکُ یَنْفَعُهُمْ اِیْمَانُهُمْ لَمَّا



رَاَوْا بَاْسَنَا ؕ سُنَّتَ اللّٰہِ الَّتِیْ قَدْ خَلَتْ فِیْ عِبَادِہٖ ۚ وَخَسِرَ ھُنَالِکَ الْکٰفِرُوْنَ ہ
دیگر میگویند که این نوع چون باشد که رسول الله صلی الله علیه وآله وسلم استغفار خواند بعده معلوم
شده بود که ایشان بغیر کلمه گفته مرده اند چنانچه حق تعالی گفته است مَا کَانَ لِلنَّبِیِّ وَالَّذِیْنَ
اٰمَنُوْٓا اَنْ یَّسْتَغْفِرُوْا لِلْمُشْرِکِیْنَ وَلَوْ کَانُوْٓا اُولِیْ قُرْبٰی مِنْ بَعْدِ مَا تَبَیَّنَ لَھُمْ اَنَّھُمْ
اَصْحٰبُ الْجَحِیْمِ ہ گوئیم حق تعالی گفته است لَمَّا رَاَوْا بَاْسَنَا وقت باس ایمان آوردن درست
نیست وایشان وقت باس ایمان نیاورده اند بلکه بعد رفع آن ایمان آورده اند یا آنکه وقت
باس ایمان نفع نمیکند از جهت اجرای حکم شرع ازان[٥] وقت مادر و فرزندان و حکم اسلام جاری
داشته از غسل وکفن وصلوة وغیر ذلک مراد باشد از کسی نمیشود و چون بخبر دا آنکه کسی نداند چون نفع
کند شرعا قاضی چون حکم بکند لابد همین گوید نحن نحکم بالظاهر ۔ دیگر توجیه به نظر ایشان بیان کنم که خاصه
رسول الله صلی الله علیه وآله وسلم هم باشد بسیار خصایص رسول الله صلی الله علیه وآله وسلم را بوده
است یکی این هم باشد ۔ دیگر وَلَمْ یَکُ یَنْفَعُھُمْ اِیْمَانُھُمْ لَمَّا رَاَوْا بَاْسَنَا گفته است
و ایمان قوم یونس ع قبول شد که اِلَّا قَوْمَ یُوْنُسَ ج لَمَّآ اٰمَنُوْا کَشَفْنَا عَنْھُمْ عَذَابَ الْخِزْیِ
فِی الْحَیٰوةِ الدُّنْیَا وَمَتَّعْنٰھُمْ اِلٰی حِیْنٍ ہ ازان کل قوم یونس شود
پس ازان سه کس رسول الله که حبیب الله است اگر شود چه عجب باشد تا آنکه رسول الله صلی الله علیه
وآله وسلم را میگوید وَلَا تَکُنْ کَصَاحِبِ الْحُوْتِ ۘ اِذْ نَادٰی وَھُوَ مَکْظُوْمٌ محمد علیه السلام را شرف بر
یونس ع وفضل در مراتب نبوت است نه در اصل نبوت دران همه برابر اند و امت محمد صلی الله علیه وآله وسلم
را بر سایر امم فضل است اُمَّةً وَّسَطًا لِّتَکُوْنُوْا شُھَدَآءَ عَلَی النَّاسِ همین بیان میکند و جای
میگوید کُنْتُمْ خَیْرَ اُمَّةٍ اُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ .... لابد اگر در حق ایشان شود هیچ عجیب
غریب نباشد ۔ و آنکه گفت مَا کَانَ لِلنَّبِیِّ وَالَّذِیْنَ اٰمَنُوْٓا اَنْ یَّسْتَغْفِرُوْا طلب کرد و چون
ممنوع ازان شد باز ماند برای زیارت رفته بود شارع گفت ایشان را طلب کن ایشان را گور رسول الله صلی الله علیه وسلم

---

[٥] در نسخهای منقول عنهم این عبارت همچنین نوشته اند ۔

بر حکم فرمان گفت درین جا چه آید هیچ چیز نباید هیچ مناقض نباشد میان آیت و حدیث تیاب باید که فهم کنی غرض بیان شرح است پوشیده نیست این حیاتے دوم شده بود بعد حیات ایمان آورده اند هیچ باس نمانده بود مع ذلک اختلاف علما است والله اعلم تا هرچه حکم شود اما ظاهر مسئله برین است که بیان کرده شده است ناچار وَإِنَّكَ لَتَهْدِي إِلَىٰ صِرَاطٍ مُّسْتَقِيمٍ درست باشد و فایده تمام میدهد۔ والصحبت تو ثابت یَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اتَّقُوا اللَّهَ وَكُونُوا مَعَ الصَّادِقِينَ هم از بهر این معنی امر باشد۔ در عقاید میگوید الشقی قد یسعد والسعید قد یشقی همین بیان میکند چنگ به دامن مرشدان هم از بهر این سر میزنند در خدمت ایشان هم از بهر این معنی باشد آثار صلحا را اعتبار تمام است إِنَّ رَحْمَتَ اللَّهِ قَرِيبٌ مِّنَ الْمُحْسِنِينَ همین اشارت میکند۔ در شرعة الاسلام میگوید مردم را باید که در حیات و ممات جوار صلحا و درویشان باشد زیرا که تاثیرات برکات ایشان میرسد و از صحبت فاسقان حیات و ممات احتراز کند که شومت آن اثر کند لَقَدْ مَنَّ اللَّهُ عَلَى الْمُؤْمِنِينَ إِذْ بَعَثَ فِيهِمْ رَسُولًا مِّنْ أَنفُسِهِمْ هم از بهر این معنی تمهید یافته است یقین بدانی و خود را یکے از بندگان اهل الله گردانی تا از ایشان ترا گیرند که من احب قوماً حشر معهم ثابت است فافهم واغتنم۔ بدان اے عزیز اصحاب طریقت و حقیقت آنست که چند اصطلاحات و رموزات محققان درین رساله ثبت یافته است و نوشته شده است لیکن شمه از ان طفیل مشایخان کبار و علما بالله دیندار فی محله فرموده اند بعده ما بر محل خویش از آنجا کشیده درین رساله همان چیزها را از زیادت و نقصان و فقدان اظهار کردیم و چند محل هم بر قانون آن اصطلاحات گفته شده و اگر فکرت کنی و عبرت باعیان نظر کنی بدانی که این جمله مقالها اسناد مستنبط است و همین مستدل است همه آنچنان بیابی هیچ مخالف سلف و خلف نیست و هیچ مشکل نامفهوم نیست مگر چند محل سطرے بازگونه و سخن مقلوب نوشته ام از جهت تمثیل که معنی ظاهر خوب میشود و چند کلمات حضرت قطبی که مستهجاب و متشابهات از اسرار الاسرار تحقیق تنمیق یافته است نیکو شرح کرده ام و موجب این قول ابوهریره رض هم باشد که او میگوید [illegible]

سه در نسخهاے منقول عنهم همچنین نوشته اند۔

انی حفظت من رسول الله صلی الله علیه وآله وسلم وعائین من العلم وعاءً لقد بثثته ووعاء لو بثثته لقطع منی هذا البلعوم یعنی میان آن ثبت کردم روایت کردم بشما گفتم ودوم وعا را اگر ثبت کنم وروایت بشما کنم وبر شما بگویم هر آئینه بریده شود از من این بلعوم یعنی حلقوم گردن بزنند مرا الکار بکنند - ازین معنی چند اقوال را پوشیده است همان باشد که سَلٰمٌ عَلَیْکُمْ لَا نَبْتَغِی الْجٰهِلِیْنَ ویا آنکه بدین طریق می آریم همه جهان از حرف خود نمی گذرند وهم زبان دراز کنند چنانکه گفت قدیم است هم بران میروند که مَا سَمِعْنَا بِهٰذَا فِیْٓ اٰبَآئِنَا الْاَوَّلِیْنَ ما چون قبول کنیم وپس روی شما بکنیم اِنَّا وَجَدْنَآ اٰبَآءَنَا عَلٰٓی اُمَّةٍ وَّاِنَّا عَلٰٓی اٰثٰرِهِمْ مُّهْتَدُوْنَ ه از خدا بشنو که چه خوش جواب بدیشان میدهد که اَنْتُمْ وَاٰبَآؤُکُمْ فِیْ ضَلٰلٍ مُّبِیْنٍ هم ازان باز آیند وهمران روند این چنین جاهلانه که بس آید باز بکنند چه گویند اَجَعَلَ الْاٰلِهَةَ اِلٰهًا وَّاحِدًا اِنَّ هٰذَا لَشَیْءٌ عُجَابٌ سبحان الله همه باز گونه فهم میکنند عجب از خود از جهل خود نمیگذارند از ایشان میکنند وجهالتے دیگر میگویند مَا سَمِعْنَا بِهٰذَا فِی الْمِلَّةِ الْاٰخِرَةِ اِنْ هٰذَآ اِلَّا اخْتِلَاقٌ - اکنون بسیار چه گویم این بیش ازشدنی نیست اگر خاک گشتنی است وَکَانَ اَمْرُ اللّٰهِ قَدَرًا مَّقْدُوْرًا - تحفه دیگر اے عزیز درین رباعی نظر بکن تا ترا در عاشقان شمرند که حضرت بندگی مخدوم قدس سره فرموده اند

رباعی

بحق آن خدائے کان بعالم   ندیدم جز وجودش هیچ دیگر
مکن طعنه مرا از بت پرستی   که فرقے نے میان بت وبتگر

آرے مارایت الله شیئا الا رایت الله فیه است میگوید که این کلمات به افعال وصفات است زیرا که صفات به اعتبار عین ذات است اگر کسے را تجلی صفات ادیا شد بدان نسبت فرق نباشد ونتوان کرد واین تجلی اولیا را الله کلمات محققان فرموده اند که من عرف الله طال لسانه ودر تجلی ذات محققان کلمات نگفته اند چنان در سکر اند که باز در صحو آمدن وبیان او گفتن نمی توانند بیان تجلی بیشتر شده است اگر ترا حاجت افتد بدین مطالعه بکن تا به مقصود رسد

درسی

وبت مقصود و مطلوب را گویند و بدین اعتبار بر الله تعالی اطلاق توان کرد یعنی مرا طعنه مکن اگر بود
حاصل خدا پرستی کرده زیرا که اینجا فرق نیست میان بت و بتگر همان بتگر را بت میگوییم و می پرستم دیگرے اینجا
نیست صانع و مصنوع اینجا ظهور دارد هم صانع است محب و همو را می پرستم عبادت میکنم
دوم را وجود نمی بینیم و نمیدانم پس جاے طعنه نباشد و نکند سخن بر حسب اصطلاح میگوییم والا نه تو و من
همه بر یک راه هستیم و اگر کسی مراد ازین بت ظاهر مجازی میدارد و بگوید پس طعنه خواهم کرد و منع خواهم
فرمود زیرا که اینجا اگر چه بدان نسبت فرق نباشد که نظر بر صفات الله کنیم اما منع از عبارت آمده
است الله تعالی گفته است وَمِنْ اٰیٰتِهِ الَّیْلُ وَالنَّهَارُ وَالشَّمْسُ وَالْقَمَرُ ط لَا تَسْجُدُوْا
لِلشَّمْسِ وَلَا لِلْقَمَرِ وَاسْجُدُوْا لِلّٰهِ الَّذِیْ خَلَقَهُنَّ اِنْ کُنْتُمْ اِیَّاهُ تَعْبُدُوْنَ
چون پس طعنه بکنیم منع نفرمائیم و اگر این بت پرستی کافر شوی اُولٰٓئِکَ اَصْحٰبُ النَّارِ هُمْ
فِیْهَا خٰلِدُوْنَ ه گردی اینجا فرق بکن یا مکن اما این بت پرستی بکنی یا نکنی اما این بت پرستی
کنی عند الله و عند الناس ملعون گردی کافر شوی ایمان برباد دهی نعوذ بالله من ذلک و گفته اند
فرقے نیست میان بت و بتگر بتگر همه چیز تواند کرد و بت هیچ نکند و اگر عالم محو و فنا مراد داری پس هم
مشرک میشوی که همه چیز اثبات میکنی خود را و بت را و بتگر را بازبت پرستی راز یادت بران بینی چون
فرق نمیکنی همان باشد کَبُرَ مَقْتًا عِنْدَ اللّٰهِ اَنْ تَقُوْلُوْا مَا لَا تَفْعَلُوْنَ ه هر چه که شود گو شو اما بت
پرستی کردن نخواهم و او بتگر را بپرستید اگر چه فرق کنید یا نکنید اما از بت احتراز کنید فَاجْتَنِبُوا الرِّجْسَ
مِنَ الْاَوْثَانِ وَاجْتَنِبُوْا قَوْلَ الزُّوْرِ ه حُنَفَآءَ لِلّٰهِ غَیْرَ مُشْرِکِیْنَ بِهٖ ط امر بدین شده است
وآنکه گفته اند۔ مصرع

ندیدم جز وجودش هیچ دیگر

پس خود را برائے چه می بینی و بت و نام بتگر برائے چه میگیری خود را فانی گردان و بتگر را ثابت
کُلُّ شَیْءٍ هَالِکٌ اِلَّا وَجْهَهٗ و یا آنکه هیچ وجودے نمی بینی اما فَوَلِّ وَجْهَکَ شَطْرَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ
تا آیت امر بدین شده است فَاسْتَقِمْ کَمَآ اُمِرْتَ چنانکه قصه آزر بت تراش و ابراهیم بت شکن

معلوم است - اکنون زبان را بس کن اقطع لسانک ایها الصوفی چنانچه خواجه نظام الدین[ع۵] اولیا فرمایند -

بیت

نظامی این چه اسرار است کز خاطر برون دادی   کسے سرش نمی داند زبان درکش زبان درکش

اگرچه سر ابد اندیا نداند رعایت شرع واسطه فرموده زبان را درکش واگرنه این چه اسرار است واین چه جمال نمودنی نیست که اظهار میکنی زیراکه فرموده اند خیر الکلام ما قل ودل وگفته اند کلموا الناس علی قدر عقولهم ومن عرف الله کل لسانه شاهد برین شده است ولهذا برین حدیث رساله اصطلاح صوفیان به اتمام رسان - قال النبی صلی الله علیه واله وسلم مثل امتی کمثل الغیث لایدری اوله خیر ام آخره وبعضے میگویند فی حدیث کمثل المطر است میان مطر وغیث بعضے فرق کرده اند مطر باران بد را میگویند وغیث باران نیک را می نامند بسیار سوال وجواب درین حدیث میکنند در اول امت سابق اصحاب اند آخر مهدی ع از ایشان شرقاً وغرباً باز اسلام وعدل آشکارا شود وهیچ کس فقیر نشود وهمه غنی شوند که اول باران گیاه براے مویشی را شود وآب براے همه را ذخیره گردد لایدری اول خیر ام آخره لابد طرفین برابر باشد در اول عمل بسیار بود ودر آخر علم بسیار شود ودر قرب اول با رسول الله بود کشوفات بدان بسیار شدے ودر آخر قرب تا قیامت میشود حکم قیامت میگیرد کشوفات بدان سبب میگردد - حدیثے گفته است انا سید ولد آدم ولا فخر ودر جاے گفته است فخر بسیار معنی است که پیشتر بیان او گذشته است اما یکے همین میگویند که پیش از معلوم آن مرتبه رسول الله صلی الله علیه وآله وسلم فرموده اند چون معلوم شد فضل خود بدین اعلام کرد واین هم باشد لایدری اول حال لکل واحد منهم اخیر ام آخره بدین که اول حال عمر در آرزوے وشهوات می گذرد ودر آخر به توبه واستغفار میگذرد واول حال معفو مرفوع القلم آخر حال ترقی وعروج بتحصیل مقامات ما النهایت قال الرجوع الی البدایت طرفین یکے میشود

ع۵ این بیت از حضرت نظامی گنجوی است نه از حضرت نظام الدین اولیاء

یکے می باشد بحکم هَلْ جَزَاءُ الْإِحْسَانِ إِلَّا الْإِحْسَانُ۔ در عوارف میگوید مقامات و تجلیات که ترا شود
در دنیا بهتر از انکه دو رکعت نماز بگذاری زیرا که آن آدمی است و آن موازین این است پس
این باید تا آن بسیار بیابد۔ اول حال سیر سلوک آخر حال جذبه و عروج اول حال سکر و آخر حال صحو۔
و اختلاف میان این مقامات که معلوم تو شده باشد با بسیار جا گفته آمده ایم و میگوییم و باز تکرار میکنیم۔
بعضے تلوین را بر تمکین فضل دهند و سکر را بر صحو مرتبه نهند و بعضے عکس این فرمایند لا یدری اوله
خیر ام آخره باشد اول است صحابی که مشهور اند که نعتش حسن الامداد و الله ما طلعت الشمس
ولا غربت علی احد بعد النبیین افضل من اصحابی و آخر است مهدی علیه السلام خاتم الاولیاء که شرقاً
و غرباً در وقت او همه مسلمان باشد انچه تقدیر حق تعالی باشد خواهد شد بیان این میکند۔ امّا توجیهات
را نیکو میدانی پس در استغفار بر جاده شرع و پس روی عالمان عامل جهد بلیغ بکن و بیان محققان
و ذکر فکر به مطالعه مشغول باش تا ترا همین کلمات و الس شوند که الصحبت موثرة گفته اند أَلَا
إِنَّهُ بِكُلِّ شَيْءٍ مُحِيطٌ عیان این همه کرده است وَيُحَذِّرُكُمُ اللَّهُ نَفْسَهُ وَإِلَى اللَّهِ الْمَصِيرُ
و گفته اند کل ذنب مغفور سوی الاعراض عنی پس به عجز و بیچارگی مقر باش که حق تعالی عفو میکند
چنانچه درین بیت عارفے خوش اشارت کرده است ابیات

سبحان خالقے که صفاتش زکبریا بر خاک عجز میفگند عقل انبیا
گر صد هزار قرن همه خلق کائنات فکرت کنند در صفت عزت خدا
آخر به عجز معترف آیند کاے اله دانسته شد که هیچ نه دانسته ایم ما

مصرع

العجز عن المعرفة معرفة

هر چه خواهی بکن اے دوست مکن یار دگر

إِنَّ اللَّهَ لَا يَغْفِرُ أَنْ يُشْرَكَ بِهِ وَيَغْفِرُ مَا دُونَ ذَٰلِكَ لِمَنْ يَشَاءُ همین بیان
میکند پس همین نوع آنجا گفتن بهتر است که دانسته که هیچ ندانسته ایم ما۔ اکنون بدین بیت
شیخ سعدی اتمام کن زبان را گردار اقطع لسانک ایها الصوفی تا به نظر محققان برآد



خود میرسد

بیت

ای که پنجاه رفت و در خوابی　　　مگر این پنج روز دریابی

زیرا که مراد از پنج روز هم هفته است که مردم روزی تولد میشود و روزی که وفات میکند آن هر دو روزی نمی شمرند پس باقی همین پنج روز ازین قلیل المدت است یعنی پنجاه سال عمر تو گذشت باقی این پنج روز عمر تو اندک مانده است بارے این را دریاب و در توبه و استغفار مشغول باش ـ مَنْ تَابَ وَاٰمَنَ وَعَمِلَ عَمَلًا صَالِحًا فَاُولٰٓئِكَ يُبَدِّلُ اللّٰهُ سَيِّاٰتِهِمْ حَسَنٰتٍ ط وَكَانَ اللّٰهُ غَفُوْرًا رَّحِيْمًا ه

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ هَدٰنَا لِهٰذَا وَمَا كُنَّا لِنَهْتَدِیَ لَوْلَآ اَنْ هَدٰنَا اللّٰهُ ـ اللهم ارزقنا ذلک الکرامات بحرمت نبیک و حبیبک و سنت خاتم الانبیاء علیه السلام ـ الحمد لله الذی تتم بنعمته الصالحات و اشهد ان لا اله الا الله وحده لا شریک له و اشهد ان محمدا عبده و رسوله ـ رضیت بالله ربا و بمحمد رسولا و بالاسلام دینا و اشهد ان الجنة حق و النار حق و المیزان حق و الصراط حق و الساعة حق و ان لقاء الله تبارک و تعالی حق و ان الساعة اٰتیة لا ریب فیها و ان الله یبعث من فی القبور ـ و استغفرک و اتوب الیک ـ وَاٰخِرُ دَعْوٰهُمْ اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ ـ وَتَمَّتْ كَلِمَتُ رَبِّكَ صِدْقًا وَّعَدْلًا ط لَا مُبَدِّلَ لِكَلِمٰتِهٖ ج وَهُوَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ ه

تمت

بسم اللہ الرحمن الرحیم

۱ الحمد للہ الواحد الاحد الغفور الغفار والصلوٰۃ والسلام علی رسولہ سیدنا محمد الرؤف الرحیم الکریم المختار وعلی آلہ الطیبین الاطہار واصحابہ البررۃ الاخیار صلوٰۃً وسلاماً کثیراً متواتراً ما دام اللیل والنہار۔

۲ حضرت سلطان الاولیا سید محمد حسینی گیسو دراز خواجہ بندہ نواز قدس اللہ سرہ العزیز کے فرزند اکبر حضرت سید السادات سید محمد اکبر حسینی علیہ الرحمۃ کی کثیر المنفعت کتاب تبصرۃ الاصطلاحات الصوفیہ ربیع الاول ۱۳۶۵ھ میں طبع ہوکر شائع ہوچکی ہے اسکے بعد انکی یہ دوسری تصنیف جو کتاب العقائد کے نام موسوم کی گئی ہے کتب خانہ روضتین گلبرگہ شریف کی جانب سے طبع کرائی گئی اور شائع کیجاتی ہے ہمارے عزیز اور نہایت محترم کرمفرما نواب حبیب محمد صاحب صوبہ دار صوبہ گلبرگہ شریف دام مجدہم کو حق سبحانہ وتعالیٰ اجر عظیم مرحمت فرمائے کہ اونکی خاص توجہ فرمائی کے باعث رقم فراہم ہوگئی اور یہ کتاب مستطاب طبع ہوسکی اور میرے خاص عنایت فرما مولانا حافظ قادری محمد حامد صدیقی صاحب سلمہ اللہ تعالیٰ پروفیسر دینیات گلبرگہ کالج و مہتمم اعزازی مدرسہ وکتب خانہ روضتین کے عمر اور علم وفضل کو خدائے ذوالجلال وسیع تر فرمائے کہ انہوں نے اس بارہ میں نہایت گہری دلچسپی لی۔

۳ تبصرۃ الاصطلاحات الصوفیہ کے مقدمہ میں ہم نے حضرت سید محمد اکبر حسینی قدس سرہ مصنف کتاب مذکور کے سوانح حیات کو حسب دستیاب مفصل لکھدیا ہے اور انکی تصانیف کا ذکر بھی صراحت سے کردیا ہے اسلئے مکرر لکھنے کی ضرورت نہیں ہے۔ تذکرہ نویسوں نے لکھا ہے کہ حضرت خواجہ بندہ نواز قدس سرہ نے عقائد اہل سنت میں ایک رسالہ خود تصنیف کرنا چاہا تھا مگر جب انہیں معلوم ہوا کہ اونکے فرزند اکبر نے عقائد میں ایک رسالہ لکھنا شروع کردیا ہے تو خود اپنے ارادہ کو ترک فرمادیا اور فرمایا کہ محمد اکبر حسینی کی کتاب کافی ہوگی چنانچہ جب یہ کتاب تکمیل کے بعد حضرت بندہ نواز کے نظر مبارک میں پیش ہوگئی شرف قبول سے ممتاز ہوئی یہ کتاب سوال وجواب کے طرز پر لکھی گئی ہے اور عقائد اہل سنت میں بے مثل کتاب ہے۔ تمام ضروری مسائل اس



یں مندرج ہیں اور نہایت صاف صاف اور عام فہم عبارت میں لکھے گئے ہیں - بہ استثنا سے دو تین مسائل کے ساری کتاب میں فلسفہ اور علم کلام کے دقیق مباحث سے احتراز کیا گیا ہے - دوسرے مذاہب کے عقاید سے بھی بہت کم بحث کیگئی ہے البتہ اوس زمانہ میں چونکہ علامہ زمخشری کی تفسیر کشاف ہندستان اور دوسرے ممالک میں بہت متداول تھی اور علما کی جماعت میں معتزلیوں کے عقائد کے مسائل معرض بحث میں رہا کرتے تھے اسلئے حضرت مصنف علیہ الرحمہ نے اس کتاب میں جابجا اون کے عقاید باطلہ سے بحث کی ہے اور اونکی غلطیاں کتاب وسنت سے ثابت فرمائی ہیں - ایک بات اور بھی ہے جو یہاں خاص طور پر قابل ذکر ہے - عقاید اہل سنت میں تقریباً جا مستند کتابیں (مثلاً عقاید نسفی - عقاید عضدیہ - شرح مواقف - شرح مقاصد وغیرہم) چونکہ علماء متکلمین کی لکھی ہوئی ہیں اس لئے ان میں مسائل تصوف وسلوک سے کوئی بحث نہیں کیگئی ہے - کتاب العقائد کی ایک خصوصیت یہ بھی ہے کہ اس میں حضرت مصنف نے پیری مریدی اور طرق وصول الی اللہ سے سیر حاصل بحث کی ہے اور نہایت پاکیزہ اور محققانہ طور پر مسائل کی وضاحت فرمائی ہے -

۴ - متقدم اکابر مصنفین کے طریقہ پر حضرت سید اکبر حسینی قدس سرہ نے اس کتاب میں از ابتدا تا انتہا نہ اپنا نام کہیں لکھا ہے اور نہ کتاب کا اور تذکرہ نویسوں نے بھی اسکا کوئی نام نہیں لکھا بلکہ جہاں اونکی تصانیف کی تفصیل لکھی ہے اس کتاب کے متعلق صرف "کتاب اور عقاید" لکھنے پر اکتفا کیا ہے کتاب کا کوئی نام تو ضرور ہونا چاہیئے اور مصنف علیہ الرحمہ کا تجویز کردہ نام مجھے کسی ذریعہ سے معلوم نہیں ہو سکا اسلئے اسکا نام کتاب العقائد تجویز کیا گیا اور کتاب پر یہی نام طبع کرایا گیا - مکرمی محترمی جناب نواب حبیب محمد صاحب اور جناب مکرم مولانا محمد حامد صدیقی صاحب نے اس نام کو پسند فرمایا -

۵ - حضرت مصنف قدس سرہ نے کتاب العقاید کو تحریر کرتے وقت جن جن کتابوں کو پیش نظر رکھکر اون سے استفادہ کیا اور اون کے نام اس کتاب میں درج کئے ہیں اونکی تفصیل ناظرین کرام کی دلچسپی کا ضرور باعث ہوگی :- (۱) تفسیر لطائف قشیری (۲) تفسیر کبیر امام رازی (۳) تفسیر کشاف علامہ زمخشری



(۴) تفسیر معالم التنزیل (۵) بخاری شریف (۶) مصابیح (۷) مفاتیح شرح مصابیح (۸) نوادر الاصول (۹) عقاید حافظیہ (۱۰) اعتماد شرح عقیدہ امام حافظ الدین (۱۱) تمہید ابو اللیث سمرقندی (۱۲) تمہید ابو شکور سالمی (۱۳) شرح عقاید نسفی علامہ تفتازانی (۱۴) شرح مقاصد علامہ تفتازانی (۱۵) شرح مواقف علامہ سید شریف جرجانی (۱۶) صحایف در عقاید از علامہ سید شمس الدین (۱۷) ترجمہ بزدوی (۱۸) کشف بزدوی (۱۹) سراجی (۲۰) فقہ اکبر امام ابو حنیفہ کوفی رضی اللہ عنہ (۲۱) رسالہ امام ابو الفضل کرمانی (۲۲) تاج الاسامی (۲۳) شرح آثار نیرین (۲۴) درر البحور (۲۵) تجنیس (۲۶) مزید (۲۷) فتاوی ظہیری (۲۸) فتاوی برہانی (۲۹) عمدۃ الابرار (۳۰) قوت القلوب (۳۱) تعرف (۳۲) رسالہ قشیریہ (۳۳) عوارف المعارف (۳۴) علم الہدی (۳۵) کشف المحجوب (۳۶) احیاء العلوم (۳۷) نہایت الافہام فی علم الکلام (۳۸) محصل رازی (۳۹) کفایہ شعبی (۴۰) شرح حاوی (۴۱) مفتاح المسائل ۔

۶ ۔ یہ سب کتابیں اوسوقت شمالی اور جنوبی ہند میں موجود تھیں اور اوس زمانہ کے علما کے پیش نظر رہا کرتی تھیں اور حضرت مصنف علامہ علیہ الرحمہ نے کتاب العقاید کو تحریر کرتے وقت انکو پیش نظر رکھا تھا ۔ ان میں متعدد کتابیں فی زماننا نادر الوجود بلکہ مفقود ہیں اور اس زمانہ کے علما اون سے بے خبر ہیں ۔ کتاب العقاید گلبرگہ شریف میں سنہ ۸۰۵ھ اور سنہ ۸۱۰ھ کے درمیان تصنیف کی گئی ۔ شرح عقاید نسفی کو علامہ تفتازانی نے خوارزم میں شعبان سنہ ۷۶۸ھ میں اور شرح مقاصد کو سمرقند میں سنہ ۷۸۴ھ میں تصنیف کیا اور شرح مواقف قریب قریب اوسی زمانہ میں شیراز میں تصنیف ہوئی ۔ اوس زمانہ میں علم کی فراوانی اطلاب علم کے شدت شوق اور شغف کو دیکھیے کہ تصنیف کئے جانے کے معدودے چند ہی سال بعد یہ کتابیں خوارزم اور سمرقند اور شیراز سے نہ صرف شمالی ہند بلکہ جنوب میں گلبرگہ شریف تک پہنچ گئی تھیں اور ملک کے علما اون سے خود مستفید ہو رہے تھے اور طالبان علم کو مستفید کر رہے تھے اور کتاب العقاید کو لکھتے وقت حضرت سید مخدوم محمد اکبر حسینی نے اونہیں پیش نظر رکھا تھا ۔

۷ ۔ کتاب العقاید کا ایک قلمی نسخہ مرقومہ سنہ ۹۰۸ھ میرے پاس موجود تھا ۔ ایک جدید الخط نسخہ کتبخانہ روضتین سے میرے پاس آیا اور ایک جدید الخط نسخہ مجھے میرے ایک عنایت فرما شاہ حیدر علی صاحب



دیا تھا ان تینوں کے باہم مقابلہ سے جسقدر ممکن ہوا تصحیح کیگئی اور ۱۹۰۸ء کے لکھے ہوئے نسخہ سے جہاں جہاں اختلاف تھا حاشیہ پر لکھدیا گیا۔

۸ - کتاب العقاید کی طباعت میں جو دقتیں اور دشواریاں مجھے پیش آئیں اس سے پہلے کبھی پیش نہیں آئی تھیں - حیدرآباد میں بے شمار اخبارات اور رسائل جاری ہوگئے ہیں اور بیرون مملکت حیدرآباد میں طباعت کی دقتوں کے باعث وہاں کے بہت سے رسالے اور کتابیں چھپنے کے لئے حیدرآباد آتی رہتی ہیں اور یہ سب چونکہ اردو زبان میں ہوتی ہیں اسلئے کاتبوں کو کاپی نویسی بہت آسان ہوتی ہے چنانچہ کاتب کاپی نویس اور مطابع سب کے سب نہایت فارغ البال اور بے فکر ہوگئے ہیں اس کتاب کی طباعت کا کام ایسے وقت میں شروع کرنا پڑا جب حیدرآباد میں اس قسم کی کتاب کا طبع کرانا تقریباً محال ہوچکا تھا - سب سے پہلے شدید دشواری کاغذ کے ملنے میں ہوئی - جس قسم کے کاغذ پر حضرت بندہ نواز کی کتابیں طبع ہوتی آئی ہیں ویسا اور اوس تقطیع کا کاغذ حیدرآباد میں کہیں نہیں مل سکا - بڑی جستجو اور تلاش کے بعد وہ کاغذ ملا جس پر یہ کتاب چھاپی گئی اور اتفاقاً وہ بھی صرف بقدر ضرورت - اوس کے بعد کاتب اور مطبع کے ملنے میں دشواری پیش آئی ہر کاتب اور ہر مطبع نے اس کام سے انکار کیا - آخری بڑی مشکل سے ایک کاتب ملے جنہوں نے کتابت نہ صرف خراب قسم کی کی بلکہ پانچ جزکی کتابت کرکے کام کو بند کردیا - کاپی نویسی کی اجرت حال میں بہ نسبت سابق کے چالیس بلکہ پچاس فیصدی اور طباعت کی اجرت پچیس فیصدی بڑھ گئی ہے اور کام کا معیار بہت گھٹ گیا ہے جیسا کہ اس کتاب کی کتابت اور طباعت سے ناظرین اندازہ کرسکینگے - کامل طور پر تصحیح کرنے سے بھی پہلو تہی کیگئی اور ایک طویل غلط نامہ شریک کرنیکی ضرورت پیش آئی -

۹ - میں اپنے قدیم دوست سید جلال ید اللّٰہی سلمہم اللہ تعالیٰ کا نہایت ممنون اور شکرگزار ہوں - کاغذ کی فراہمی کاتب کی تلاش اور مطبع کی جستجو میں اونہیں نہایت محنت اور بہت تگ و دو سے کام لینا پڑا جزاہ اللہ عنا خیر الجزاء

۲۷ جمادی الاول سنہ ۱۳۶۶ھ

فقیر المذنب خاکسار

سید عطا حسین



وَهٰذَا صِرَاطُ رَبِّكَ مُسْتَقِيْمًا

کتاب العقاید

از تصانیف

حضرت سید السادات قدوۃ السالکین زبدۃ الواصلین مخدوم

سید اکبر حسینی المعروف بہ سید بڑے

قدس اللہ سرہ العزیز

خلف الصدق فرزند اکبر

حضرت سلطان العرفاء الکاملین امام الاولیاء الواصلین مخدوم

سید محمد حسینی گیسو دراز خواجہ بندہ نواز

رحمۃ اللہ علیہ



بسم الله الرحمن الرحیم

حمد بحد و ثنائے بعید و مر خداوندے را که موصوف است بصفات کمال و منزه است از عیب حدوث و نقصان و زوال و درود و مطهر بر روضه معطر سرور انبیاء و بهتر اصفیا محمد رسول الله صلی الله علیه و آله و سلم که منعوت است باحسن اخلاق و اکرم افعال و بر یاران او که بهترین یاران اند و بر آل او که بهتر است از همه آل. معظم

اما بعد این کتابے است مشتمل بر چهار فصل. فصل اول در شناختن ذات باری تعالی و آنچه او را از آن تنزیه باید کرد. فصل دوم در صفات باری تعالی. فصل سوم در اسماء باری تعالی که چه صواب است و چه خطا. فصل چهارم در تحقیق حقیقت ایمان و احوال آخرت. و این کتاب بر سوال و جواب بنا کرده شد تا بر ترتیب خوب پدید آید و فهم او بر عوام آسان باشد والله الموفق بالاتمام

فصل اول

در بیان شناختن ذات باری تعالی و آنچه او را از آن تنزیه باید کرد

۱ سوال. اگر ترا پرسند که خدائے تو کیست؟ جواب. بگو خدائے من خدائے است که آفریننده همه موجودات است و موصوف است بصفات کمال و منزه از عیب حدوث و زوال

۲ سوال. اگر ترا پرسند خدائے تو چیست؟ جواب. بگو چیزے است که بد و چیزے نماند



واو به چیزی نماند هو شیٔ لا کالاشیاء ولیس کمثله شیٔ

سوال ۳. اگر ترا پرسند که خدای تو کجا باز است؟ جواب. بگو سوال از زمان باشد ۳
و زمان نبود که خدای نبود و زمان آفریدهٔ خدا است و خدای من قدیم است یعنی
وجود او را آغازی نیست و انتهائی نیست همیشه بود و همیشه باشد و همیشه هست

سوال. اگر ترا پرسند خدای تو کجا است؟ جواب. بگو سوال از جا است ۴
و جا آفریدهٔ خدا است جائی نبود که خدای من نبود و هیچ جائی نیست که خدای من
آنجا نیست. به علم و قدرت نه به تمکن و جهت.

سوال. اگر ترا پرسند با خدای چیزی هست؟ جواب. بگو خدای همیشه بود ۵
و چیزی با او نبود و خدای همیشه هست و چیزی با او نیست و خدای همیشه هست و چیزی
با او نیست خدا همیشه خواهد بود و چیزی با او نخواهد بود و او تعالی با همه هست نه بمقارنت
و جدا از همه هست نه بمغایرت و همین است معنی قوله تعالی و هو معکم اینما کنتم
و همین معنی دارد قوله تعالی فاینما تولوا فثم وجه الله و دیگر آیات که برین معنی
وارد است و هو الله فی السموات و فی الارض ای بالعلم والقدرة لا بالمصاحبة
والمقارنة اگر او با چیزی نبودی آن چیز نبودی.

سوال. اگر ترا پرسند که خدای چگونه است؟ جواب. بگو بیچون و بیچگون است بی شبیه ۶
و بی نمونه او را چگونگی نیست و چگونگی او در بیان کسی نیاید و در طاقت مردم نباشد

سوال. اگر ترا پرسند حقیقت ذات خدای تو چیست؟ جواب. بگو حقیقت ۷
ذات او جز او نداند و در طاقت بشر معرفت حقیقت ذات او نیست.

سوال. اگر ترا پرسند خدا در کدام جهت است؟ جواب. بگو او منزه است
از همه جهات او سمتی و جهتی ندارد و هیچ سمتی و جهتی نیست که او در آن جهت و سمت نیست
به علم و قدرت نه به برابری و نه به مقابله.

۹ سؤال. اگر ترا پرسند چون او در جهتے نیست پس سجده کردن برائے او سوئے خانہ کعبہ چیست
جواب. بگو برائے تعظیم سمت خانہ کعبہ بندگان را بفرمود که بہ پرستند او را جانب کعبہ نہ آنکہ
او در آن جهت و سمت است و مساجد را که بیت الله گویند هم بمعنی تعظیم مساجد است نہ آنکہ
بحقیقت مساجد خانہ خدا است تعالی الله عن ذلك علوا کبیرا۔

۱۰ سؤال. اگر ترا پرسند خدائے را چه صورت است جواب بگو خدای منزه است از صورت
همه صورت ها آفریده خدا است قبول کردن صورت صفت مخلوقات است بعضے جاهلان از
کرامیه خدائے را بصورت آدم می گویند۔

۱۱ سؤال. اگر ترا پرسند که در حدیث رسول الله صلی الله علیه و آله وسلم آمده است که خلق
آدم علی صورة الرحمن چه معنی دارد جواب. بگو این متشابه است یعنی سرّے میان خدا
و میان پیغامبر او در دنیا جز او کسے نداند و در آخرت بر همه کشف خواهد شد علمائے متقدم گفته اند که
عقیده کنیم آنچه مراد الله است حق است و خدائے را صفتے است که عبارت از آن صورت
نه کنند و کیفیت آن مشتبه اند و علمائے متاخرین تاویل کنند صورت را بصفت و رحمن را
به رحمت یعنی آدم و آدمیان مخلوق اند بصفت رحمت یعنی رحمت و کرم بیشتر است در آدم و آدمیان از صفت
قهر که انسان مظهر رحمت و لطف باری تعالی است چنانکه دیو مظهر قهر و غضب خدا است۔

۱۲ سؤال. اگر پرسند خدائے چه رنگ دارد جواب. بگو او منزه است و همه رنگها آفریده او ست رنگے
قبول کردن صفت مخلوقات است و متعالی از همه صفات حدوث

۱۳ سؤال. اگر ترا پرسند چه معنی است حدیث رسول الله صلی الله علیه و آله وسلم ایاکم والمرد ان فان فیهم والا بارد
لونا کلون الله یعنی بپرهیزید از امردان که در ایشان رنگے است همچو لون الله جواب. بگو این
نیز متشابه است علمائے متاخرین تاویل کرده اند که ازین لون الله مراد سرعت نفوذ اراده الله است
در عباد چنانکه خدائے تعالی خواست چیزے دیا شے از بنده پیدا آرد بغیر آنکه آن بنده را شعورے
شود خلق اختیاری ضروری تابع دے گرداند فعل او دے بوجود آورد همچنان امارد رنگ آمیزی



دارند و مردمان را بسوی هوای خویش برند و تابع مرادات خویش گردانند اگرچه مردمان را از ان شوری بود یا نبوده

۱۴ **سوال.** اگر پرسند خدای روی و چشم و دست و پا و کف و انگشت و قبضه و آمدن و رفتن و نشستن و خواستن و بر رفتن بر چیزی و فرود آمدن از چیزی و خنده و گریه دارد یا نه

جواب بگو ندارد این همه صفات مخلوقات است او منزه است ازین همه صفات مخلوقات که این دلیل بر ترکیب و انتقال و تحول دارد و او تعالی متعالی است از همه نقایص و عیوب.

۱۵ **سوال.** اگر پرسند در قرآن آمده است يَدُ اللّٰهِ فَوْقَ أَيْدِيهِمْ بَلْ يَدَاهُ مَبْسُوطَتَانِ و حدیث آمده است قَلْبُ الْمُؤْمِنِ بَيْنَ اُصْبُعَيْنِ مِنْ اَصَابِعِ الرَّحْمٰنِ يُقَلِّبُ كَيْفَ يَشَاءُ و نیز در قرآن آمده است وَالْاَرْضُ جَمِيْعًا قَبْضَتُهُ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ و نیز در حدیث آمده است اَلصَّدَقَةُ اَوَّلًا تَقَعُ فِيْ كَفِّ الرَّحْمٰنِ و نیز در قرآن آمده است فَاَيْنَمَا تُوَلُّوْا فَثَمَّ وَجْهُ اللّٰهِ فَاِنَّكَ بِاَعْيُنِنَا وَلِتُصْنَعَ عَلٰى عَيْنِيْ و نیز در حدیث آمده است که اِنَّهٗ يَضَعُ قَدَمَيْهِ فِيْ جَهَنَّمَ فَيَتَرَدّٰى بَعْضُهَا اِلٰى بَعْضٍ فَيَقُوْلُ ۵ يَا رَبِّ و نیز در قرآن آمده است که اَلرَّحْمٰنُ عَلَى الْعَرْشِ اسْتَوٰى وَجَاءَ رَبُّكَ وَالْمَلَكُ صَفًّا صَفًّا و نیز در حدیث آمده است يَجْلِسُ الرَّبُّ عَلٰى كُرْسِيِّهٖ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ حَتّٰى تَكَرُّ الْكُرْسِيُّ مِنْ ضِيْقِهٖ و در حدیث دیگر آمده است يَنْزِلُ الرَّبُّ بَعْدَ نِصْفِ اللَّيْلِ اِلَى السَّمَاءِ الدُّنْيَا فَيَقُوْلُ هَلْ مِنْ دَاعٍ فَاَسْتَجِيْبَ لَهٗ وَهَلْ مِنْ مُسْتَغْفِرٍ فَاَغْفِرَ لَهٗ و نیز در حدیث آمده است ضَحِكَ الرَّبُّ حَتّٰى بَدَتْ نَوَاجِذُهٗ وَاللّٰهِ لَيَضْحَكَنَّ كُلَّ يَوْمٍ سَبْعِيْنَ مَرَّةً **جواب** بگو (ن: ليضحكني)

این و امثال این متشابهات است و علمای متاخرین تاویل کرده اند ید را به قدرت و به نعمت بر حسب مقام و قبضه را به قدرت و اصبعین را بصفت قهر و رحمت و وادن صدقه در کف رحمن بقبول کردن آن صدقه و وجه را به ذات و عین را به حفظ و عصمت و وضع قدم به خلق جدید و انداختن ایشان بدوزخ و آنچه باقی مانده است پر شود و بعضی به گشتن

۵ این لفظ در هر سه نسخه مشکوک است ۱۲



هبب او و گرد آمدن فراخی او و ناگرد آید و هم بدانچه انداخته اند قناعت کنند و این تاویل
قریب تر است از اول و استوی به قهر و غلبه و کذالک جلوس او در بر کرسی باستیلا بقهر و غلبه
و حکم و حی او و برآمدن امر رحمت و کذالک نزول و حکمت او به کمال خوشنودی او .

١٦ سوال . اگر ترا پرسند خدای را استادن و بالا و فرود و پیش و پس است یا نه جواب
بگو نیست . زیرا که این همه صفات حادثات و سمات عیوب و نقایص است او تعالی منزه
است ازین و امثال این .

١٧ سوال . اگر ترا پرسند در قرآن آمده است وَالسَّمٰوٰتُ مَطْوِيّٰتٌ بِيَمِينِهِ
وَ أَصْحَابُ الْيَمِينِ وَ أَصْحَابُ الشِّمَالِ جواب بگو این نیز متشابه است و تاویل
یمین در آیت اول به قدرت و در آیت دوم برحمت و تاویل شمال به قهر کرده اند .

١٨ سوال . اگر ترا پرسند خدای را جسم هست یا نه جواب بگو جسم مرکب باشد از دو جوهر
و زیادت از آن و ترکیب دلیل حدوث است و او منزه است از صفات حدوث .

١٩ سوال . اگر ترا پرسند خدای را جوهر توان گفت یا نه جواب بگو اگر برین معنی یعنی که اصل
وجود مرکبات است نه توان گفت که او تعالی اصل وجود مرکبات نه بود . و اگر برین معنی که
که قائم بذات خود است در وجود خویش محتاج بدیگری نه از روی معنی روا باشد اما از
روی لفظ خطا باشد که شرع بدان وارد نیست .

٢٠ سوال . اگر ترا پرسند خدای را عرض توان گفت یا نه جواب بگو نتوان گفت زیرا که
عرض چیزی را گویند که او را بقا نباشد در دو زمان و خدای همیشه باقی است بذات خویش
لم یزل و لا یزال .

٢١ سوال . اگر ترا پرسند باری تعالی متألم به الم می شود و متلذذ به لذتی باشد یا نه جواب
بگو نباشد در الم اتفاق است اما در لذت فلاسفه می گویند لذات عقلیه باشد نه بدین معنی
که او بخلق کسی متلذذ می شود اما بدین معنی که کمال و نفس خویش تصور کند شادمان شود و چون

خوشحال



نقصان تصور کند متالم شود اما اجماع امت معتقد بدین است که الم و لذت به باری تعالی سنت
و تقدس راجع نیست و چون ایشان غائب را بر شاهد قیاس کرده اند و این که کسے کمالات
خود را تصور کند لابد از ان غافل شده باشد حاضر آرند متلذذ شوند او تعالی عالم
همه کلیات و جزئیات لم یزال و لایزال است غفلت و ذهولے را بوے راه نیست
متلذذ شدن بهیچ وجه بوے راه نیست و نیز متلذذ شدن به لذات دلالت بر حدوث
دارد و او منزه است از همه سمات حدوث تعالی و تقدس و کذالک نفی طعوم و روائح
به اجماع ثابت است که ذائق و واجد آن باری تعالی نیست و معتمد درین باب همین است
کذا فی محصل الرازی و بعضے گفته اند که این جمله نوعے از انفعالات است و او تعالی
منزه است از جمله انفعالات۔

۲۲ سوال۔ اگر ترا پرسند خدائے را نصف و ربع و بعض و کل و جز توان گفت یا نه جواب
بگو نتوان گفت که این همه دلیل بر ترکیب و تقسیم کند و این همه دلیل حوادث و زوال باشد
تعالی اللہ عن جمیع ذلک علواً کبیراً

۲۳ سوال۔ اگر ترا پرسند دلیل معرفت خدائے عز و جل چیست جواب۔ بگو عقل است۔

۲۴ سوال۔ اگر ترا پرسند که عقل چیست؟ جواب بگو که عقل نورے است که خدائے
عز و جل آفریده است در باطن انسان بدان نور تمیز کند دل مردم صواب را از خطا
و حق را از باطل

۲۵ سوال۔ اگر ترا پرسند جایگاه او کجا است؟ جواب بگو بعضے علما گفته اند حکما
اند که در سینه است اما قول شاه حکما سرور علما و عاقلان امیر المومنین علی رضی اللہ عنہ اینست
که دماغ است و اصح همین است

۲۶ سوال۔ اگر ترا پرسند عقل حادث است و باری تعالی قدیم حادث دلیل به حادث کند
به قدیم راه نتوان برد جواب بگو که آن قدیم این حادث را ابتا ئید نور قدیم خویش



بخود راه نماید و شناسا گرداند این حادث آنگاه تواند که راه بدو برد اما بخود او را مجال بدو نباشد هم این جا گفته اند ما عرف اللّٰه غیر اللّٰه.

۲۷ سؤال. اگر ترا پرسند که دلیل معرفت عقل خدای را چیست؟ جواب. بگو استدلال است از اثر به مؤثر دانستن مصنوع به صانع شیء حادث متغیر را دید که ثابت به یک حال نبود متغیر از حالی به حالی دیگر می‌شد. اندیشید که این خود نیست اگر به خود بودی متغیر نبودی لابد او را محدثی و صانعی باید و او باید که قدیم باشد تغیر نباشد و الا دور یا تسلسل آید و آن محال است و او یکی باشد و الا تمانع آید این مقدار قوت عقل در همه هست آنچه نه کند مقصر باشد توحید با خود بود هم از این جا گویند که شناختن حق با خود است توحید که عقل دلیل توحید است و همه کفار با خود با ایمان زیرا چه عقل با همه است و ایشان مقصر اند در استدلال العقل و چون تحقیقت باز آلی خلق هدایت در دل کافر نشد خلق کفر شد خلق اختیار آن او آن فعل را اختیار کرد او را هم بدان کافر خوانند و بدان اختیار ضروری تکلیف او مستقیم هم بدان شده است وَاللّٰهُ الْهَادِیْ اِلَی الرَّشَادِ.

۲۸ سؤال. اگر ترا پرسند چون دلیل معرفت خدای تعالی عقل شد و عقل در باده مردم موجود پس چرا است که اکثر مردم خدای را نشناسند در ذات و صفات او غلط کنند و در بادیه افتند؟ جواب. بگو که دلیل معرفت عقل است اما در استدلال کردن با این دلیل و رسیدن از آن به صواب و حق مردم عاقل محتاج است به نور عنایت باری تعالی که آن را هدایت و توفیق خوانند و هر بنده را که به رحمت ازلی خویش به نور عنایت و هدایت و توفیق خویش منور و روشن کرد و آن نور را در وی بیافرید و دل او منشرح و صدر او را گشاده بدان نور گردانید و عقل او را تایید و تقویت بدان نور خاصه بخشید او به راه حق مستقیم ماند و از بادیه ضلالت خلاص یافت و اگر نه متحیر و متردد و حایر و بایر میان حق و باطل باشد و یا مختوم مطبوع به ضلال و کفر و وبال در ذات و صفات و افعال حق تعالی ماند و هم بر این دلیل



عقل بزعم خویش راهِ صواب گم کرده براهِ خطا و باطل رفت و آن را حق دانست و این قهر است از خدائے تعالیٰ که برابر او قہرے نباشد و این را اضلال و طرد و ابعاد خوانند أَعَاذَنَا اللّٰهُ وَإِيَّاكُمْ أَيُّهَا الْإِخْوَانُ عَنْ هٰذِهِ الْخُسْرَانِ الْعَظِيمِ وَالْخِذْلَانِ الْجَسِيمِ۔

فصل دوم

در معرفت صفات اللہ تعالیٰ

1 سوال۔ اگر ترا پرسند صفات اللہ تعالیٰ بچند نوع است۔ جواب۔ بگو بر دو نوع است ذاتی و فعلی صفات ذاتی آن را گویند که تصورِ انفکاک این صفات از آن ذات متصور و ممکن نباشد چنانکه قدم حیات و علم و قدرت که اگر قدم را رد کنی حدوث پیدا آید و حیات را رد کنی موت آید و علم را رد کنی جهل آید و قدرت را رد کنی عجز آید و این همه صفات نقایص است و او تعالیٰ از ان منزه است۔ و صفات فعلی آنکه تعلق به دیگرے دارد و صفت تاثیری در غیرے پدید آرد و تصور انفکاک او از وے متصور بود چنانکه رزق و تکوین و مغفرت و نیز گفته اند این صفات دو نوع بر دو نوع دیگر است حقیقی که عبارت از ان پیدا کردن عالم امرے ثابت و متحقق باشد (که عبارت از امرے ثابت) و اضافی که نسبتے باشد میان شیئین چنانکه علم نسبتے بین العالم والمعلوم و قدرت که نسبتے است میان قادر و مقدور و اما حیات مثلاً و قدم و بقا و وجود صفات حقیقی که عبارت کرا ز معانی ثبوت بذات حی و قدیم و باقی و موجود و اکثر متکلمان علم و قدرت را صفت حقیقی گویند بلکه از امہات سبعه شمارند و اصح همین است و این مثال بر قول بعضے است آید و به تحقیق آن هم درین فصل فی محل بیاید انشاء اللہ عز و جل۔

2 سوال۔ اگر ترا پرسند صفات اللہ اعراض است یا ذوات جواب بگو عرض نتوان گفت



زیرا چه اگر عرض گویند زوال لازم آید و ایشان قدیم اند و قدیم زایل نباشد و ذوات نیز نگویند
زیرا چه تعدد ذوات قدما آید و آن مذهب نصاری است که ثالث ثلاثه گویند و آن کفر است
والعیاذ بالله منها و دیگر اگر ذوات باشند قائم بخود باشند و صفات باری قائم بذات باری است نه بخود.

۳ **سؤال.** اگر ترا پرسند صفات الله با ذات باری یا در ذات باری گویند یا نه؟ **جواب**
بگو این دلیل بر حلول و مقارنت کند و آن روا نیست ولیکن چنین گویند صفات الله قایم اند
بذات خداوند نه با او و نه در او.

۴ **سؤال.** اگر ترا پرسند که صفات خدا عین ذات خدا است یا غیر ذات **جواب** بگو
مذهب اکثر اهل سنت و جماعت این است که نه عین و نه غیر و بعضی گویند همه غیر اند و بعضی گویند
از اشاعره که صفات ذاتی عین. صفات فعلی غیر و تفسیر آن بالا گفته شده است. و معتزله نفی
صفات کنند و گویند بدین معنی ذات باری تعالی را عالم گویند باعتبار تعلق او بمقدور نه از آنکه خوانند
قدرت و علم صفتی قائم بذات باری تعالی است زائد بر ذات و معتزله او را عالم بلا علم و قادر
بلا قدرت گویند و عالم بالذات و قادر بالذات هم خوانند. و گرا سبب نفی قدم صفات کنند تا قول به تعدد
قدما لازم نیاید و این جهالت است زیرا چه اگر ذوات متعدد و قدیم گیریم قول به قدما آید و اما اگر ذات
باری با صفات او قدیم گوئیم قدما لازم نه شود و نسبت بمذهب نصاری نه باشد

۵ **سؤال.** اگر ترا پرسند در مذهب اکثر سنت و جماعت جمع بین النقیضین یا ارتفاع نقیضین
حاصل می آید زیرا چه عین نقیض غیر و غیر نقیض عین **جواب.** بگو که عین و غیر نقیض نه اند زیرا چه عین
آن است که مفهوم او با مفهوم شیئ دیگر یکی بود و غیر آن است که مفهوم او با مفهوم
شیئ دیگر یکی نبود و تصور یکی با عدم دیگری ممکن بود و این جا قسمی ثالث هم داریم که نه عین
بود و نه غیر بود همچون واحد از عشره و کل از جزو. و واحد نه عین عشره است و نه غیر او است
مفهوم عشره عین مفهوم واحد نیست و نه غیر عشره است که بی او عشره نباشد و همچنین
کل و جزو. و اینجا بحث بسیار است این مختصر از بن مطول تحمل نتوان کرد اما یک سخن اینجا



باقی است واحد از عشره جزئے از عشره است وظاهر است که جز بعض از کل است پس
اینجا بنا بر جزئیت وکلیت نتوان گفت که نه عین او و نه غیر او وفیما نحن فیه بحث در
شے است که او نسبت بکلیت وجزئیت وبعضیت ندارد واین سوال وجواب در نهایت
الاقدام فی علم الکلام مذکور است وفهم آن دشوار لاجواب گویند۔

۶ سؤال۔ اگر ترا پرسند صفات یکدیگر عین اند یا غیر اند مثلاً علم عین قدرت است یا غیر قدرت
جواب۔ بگو چنانچه صفات لا عین ولا غیر اند کذالک صفات یکدیگر نه عین اند ونه غیر۔

۷ سؤال۔ اگر ترا پرسند یکے از صفات باری تعالیٰ اول وآخر است اول اسم شے است
که آغاز بدان باشد وآخر اسم شے است که نهایت بدان باشد وآغاز شے ونهایت شے
بد و تعالیٰ نسبتے نیست جواب۔ بگو اول در صفات باری بمعنی آن است که فردے سابق
از همه موجودات که او را ابتدائے نباشد وآخر بدین معنی است که او باقی باشد بعد فناے همه
موجودات واو را انتهائے نباشد وارث را همین معنی باید دانست۔

۸ سؤال۔ اگر ترا پرسند یکے از صفات باری تعالیٰ رحمت است ورحمت من حیث اللغت
دو تو شدن ومیل کردن بود واین در صفات باری روا نیست جواب۔ بگو که مراد ازین رحمت
ایصال ملایم بندگان است بدلیشان واین لازم معنی عطف است زیرا چه در ظاهر اگر مادرے
یا پدرے بر فرزندے مهربانی وایصال ملایم طبع او کند دو تو شدنی ومیل بجانب او میباشد
ومقصود از او ایصال آن ملایم است حق تعالیٰ از ان میل دو تا شدن منزه اما معنی آخرین
ولازمی او که آن ایصال ملایم است همان معنی رحمت باری است وهمین معنی در عطوف
ورؤف میباید دانست۔

۹ سؤال۔ اگر ترا پرسند یکے از صفات باری غضب است غضب غلیان جوش دم است
وقت رسیدن مکروه واین معنی نسبت بذات باری ندارد جواب۔ بگو اینجا نیز مراد معنی
لازم است واین ایصال غیر ملایم به بندگان است وقت قهر زیرا چه کسے را غلیان دم



وقت رسیدن مکروهی بشود ایصال غیر ملایم بذات مغضوب علیه میکند همچنان حق تعالی وقت قهر بر بندگان ایصال غیر ملایم طبع ایشان کند این معنی غضب است و همین معنی در انتقام باری باید دانست زیرا چه انتقام مکینه است وکینه با باری تعالی نسبت ندارد .

حصار ۱۰ سؤال . اگر ترا پرسند که یکی از صفات باری حیا است وحیا حجاب النفس عما یقدح مروّة وعادة وشریعة باشد این معنی در باری تعالی محال است **جواب** بگو حیا در صفات باری بمعنی باز ماندن از رد مسئول عباد واز راندن ایشان ناامید از حضرت خویش که معنی لازم حیا است در ظاهر زیرا چه اگر کسی شرم دارد از کسی مخالف او کاری نکند ومسئول او را رد نگرداند همین معنی آخرین و لازمی حیا مراد است .

۱۱ سؤال . اگر ترا پرسند که یکی از صفات باری مکر است ومکر صفت بد قبیح است در عباد پس در باری چگونه روا باشد که او منزه است از همه قبایح **جواب** . بگو در صفات باری تعالی بمعنی جزا دادن مکر است یعنی جزای مکرکاران در روز قیامت خواهد داد ایشان را اول حالت نیک نماید که ایشان بدان خوش شوند و آخر بعذاب و نفرت پیش آید جزای آنکه در دنیا با مسلمانان مکر کردند بظاهر صورت موافق و دوست پیدا شده اند و در باطن عداوت خفی و نهان داشته اند و بدان زیان ها رسانیده اند و جزای مکر را مکر خوانند چنانکه جزای سیئه سیئه که جزاء سیئة سیئة مثلها وجزای سیئه عدل است وعدل سیئه نباشد و این را صفت مشاکله خوانند و همین معنی در خداع باری باید دانست .

نما نشو ۱۲ سؤال . اگر ترا پرسند یکی از صفات باری حیات است و آن صفتی است که نشو و نما و حس وحرکت باختیار تقاضا کند و این از صفات باری روا نبود **جواب** . بگو حیات در صفات باری بدین معنی نیست بلکه حیات الله صفتی است ثبوتی که موجب علم و قدرت باشد اگر گویند الحی بالمعنی هو عین الحیات .

۱۳ سؤال . اگر ترا پرسند یکی از صفات باری سمع است و آن عبارت از اتصال حروف



و اصوات بود بواسطهٔ هوا بدر رقه گوش که او راه بدماغ دارد و دماغ راه بدل دارد **جواب** بگو سمع باری عبارت است از ادراک مسموعات بلا توهم و تخییل نه بوصول هوا.

سؤال - اگر ترا پرسند یکے از صفات باری بصر است و بصر عبارت از مقابله مبصر است بمردمک چشم که او ره بدماغ دارد و دماغ ره بدل. **جواب** بگو بصر باری عبارت از ادراک مبصرات است بغیر حاسه بصر ادراکے تمام و کمال. ۱۴

سؤال - اگر ترا پرسند علم غیر سمع و بصر است یا عین **جواب** بگو غیر است زیرا چه ۱۵ ما تفرقه می یابیم میان آنکه گوئیم نه بینیم دانستیم و یا آنکه گوئیم دیدیم و یا شنیدیم پس معلوم شد که صفت سمع و بصر غیر صفت علم باشد و بعضے علم بمسموعات را سمع و علم بمبصرات را بصر خوانند.

آنکه گوئیم دانستیم چیزے

سؤال - اگر ترا پرسند بصر و سمع چون صفت باری بود قدیم و ازلی بود و در ازل مبصرات و مسموعات نه بود اگر گوئی بود خود قدیم و ازلی باشد و الا بصر آید بغیر مبصرات و سمع بغیر مسموعات و همچنین قدرت و علم ازلی اند و معلوم و مقدور ازلی نبود پس قدرت بے مقدور و علم بے معلوم آید و آن محال است و گرنه قدم معلومات و مقدورات و مسموعات و مبصرات لازم آید **جواب** بگو این صفات بالقوه بذات باری تعالیٰ ثابت و محقق است در ازل. ۱۶ اما چون بارادت و حکمت و اختیار خویش مسموعات و مبصرات و معلومات و مقدورات را پیدا آورد تعلق آن علم بدین معلومات و قدرت بمقدورات و سمع بدین مسموعات و بصر بدین مبصرات بالفعل حاصل آید.

سؤال - اگر ترا پرسند پس تعلق حوادث بقدیمات آید از ان تغیرے در قدیم آید که از قوه به فعل آید و حدوث تعلق به فعل بدو شد که آن نبود **جواب** بگو از صفات اضافیات است تغیرے اگر در صفات اضافی آید تغیر در ذات باری تعالیٰ تقاضا نه کند و آن نسبت آن اشیا حادثه بود نه بدان صفات قدیم و این اصلے و کائے در همه صفات فعلی و اضافی راجع است بباید دانست این مخلصے کبیر و اصلے شریف در شرح عقیده حافظیه صاحب عقیده ۱۷ سه در کتاب ۲۰ این لفظ همچنین است و در مسکرم خورده است لهذا این لفظ مشکوک ماند.

این



ذکر کرده است و همین سوال و جواب در خلق و ارادت و مشیئت می باید دانست و این دلیل که سمع و بصر و علم و قدرت اضافی بود و آن خلاف اکثر فقها است و بیشترے متکلمان این از امہات صفات سبعه گویند و این را از صفات حقیقی دانند و صفات باقی را راجع بدین ہفت گویند و بر ایشان این سوال حدوث تعلق محکم وارد است جواب این چنین گویند که علم و قدرت و سمع و بصر صفتے واحدے با ٓئین حقیقی در ازل که بدان اشیا را کماهو بداند و بجمله مقدورات قادر و بجمیع مسموعات سامع و بجمیع مبصرات باصر بود و در این ہفت هیچ تغیرے و تبدلے نیست و آنکه تغیر و تبدل بحسب معلومات و مقدورات پیدا آید آن به نسبت آن اشیاے حوادث باشد و راجع به آن اشیا بود نه بدان صفت ازین بیش سخن نه گویند و این مقدار قاطع شغب خصمان نمی شود والله اعلم بالصواب.

۱۸ سوال. اگر ترا پرسند یکے از صفات باری تعالی ارادت است و ارادت میلان النفس الی ما تشتهیه بود و آن در باری تعالی محال است **جواب** بگو ارادت در صفات باری بمعنی تخصیص مفعولات بوقت معین و صفت معین بود و مشیئت و ارادت هر دو بیک معنی است و همه مرادات بیک ارادت است.

۱۹ سوال. اگر ترا پرسند یکے از صفات باری تعالی علم است به جزئیات و کلیات و علم متغیر است بحسب معلومات والا جهل لازم آید زیرا چه زید مثلا اگر نشسته بود در مقامے از آن مقام چون خاست علم بدان جلوس او باقی است یا نیست. اگر باقی است خود جهل است والا خود تغیر آید هم ازین جهت فلاسفه گویند علم او به کلیات است و بجزئیات نیست **جواب** بگو علم اضافیات است و تغیر بحسب معلومات است و آن موجب تغیر نفس علم در ذات باری تقاضا نه کند حاصل این جواب آنست که تغیر در صفات اضافی رواست و آن راجع به معلومات است نه بعلم و نه بذات قدیم و مطلوب همین است و این جواب متاخران است و اختیار امام فخرالدین رازی و صاحب صحایف امام حافظ الدین در اعتماد و شرح عقیده همین است.



سؤال ۲۰. اگر ترا پرسند که غیر آن صفات که ما می دانیم به تفصیل دیگر هست که ما باجمال مید انیم بدین ۲۰
که موصوف است به صفات کمال **جواب** بگو آرے باشد که ما نمی دانیم بخلاف معتزله که ایشان
میگویند جز این صفات دیگر نیست و اگر نه نقص در ایمان آید ایمان به صفتے و آن صفتے مستقیم نبود
و این جهالت است زیرا چه هرچه بدین معنی قرار شد که از موصوف به صفات الکمال ایمان
بدین قرار گرفت تفصیل آن هر یکے برائے صحت ایمان محتاج الیه نیست و در قرآن میگوید وَمَا اُوْتِیْتُمْ
مِنَ الْعِلْمِ اِلَّا قَلِیْلًا و در حدیث آمده لَا اُحْصِیْ ثَنَاءً عَلَیْكَ اَنْتَ كَمَا اَثْنَیْتَ عَلٰی نَفْسِكَ
و دیگر رسول الله صلی الله علیه و آله وسلم فرمود در روز قیامت برائے شفاعت چون پیش شوم مرا اسما تعلیم
کنند این زمان نمی دانم بدان اسما بخوانم پس مستجاب شود و شفاعت من این همه دلیل بر بطلان مذهب
ایشان است.

سؤال ۲۱. اگر ترا پرسند فرق میان صفت و وصف چیست **جواب**. بگو ظاهر این است که ۲۱
مترادف اند اما در تمهید ابو اللیث میگوید وصف قایم بواصف و صفت قائم به موصوف و لهذا باری تعالی
را موصوف به صفت گویند نه بوصف.

سؤال ۲۲. اگر ترا پرسند اِنْ سَأَلَ سَائِلٌ اِنَّ اللهَ تَعَالٰی هَلْ یَعْلَمُ عَدَدَ اَنْفَاسِ ۲۲
اَهْلِ الْجَنَّةِ یُقَالُ لَهٗ اِنَّ اللهَ تَعَالٰی یَعْلَمُ اَنَّهٗ لَا عَدَدَ لِاَنْفَاسِهِمْ وَفِی الصَّغْرٰی هَلْ
یَعْلَمُ اللهُ عَدَدَ اَنْفَاسِ اَهْلِ الْجَنَّةِ وَالنَّارِ خدائے تعالی شمار دمهائے اهل بهشت میداند
یا نه و کذلک اهل النار اگر گوئی نمیداند جهل کبری لازم آید و اگر بگوئی میداند انتهائے انفاس اهل الجنة والنار یا نمیداند
لازم آید و اهل جنت و اهل نار ابدی اند و ابد را نهایت نیست وما لا نهایة له لا یدخل فی العلم **جواب**
بگو این محال است وَاللهُ لَا یُوْصَفُ بِالْمُحَالِ وَلَا یُحَالُ بِالْمُحَالِ و محال در تحت قدرت بالمحال
حکم تعالی داخل نیست و نیز می توان گفت که علم صفت اضافیست و حدوث تعلق باضافی حکیم
شود آن راجع بدان حادث نه بدان قدیم پس چنانکه آن معلوم می شود همچنان علم باشد
و اگر معلوم متناهی است آن را متناهی میداند و اگر نا متناهی است نا متناهی میداند چنانکه



بوجود می آید همچنان می داند هم چنانکه بوجود خواهد پیوست خواهد دانست این هم تغیر و تعلق حوادث
بدان اشیاء موجودات راجع نه بدان صفت قدیم و نه بدان ذات باری و این مذهب
بعضے متکلمان که علم و قدرت از صفات اضافی دارند

۲۳ سوال۲۳. اگر ترا پرسند آن صفات هفت که ایشان را ائمه سبعه میگویند و دیگران را بدان باز گردانند
کدام اند جواب بگو علم و قدرت و سمع و بصر و حیات و اراده و کلام است و بعضے
هشتم گویند و هشتم بقا است و آنچه باقی است چیزے را سلبیات می گویند و چیزے را اضافی

۲۴ سوال۲۴. اگر ترا پرسند کیفیت باز گردانیدن باقی صفات سوے این هفت چیست جواب
بگو مثلاً محبت را اراده ثواب میگویند و رحمت را انعام بر عباد میگویند و این از اضافیات است نه بر چه
انعام بر عباد نسبتے است میان بنده و باری. و اشعریه رحمت را ارادت انعام می گویند و رضا
اگر بمعنی ارادت اکرام المومنین گوئی راجع بارادت باشد و اگر بمعنی ترک اعتراض گوئی پس سلبی باشد فعلی هذا
دیگر صفات.

۲۵ سوال۲۵. اگر ترا پرسند یکے از صفات باری متکبر است و کبر صفت قبیحه است زیرا چه
رسول الله صلی الله علیه و آله و سلم فرموده اِنَّهُ لَا یَدْخُلُ الْجَنَّةَ مَنْ کَانَ فِی قَلْبِهِ مِثْقَالُ
حَبَّةٍ مِنْ کِبْرٍ. جواب بگو معنی این کبر که رسالت پناه صلی الله علیه و آله و سلم فرموده آن
است که اَلْکِبْرُ غَمْطُ الْحَقِّ وَ تَحْقِیْرُ النَّاسِ که پوشیدن حق و خوار داشتن مردمان است و اما کبر
در صفات باری بمعنی کبریا است و آن عظمت و جلالت باشد چنانکه رسول الله صلی الله علیه و آله و سلم
فرموده حکایة عَنِ اللهِ تَعَالیٰ اَلْکِبْرِیَاءُ رِدَائِیْ وَ الْعَظَمَةُ اِزَارِیْ یعنی کبریا و عظمت صفت لازمی
من اند هرگز منفک نمی شوند از ذات من چنانچه ازار و ردا از ذات شخص منفک و جدا نه گردد.

۲۶ سوال۲۶. اگر ترا پرسند یکے از صفات باری تعالی جبار است و در قرآن آمده است
اِنَّ اللهَ لَا یُحِبُّ کُلَّ جَبَّارٍ عَنِیْدٍ پس خود را جبار چون گوید؟ جواب بگو جبار در صفت
باری بمعنی جبر کننده شکسته بندگان مراد است یعنی اگر کسے را شکستگی و زیانے در تن و جان حاصل آید

به مقابل آن حق تعالی ملایم طبع او چیزی رساند که بدان شکستهٔ او درست شود و جبر اجتماع او
مندمل گردد اما جبار که در قرآن مذکور است ظالم مراد است. و جبار که در صفت باری است
آن معنی قهار بود و معنی چنین باشد شکنندهٔ کامها.

سؤال. اگر ترا پرسند باری تعالی را مختار در افعال خویش باید گفت یا موجب بذات جواب ۲۷
بگو مختار. زیرا که موجب بذات مذهب فلاسفه است اهل سنت و جماعت از آن بیزار اند و معنی
موجب بذات در مذهب ایشان اینست که ذات او این اقتضا کرد که از وی این افعال آمد
که اگر خواهد او که نکند هم شود چنانکه نار در احراق و آب در اغراق ذات او این تقاضا کند
که هر چه متصل شود بدو آن سوخته شود و هر که در آب افتد غرق گردد و اگر آب خواهد که غرق نه کند
هم غرق شود و این معنی باطل است هم بعقل و نقل که اگر چنین بودی بایستی جمله موجودات
بهمه احوال و بهمه اوقات و بهمه صفات موجود می بودند و هیچ مخلوق معین بهیچ صفتی و هیچ وقتی
نه بودی و ذات باری تعالی هم منفصل از موجودی نبودی چنانکه علت تام بی معلول
پس موجودات ازلی می بودند و این باطل صرف است و اما نقل در قرآن میگوید وَرَبُّكَ
يَخْلُقُ مَا يَشَاءُ وَيَخْتَارُ مَا كَانَ لَهُمُ الْخِيَرَةُ و نیز فرموده يَفْعَلُ اللَّهُ
مَا يَشَاءُ وَيَحْكُمُ مَا يُرِيدُ پس دلیل کند که افعال او اختیاری و ارادتی باشند
نه قصری و ایجابی.

سؤال. اگر ترا پرسند یکی از صفات باری کلام است و کلام در مشاهد حروف و اصوات ۲۸
را گویند که از مخارج انسان بیرون می آید و آن در صفات باری تعالی است جواب
بگوی کلام در صفات باری تعالی کلام نفسی است و آن معنی است قایم بذات باری تعالی قدیم
است و آن تمیز شی از شی با قصد خطاب بدو آن بیان از دو همین کلام نفسی در انسان
حق تعالی در انسان قوتی نهاده که بدان دل او متکلم است و بدان مخبر و بدان آمر و ناهی
مستظهر است و آن را قوت ناطقه گویند و فصل ماهیت انسان همان است یعنی ماهیت

بدو دو بیان
همین معنی کلام نفسی



انسان حیوان ناطق است و حیوان جنس است و ناطق فصل پس بدین معنی منطقی قوت
ناطقه همان فصل ماهیت انسان گفته است چنانکه در علم منطق مبرهن و روشن شده است
فصل ماهیت انسان همان است چنانکه در قرآن میگوید وَیَقُولُونَ فِي أَنْفُسِهِمْ و
امیر المؤمنین عمر رضی الله عنه می فرماید انی اقرئ فی نفسی مقالة کثیرة تقریر می کنم در نفس خویش
گفتار بسیار یعنی دل من با من بسیار گفتار می گوید و هر یکی در نفس خویش می یابد که دل او با او
چیزی می گوید و چیزی می فرماید و از چیزی باز می دارد و آن کلام نفسی است و اخطل شاعر بدان اخطل
اشارت کرده است ع اِنَّ الْکَلامَ لَفِي الْفُؤادِ وَاِنَّمَا جُعِلَ اللِّسانُ عَلَى الْفُؤادِ دَلِيلًا
بدین معنی که سخن گفتن هر آئینه در دل است و گرداننده زبان بر دل راه نماینده اما کلام نفسی او
تعالی و تقدس قوی قایم بذات او و قدیم است ذاتی است و ازلی است و کلام نفسی انسان
مجعول است و محدث است زایل و فانی است و ناقص است مترجم آن کلام نفسی
در بشر خدای تعالی جارحه زبان داده بدان خلق حروف و اصوات میکنند و مخارج نهاده
که بدان هر چه می خواهد پیدا می آرد و هر چه مردم در دل دارد و زبان در مسامع ایصال
می کنند اما در صفت باری تعالی چنین نیست آن کلام نفسی خلق حروف و اصوات در لوح محفوظ کرده مسمعیان
و جبرئیل را یا به ملکی دیگر شنوده و یا در هوا کرده و آن را به ملکی و به نبیی و ولی شنوانیده و یا در درختی
کرده و یا در درختی آفریده و بدان به کسی شنوانیده و ایشان به هر کسی که فرمان داده رسانیده
ملکی به نبیی و نبیی به امتی و آن معنی واحد است به حقیقت خویش هم بدان آمر هم بدان ناهی و هم
بدان مخبر است و هم بدان مستخبر و کذلک جمیع انواع الکلام ۵ غریب تقریری است این تقریر
بر قول مشهور است اما تحقیق مولینا در شرح عقاید و تحقیق میر سید شریف در حاشیه شرح
مواقف خویش برین است که کلام الله نزدیک محققان و متراجمان سلف یعنی صحابه رضوان الله
علیهم اجمعین اسم بر دو معنی و لفظ است بوضع واحد است بر وجه اشتراک و هر دو یعنی لفظ هم هر دو یعنی معنی
و معنی قدیم اند قایم بذات حق من غیر ترتیب فی الاطراف است ترتیب حروف و اصوات و نفس

۵ این عبارت از لفظ «غریب تقریری» تا «دقیق و تحقیقی است» در نسخه قدیمه (نمبر۱) موجود نیست ۱۲

هم حادث اند به همین سلف گفته اند المقدور قدیم والقدرت حادث و این قول بسیار
خوب است نزدیک کسی که تعلق به فعل و فهم می کند و قیام الفاظ بذات باری تعالی* فکر کن
نیکه سخنی است دقیق و تحقیق است این نیکو فهم کن که بسیار مشکلات بحث کلام ازین تقریر حل می شود
صاحب صحائف میگوید این تقریر خاصه من است کسی بر من سابق نشده و بیشتر متاخران
همین اختیار کرده اند انکار کسی معتزله بر کلام ایشان کرده اند که متکلم بکلام واحد ازلی
بدان آمر و ناهی و مخبر و مستخبر که هو الکلام واحد کلم بدین انواع مختلف چون نتوان گفت و بعضی
ایشان جواب گفته اند لا یبعد لان مرجعه الی الاخبار و این را بعضی رد کرده اند اگرچه بولازمی
می توان هریک نوعی را از کلام تاویل اختیار کرده اما انکار حقایق مختلف بدین جواب
مشکل باشد ازین تقریر ما ساقط شد و جای انکار نماند و هم بدین تقریر ظاهر شد که او تعالی
در ازل موصوف است بدین کلام اما اخبار کردن از محدثات چنانکه فرعون و موسی و یعقوب
و یوسف و سائر انبیا و امر و نهی در ازل بالقوه بدین صفت بود اما حدوث تعلقات زبانی
بالفعل به حسب وجودات و مامورین و منهیین و مخبرین عنهم زمانا فزمانا و قرنا فقرنا همچون حدوث
معلومات بعلم و مقدورات به قدرت و مرادات بارادت است و آن اراده قدیمه ازلیه است
و آن راجع بدین محدثات و مخلوقات باشد اما او تعالی منزه است از حوادث چنانکه علم و قدرت
کذا فی المعالم و شرح العقیدة النسفیه لهروی و این جواب کلام سنی بدین است که کلام صفت
اضافی باشد و آن نیز مخالف اکثر فقها است والله اعلم و آنکه خرس و سکوت بدان کلام قدیم
ازلی هرگز رجوع نه کند پس بدین جواب ساقط شد جواب معتزله و کرامیه که ایشان گویند او تعالی در ازل
اگر مخبر باشد فرعون و موسی در ازل کجا بود و نه آمدن او بود و نهی کردن از کفر و امر کردن بایمان پس
خبر باشد بغیر مخبر منه و هو جهل و بعضی ازین جواب گفته اند که ایجاب در ازل برای تحصیل مامور به بود
بوقت وجود مامور به بودن او و صالح برای ایشان آن فعل همچنین اخبار در ازل علمی بود که او تعالی
در ازل عالم بود بکاینات مقدر بود و آنچه بود و باشد همه پیش او محقق بود از آن اخبار کرد و

* وآنکه تعقل متصل است که قیام الفاظ مترتبه بذات الله تعالی

ن کلام ن چون نتوان گفت

انبیا

ن واین وقت جواب نیز سنی بدین است

ایمان ن تحصیل مامور به وقت وجود مامور و بودن او ن ایشان



همچنان بود که او گفت و او تعالی ازلی است زمان ماضی و استقبال بدو تعلق ندارد و ازل و ابد پیش او کلمح بالبصر بل هو اقرب چنانکه در قرآن میگوید و ما امرنا الا واحدة کلمح البصر او هو اقرب زمان ماضی و حال و استقبال پیش او یک لمحه باشد بلکه اندک تر پس آن سوال سبقت زمانی و یا تاخیر از زمان در صفت باری همه جهل است و بدین معنی سرور اولیا و برهان اصفیا سمی نبی علی وصی زوج البتول اخ الرسول ابو السبطین الحسن و الحسین القاهر الغالب علی بن ابی طالب کرم الله وجهه و رضی الله عنه اشارت می کند هو خالق الزمان و المکان لا یکون زمانیا و لا مکانیا اذا کان منزها عن الزمان فخطابه علمی فیکون مع مخاطب علمی بحسب زمانه و حاله و یکون الماضی بالنسبة الی زمان المخاطب فیخاطب کل المخاطب بحسب زمانهم و حالهم و هذا سر ینحل به غویصات الشکوک پس ظاهر شد ازین کلام ما بطلان مذهب معتزله که ایشان انکار کلام نفسی کنند و باری تعالی را بدین معنی که خلق حروف و اصوات کرد که در لوح محفوظ متکلم خوانند و او موصوف بکلام نفسی نه و بعضی حنابله کلام الله را همین حروف و اصوات گفته اند و بعضی کرامیه کلام الله را حادث لا فی محله و بعضی حادث در ذات باری گفته اند و بلخی که توقف برهمه
کرده در قدیم و حدوث این همه جهالت و ضلالت است اهل حق ازین مبرا اند تعالی الله عما یقول الظالمون علوا کبیرا الحمد لله الذی هدنا لهذا و ما کنا لنهتدی لو لا ان هدنا الله.

۲۹ سوال ۲۹ . اگر ترا پرسند کلام الله شنیده شود یا نه؟ جواب . بگو چون گفته شد که کلام الله معنی است قایم بذات باری تعالی حروف و اصوات نیست مسموع نباشد و معنی آیت حتی یسمع کلام الله دال بر کلام الله مراد است و دال بر کلام الله چنانکه ما گفتیم همین حروف و اصوات مخلوقه باری تعالی است اگر سریانی است آنرا توریت خوانند اگر عبرانی است آنرا انجیل خوانند و زبور گویند و اگر عربی است قرآن خوانند و بر بعضی دیگر انبیا صحف دیگر هم بود و بزبانهای مختلف



در آن معدود و محصور نیست

۳۰ سوال۳۰. اگر ترا پرسند قرآن چون اسم دال بر کلام نفسی باشد پس چه معنی است حدیث رسول الله
صلی الله علیه وسلم القرآن کلام الله غیر مخلوق ومن قال مخلوق فهو کافر
نعوذ بالله العظیم جواب بگو قرآن اسمے است مشترک میان دال و میان کلام
نفسی چنانکه گویند این حکم ثابت است بقرآن و هم بدین معنی مس قرآن جنب و محدث و حائض
روا نیست و فلان حافظ قرآن است و حجت مثبت برائے احکام شرعیه همین قرآن مکتوب
و منزل و منقول متواتر است علمائے اصول هم بدین معنی تعریف کرده اند و ترتیب و سماع
و وجوه استدلال و طریق استنباط واحکام واسامی هر صنفی و نوعے و جنسے باسمے باصطلاح
هر علمے متعلق همین قرآن است و در حدیث قرآن اسم معنی است قدیم قائم بذات باری
تعالیٰ و کلام حقیقی و نفسی و غیر مخلوق و هر که آنرا مخلوق گوید بیشک کافر باشد نعوذ بالله منها۔
۳۱ سوال۳۱۔ اگر ترا پرسند منزل مکتوب نیست پس مکتوب بر کاغذ را که قرآن خوانند چه معنی جواب
بگو هر شے را وجودے است در حس و وجودیست در ذهن و وجودیست در عبارت و وجودیست
در کتابت نقوش شے و اشکالے تا لف و عبارت قوی و موضوع برائے حروف که دلیل کند
بر آن مکتوب حروفے که آن را عبارت گویند چنانکه گویند النار هو جوهر محرق ذکر کرده شود
به لفظ و نقش کرده شود بقلم و لازم نیاید که نقوش محرق باشد و یا حقیقت نار همین صوت و حروف
بود و پس کتابت دلیل کند بر عبارت و عبارت دلیل کند بر آنچه در ذهن است و ذهن دلیل کند
بر آنچه در عین است حاصل آنجا آمد که قرآن موصوف است باوصاف حوادث و مخلوقات
و مراد از و دال است نه کلام نفسی و آنجا که قرآن موصوف است بصفت قدیم آنجا مراد کلام حقیقی
و نفسی است۔

۳۲ سوال۳۲۔ اگر ترا پرسند معنی قرآن غیر مخلوق است یا حادث؟ جواب بگو اگر معنی او قائم
بذات و صفات باری است قدیم است و اگر اخبار است از محدثات و متعلق با زمان و مکان

هم بدین تعریف
و نفسی غیر مخلوق
مؤلف
موضوع
بر آن حروف
النار جوهر
آید



آن لفظ یا معنی حادث این سخن در ردّ خوارج صاحب تحقیق گفته است.

سؤال ۳۳ . اگر ترا پرسند القرآن غیر مخلوق گویند یا نه؟ جواب بگو بیک معنی صحیح باشد امّا ۳۳
مشایخ منع کرده اند تا سبقت وهم بمذهب حنابله نباید اما چنین گویند القرآن کلام الله
غیر مخلوق تا وهم بمذهب ایشان نباشد و اتباع حدیث نبی هم بود این سخن در شرح عقیده
نسفی مولینا سعد الدین هروی نبشته است که قرآن حروف و اصوات است کلام الله بدین معنی
که دال است بر کلام حقیقی و آن مؤلفات و مخلوقات الله است نه آنکه از مؤلف بشر همچنین در طاقت
مردم نباشد.

غالباً مراد از تفتازانی است

سؤال ۳۴ . اگر ترا پرسند تو گفتی لفظ قرآن مشترک است میان حروف و اصوات عربی منزل ۳۴
بر رسول الله صلی الله علیه وسلم و میان کلام نفسی و علما گفته اند انما سمی القرآن کلام الله
مجازاً لدلالته علیه جواب بگو معنی سخن ایشان اینست که کلام الله بتحقیق آن معنی که قایم بذات
است و تسمیه لفظ بدان وضع او برای آن نیست مگر باعتبار دلالت این حروف بر آن معنی است بهمین دلیل
لفظ انما سمی دلیل بر وضع می کند پس معلوم شد که انکار وضع ندارد اما بیان وجه تسمیه و سبب وضع لفظ
قرآن برای این معنی بیان کرده اند

سؤال ۳۵ . اگر ترا پرسند چه معنی است سخن بعضی مشایخ را که ایشان گفته اند المقروء قدیم ۳۵
والقراءة حادثة و مقروء بهمین حروف و اصوات است جواب بگو ازین مقروء محفوظ
مراد است این نقوش متخیله در قوت متخیله است از ترتیب و در قوت متخیله نیست ترتیب در قراءت است که خارج
بدان مساعد نیست که بغیر ترتیب قراءت توان کرد و ترتیب صفت حادث پس معنی سخن ایشان که
المقروء قدیم آن باشد که فیه صفة من صفات القدیم وهو عدم الترتیب
والقراءة حادثة لیست فیها صفة من صفات القدیم اصلا بل هو محض
خالص علی صفة الحدوث کالترتیب والتعاقب ونحو ذلک.

سؤال ۳۶ . اگر ترا پرسند چه معنی است قوله تعالی را وما کان لبشر ان یکلمه الله ۳۶



إِلَّا وَحْيًا أَوْ مِنْ وَرَاءِ حِجَابٍ أَوْ يُرْسِلَ رَسُولًا و چه معنی حدیث رسول الله صلی الله علیه
وسلم است که کَلَّمَ اللّٰهُ آدَمَ شِفَاهًا جواب بگو مراد از این حجاب همین واسطه حروف و
اصوات است که او تعالی چون خواهد بلیغ سخن یکلام نفسی خود را بشنواند و معنی حدیث است که آدم
بی واسطه خلق حروف و اصوات کلام الله شنیده و آن را او ظاهر سخن مشافهه گویند که مردم با یکدیگر
حکایت کنند و شخص و اسطه در میان نباشد گویند فلان با فلان شفاها الکلم کرد یعنی مشافهه سخن گفتند یعنی
بلا واسطه رسولی و ترجمانی و پادشاه چون بغیر واسطه دبیری و حاجبی و وزیری کسی را بکاری
فرماید و فرمانی دهد گویند که با فلان مشافهه شد و این بواسطه حروف و اصوات است که بدان آن
پادشاه کلام نفسی خویش ادا کند یعنی آدم علیه السلام را آن مرتبه است که با او بی واسطه رسولی و ملکی
با بشری سخن بوده است و این مرتبه خواص باشد وحیا او یرسل علیه رسولا مرتبه خواص و عوام است
سؤال. اگر ترا پرسند یکی از صفات باری تعالی رویت است او تعالی و تقدس در دنیا ۳۷
جایز الرویة است علی الدوام و در آخرت واجب است رویت او مومنان را در بهشت
بچشم سر و هر شی که بچشم سر دیده شود هشت شرط باید و آن محاذات رائی باشد با مرئی و ثبوت
مسافت میان ایشان و قرب قریب و بعد بعید نباشد و مرئی سخت لطیف نباشد و سلامت
حاسه و شی مرئی قابل رویت بود و عدم حجاب میان رائی و مرئی و بعضی این شروط در باری تعالی محال است
رویت چگونه ممکن بود جواب بگو این شرایط شرایط نفس رویت نیست بلکه این شرایط به اجرای الله
عادت رویت مر اشیا را است نه آنکه در حقیقت شرط رویت است زیرا چه باجماع مومنان
و اکثر معتزله مقر اند بدین که حق سبحانه تعالی رائی الاشیا است و هرگز این شرایط در رویت مقصود نتوان بود [رائی ما است]
و اگر شرط بودی هر آئینه متغیر نشدی در شاهد و غایب هرگاه که متبدل شد هم بقول معتزله معلوم
شد که شرط حقیقی نیست اما شرط عادی باشد که در عادات باجرای الله بدیهت اشیای محسوسات
را بی این شرط نیست اما اینجا یک سخن بپرسند که بحث در رویت حاسه بصر است یا مطلق
رویت و ایشان باری را رائی بدین حاسه نمی دارند شما می خواهید اثبات سخنی دیگر را بی



اثبات رویت را گویم که الله تعالی بیشک و بی نزاع خود را خود می بیند پس رویت ذات او امری ممکن باشد و برام ممکن صاحب شرح صادق قولاً و فعلاً اخبار کرد ما را اعتقاد بدان واجب بود سید شمس الدین صاحب صحائف رساله موجز در عقیده نوشته است این سخن را دران اثبات کرده رویة الله را بدین حاشیه بکنند بغیر این شروط و مقیس علیه میخواهد که رویت باری تعالی کنند و قیاس مع الفارق صحیح درو انبا شد اما قطع این شعب و انشراح ازین تعب هم بقول شیخ الشیوخ شهاب الدین صاحب عوارف بود که در علم الهدی آورده اند که او تعالی بکرم عمیم و لطف قدیم خویش در روز قیامت چشم مومنان را بنور خویش که بدان نور حق تعالی همه جهان را بی جهت و بی کیف و سمت می بیند و متحد و منور بدان نور خواهد کرد تا بدین چشمها با آن نور الله که جهتی و سمتی ندارد حق تعالی را بی جهتی و سمتی و کمی و کیفی خواهیم دید و این امری ممکن است انکار آن از روی عقل مستحسن نیست و شرع بدان وارد بر ما واجب باشد که عقیده کنیم بالقطع همین خواهد بود و انکار آن جز جهالت صرف و حماقت خالص نباشد چنانکه چشم ما امروز طاقت آن ندارد که آفتاب را تواند دید و چون آنکه مستمر می شود هم بنور آفتاب پرتوی ازان میگیرد و به فیض ازان مستفیض می گردد هم بنور آفتاب آفتاب را می بیند همچنان دنیا نمونه آخرت است هم بنور الله تعالی را در روز قیامت خواهیم دید و هم بدین معنی است سخن مشایخ ما رأی الله غیر الله بهتر ازین سخن در باب رویت الله و قطع شعب جاهلان محروم بخت در کتابی به نظر نیامده است و با این همه از مکابره باز نماند که حرمان دامنگیر او و خسران گردگان وقت اوست نیکبختی باشد که بدین سخن امروز تعلیه کند و فردای قیامت همین را معاینه کند و چه دولت ها و چه لذت ها در بهشت ازان گیرد رزقنا الله و ایاکم هذه اللذة العظمی و اللذات الکبری بحرمة النبی المصطفی و آله المطهر المزکی صلی الله علیه و آله و سلم.

سوال. اگر تو را پیشه ممکن نیست که چشم کسی را از دوستان خویش خداوند تعالی و تقدس ۳۸

مستمد بدین نور مستفیض بدین فیض هم در دنیا کند چنانکه او را در آخرت خواهند دید هم در دنیا بینند **جواب** بگو آرے ممکن است رسالت پناه صلی الله علیه وآله وسلم را در شب المعراج بر قول اصح رویت الله بود واما درین که بعین راس بود یا به قلب اختلاف کرده اند در مدارک می نویسند قیل المرئی هو الله بعین رأسه وبقلبه واختلاف نیز دلیل امکان است اگر ممکن نبودے رسول الله را هم باتفاق نبودے زیراچه در امر مستحیل رسول الله و دیگران هم برابر اند ونیز بهر دلیل که علمائے سنت امکان عقلی در آخرت اثبات کرده اند هم بدان دلیل امکان در دنیا ثابت شده زیراچه او تعالی لا یتغیّر فی صفاته ولا فی افعاله بحدوث الاکوان هر چیزے که او را ممکن در ان جهان است درین جهان بے شبهه است الا التغیر در او لازم آید بحدوث الاکوان واین محال است ولیکن وعده بر سبیل حتم وعقیده بر سبیل وجوب بسمع در بهشت وارد شده فلیقتصر علیه۔

فلیقتصر

۲۹ **سوال**۔ اگر ترا پرسند که رویت الله تعالی در خواب باشد؟ **جواب** بگو در عقیده حافظیه و در کتب دیگر میگویند باشد بنابران حکمے است از سلف بجدے که انکار آن نتوان کرد و بعضے منع کرده اند و در ان یا تکذیب سلف صالح باشد یا تجهیلے در کلام ایشان و آن عدول از ظاهر است و آنکه میگویند که خواب خیالے است و او تعالی در خیال نگنجد بر ایشان این مشکل می آید که او تعالی در حاسه بصر چگونه نگنجد هرگز ممکن نباشد که در حس بصر آید پس چنانکه در بهشت باده بهشتیان را بدان نور مستمد گردانند که بدان نور وے را ببینند کذالک از حکایت سلف معلوم شد که تخیله سلف را مستمد بدان نور که در خواب بدان نور خدائے را می بینند امرے قابل از روے عقل و سمع متواتر از سلف صالح وارد است انکار آن مکابره صرف است و اگر در بیداری از سلف صالح بصریح وارد شدے برین نیز قایل می شدیم چون سمع در بهشت وارد شد که ابصار بدین نور مستمد خواهد شد بدین ابصار در بیداری نخواهیم دید عقیده همان کردیم و چون در سمع وارد شد که بصر مبارک رسول الله



صلی الله علیه و آله وسلم در شب معراج بدان نور مستمد کرده بودند و بدان نور مشاهده کرده عقیده
بدان کردیم و چون در سمع دارد شد که متخیله سلف را بدین نور در دنیا در خواب مستمد گردانید
و ایشان دیدند و حکایت کرده اند بر سبیل تواتر از ایشان منقول شد و ایشان متقدم
و امین اند و مقتدایان و پیران دین اند عقیده واجب شد که بوقوع آن در خواب و در
بیداری هیچ چیزے نیامد از آن اما که دیدم ولیکن رواست روایت در کتب فقه چنین دیدیم
که بدین ابصار در دنیا به بیداری واقع نخواهد بود هم بدان عقیده باید کرد و در تحقیق چنین
شد که یک بار در بهشت حق سبحانه تعالی خود را در جمله مومنان بچشم بر سبیل حتم و وجوب خواهد نمود
و این صفت خاصهٔ آخرت است در دنیا هیچ وقتے نخواهد بود زهے فضل عظیم مر آخرت را بر دنیا
بعضے سخن گفته اند سکوت درین باب احوط است و این سخن چند معنی دارد یکے آنکه به منع رویت
در خواب باید کرد تا مخالف سلف نباید و نه قایل باید شد زیرا چه او در خیال نه گنجد و جواب
آن بالا گفته شده است. دوم احتمال آنکه بیننده در خواب چنین چیز مشاهده کند سکوت او را
احوط باشد از گفتار یا مردم که خدا را در خواب دیدم سوم آنکه انچه دیده باشد سکوت در
بیان کیفیت رائی و صفت مرئی احوط باشد بلکه واجب بود زیرا که او آن نیست که گوش توان
شنید یا عقلے تحمل توان کرد همان بیننده داند که چه دیده است فظن خیرا و لا تسئل
عن الخبر و آنچه چیزے بیند قابل بیان نباشد و ادراک آن کسے نتواند کرد و کیفیتے و صفتے در
زبان کسے نه گنجد لابد سکوت احوط بلکه ضروری و لابدی باشد اما رویت به قلب که آن را
مشاهده خوانند آن باجماع دین و به قرآن و به قول نبی و سلف تابعین و تبع تابعین و علمای
متقدمین و متاخرین ثابت بیشک و بالقطع و یقین است به بیداری و یقظه و در دنیا و آخرت
در وے به یک رنگ است و آنکه بعضے مشایخ صوفیان در بعضے غلبات وجد ایشان
سخن بر غیر حدودے که گفته شد صادر شده است یا باول است یا حواله بدیشان
است لا ننکرهم و لا نقتدی بهم فهم رجال اهل خلوت و اصحاب سر

باللہ لهم مع اللہ معاملة لانفسهم ولا یحسن لنا انکارهم فکلمهم وامرهم الی اللہ ولا یقول فیهم الاخیرا فان کثیرا ما یحسن فی الخلوة ولا یحسن فی الجلوة واین همه ترجمه از دوی وکشف بزدوی است که در پارسی نوشته شده است وعداوت با دوستان خدا واهانت مقربان حضرت او نه کند مگر دشمن خدا و مردود حضرت وکم اصل که جاهل نادان بے حاصل باشد و درین باب وعید شدید وارد شده ودر مشارق حدیث صحیح آمده است مَنْ اَهَانَ لِیْ وَلِیًّا فَقَدْ بَارَزَنِیْ بِالْمُحَارَبَةِ یعنی هر که عادی ولیا یا رزته بالمحاربة وکدام وعیدے شدید تر از مبارزت کبیر متعال وقاهر غالب وقادر ذوالجلال باشد حمله شدید وانواع عذاب درین محاربه داخل است

۴۰ سوال۔ اگر ترا پرسند بر حکم ظاهر این آیت فَلَمَّا تَجَلّٰی رَبُّهٗ لِلْجَبَلِ جَعَلَهٗ دَكًّا وَّخَرَّ مُوْسٰی صَعِقًا رؤیت جبل را بود جواب بگو که در عقیده حافظیه می نویسد که در جبل خلق حیات وفهم وبصر کرد وکوه خدائے را دید در دنیا بر کوه رؤیت واقع شدائے احمق منزله چه انکار میکنی شئے را در دنیا بکوهے داد اگر انسان که اعظم مخلوقات است ببیند ترا عجب می آید۔

۴۱ سوال۔ اگر ترا پرسند چه معنی است حدیث رسول اللہ صلی اللہ علیه وآله وسلم را که گفت اِنَّکُمْ سَتَرَوْنَ رَبَّکُمْ کَمَا تَرَوْنَ الْقَمَرَ لَیْلَةَ الْبَدْرِ جواب۔ بگو مقصود تشبیه رؤیت به رائی است در تحقیق نه تشبیه مرئی بمرئی یعنی چنانکه این رؤیت شما قمر را تحقیق است تتمه حدیث لَا تُضَامُّوْنَ فِیْهِ ای لا تشکون هم بدین معنی دلیل کند همچنان رؤیت خواهد بود نه چنانکه قمر مرئی در جهت است خدائے نیز در جهت خواهد بود تعالی اللہ عن ذلك ودر مصابیح حدیث دراز است ودران چند جمله است که هم بدین معنی دلیل می کند عن[۵] سعید بن مسیب رضی اللہ عنهما انه لقی ابوهریرة فقال ابو هریره اَسْأَلُ اللّٰهَ اَنْ یَّجْمَعَ بَیْنِیْ وَبَیْنَکَ فِیْ سُوْقِ الْجَنَّةِ فقال سعید اَفِیْهَا سُوْقٌ قَالَ نعم اَخْبَرَنِیْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیه وآله وسلم اِنَّ اَهْلَ الْجَنَّةِ اِذَا

[۵] از مصابیح جلد دوم صفحه ۲۲۰ - ۲۲۱ مطبوعه مصر این حدیث را مقابله وتصحیح کردم. ع ح



دخلوها نزلوا فیها بفضل اعمالهم ثم یؤذن لهم فی مقدار یوم الجمعة
من ایام الدنیا فیزورون ربهم و یبرز لهم عرشه و یتبدی لهم فی
روضة من ریاض الجنة فیوضع لهم منابر من نور و منابر من لؤلؤ و منابر
من یاقوت و منابر من زبرجد و منابر من ذهب و منابر من فضة و یجلس
ادناهم و ما فیهم من دنی علی کثبان المسك و الکافور و ما یرون بأن
اصحاب الکرسی بافضل منهم مجلسًا قال ابو هریره قلت یا رسول الله هل نری
ربنا قال نعم و هل تتمارون فی رؤیة الشمس و القمر لیلة البدر
قلنا لا قال کذلك لا تتمارون فی رؤیة ربکم و لا یبقی فی ذلك المجلس رجل
الا حاضره الله محاضرة حتی یقول للرجل منهم یا فلان ابن فلان اتذکر
یومًا قلت کذا و کذا فیذکره ببعض غدراته فی الدنیا فیقول افلم تغفر لی
فیقول بلی فبسعة مغفرتی بلغت منزلتك هذه فبینما هم علی ذلك
غشیتهم سحابة من فوقهم فامطرت علیهم طیبًا لم یجدوا مثل ریحه
شیئًا قط و یقول ربنا قوموا الی ما اعددت لکم من الکرامة الحدیث
الی قوله ثم ننصرف الی منازلنا فیتلقانا ازواجنا فیقلن مرحبا اهلا لقد جئت
و ان بك من الجمال افضل مما فارقتنا علیه فیقول انا جالسنا ربنا الجبار
و یحقنا ان ننقلب مثل ما انقلبنا یعنی حدیث اینست سعید ابن مسیب با ابوهریره رض
ملاقات کرد ابوهریره اش گفت که خدای تعالی ما را در بازار بهشت جمع گرداند ابوسعید
پرسید که در بهشت بازار است گفت آری خبر کرد مرا رسول الله صلی الله علیه و آله و سلم
که چون اهل بهشت در بهشت آیند بفضول اعمال خویش به مقدار روز جمعه از ایام دنیا
در بازار بهشت روند زیارت خدا و ملاقات او کنند و عرش او برایشان دران مقام
بارز و ظاهر گردد و خدای تعالی برایشان در روضه از ریاض جنت فرستاده شود



برای ایشان کرسیها پر نور منبر از نور واز لؤلؤ واز زبرجد و یاقوت و ذهب و فضه بر حسب مراتب ایشان وادنی ایشان بر تودهٔ مشک کافور نشیند و این نشیننده دنی نباشد زیرا چه بهشت خصوص مجلس حق مقام خواران نخواهد بود اما به مرتبه هریکی از دیگرے متفاوت باشد آنکه بر تودهٔ مشک نشیند نموده نشود وادنی تر از اصحاب کراسی و او منغص نه شود و بهشت دار منغص نیست ابوهریره رض از رسول الله صلی الله علیه وآله وسلم پرسیدند که خدائے تعالی را ما خواهیم دید گفت آرے خواهید دید شما امروز در آفتاب روز و ماهتاب شب هیچ شک دارید گفت دارم گفت همچنان در دیدار خدا نیز هیچ شک نه خواهید داشت و در آن مجلس هیچ مردے نباشد که خدائے تعالی با وے حاضر نباشد تا آنکه خدائے تعالی با یکے از ایشان گوید ای فلان بن فلان آن روز نه گفتی چنین و چنین شئے از جنس معصیت آن مرد یاد آرد و بگوید آرے گفتم باز گوید نیامرزیدی آن را غفور الرحیم رب العالمین فرماید آمرزیدم و به سعت مغفرت خویش منزلت ترا بدینجا رسانیدم همدرین میان ابرے ایشان را در پوشاند بوئے خوش و آن یا بند که هیچ وقتے نیافته بودند خدائے با ایشان بگوید بخیزید سوئے چیزے که برائے شما از انواع کرامات ساخته کرده ام بروید بدان انواع کرامات مشغول شوید چون بمنازل خود باز آیند زنان ایشان بگویند خوش آمدید این جائے که شما را این زمان شده است چون رفته بودید نبود ایشان گویند ما را با خدائے مجالست بود سزاوار است که ما بدین جمال باز گردیم ع

جمال همنشین در من اثر کرد   وگرنه من همان خاکم که هستم

و نیز در مصابیح آمده است وَمَا بَيْنَ الْقَوْمِ وَبَيْنَ أَنْ يَنْظُرُوا إِلَىٰ رَبِّهِمْ إِلَّا رِدَاءُ الْكِبْرِيَاءِ عَلَىٰ وَجْهِهِ فِي جَنَّةِ عَدْنٍ معنی این حدیث اینست که میان قوم و میان آنکه خدائے خود را بینند جز چادر کبریا یعنے حجاب عظمت و حشمت و جلال باری هرگز از دل مومنان در بهشت هم منتفی نخواهد شد که صفت حقیقی و ذاتی اوست هرگز از ذات او منتفی شدنی نیست ازین جا معلوم می شود و بهشت خوف جلال باشد اما خوف قهر نبود و معنی آیت لا خوف



عَلَیْهِمْ ای خوف القهر مراد باشد و در سراجی می نویسد که اهل الجنّة اٰمنون عن
خوف العزل غیرَ اٰمنین عن خوف الجلال نه بینی در شاهد بادشاهے در گاه انعام
و خوشی و کشادگی در مجلس جشن و شادی اگر نصیب کشادگی و ملاعبه با حاضران پیش آید هرگز خوف
عظمت و مهابت و جلالت او از سینهٔ ایشان زوال نه پذیرد و تخیّل هر چند بیشتر کشادگی و
انبساط کند تمکن خوف عظمت او بیشتر در دل حاضران جاے گیرد و این مشاهده هر احادے
در حق بادشاهے مجازی و بندگان صوری است بر بادشاه حقیقی چه گمان توان برد و
دیم در مصابیح است عن سعید ان ناسا قالوا یا رسول الله صلی الله علیه و آله
وسلم هل نری ربنا یوم القیمة قال رسول الله نعم هل تضامون فی
رؤیة الشمس فی الظهیرة صحوا لیس معها سحاب قالوا لا یا رسول الله قال
ما تضامون فی رؤیة الله یوم القیمة الا کما تضامون فی رؤیة احدهما
اذا کان یوم القیمة اذن موذن لیتبع کل امة ما کانت تعبد فلا یبقی احد
کان یعبد غیر الله من الاصنام والانصاب الا یتساقطون فی النار حتی
اذا لم یبق الا من کان یعبد الله من بر وفاجر اتاهم رب العالمین قال
فما تنتظرون قالوا تتبع کل امة ما کانت تعبد قالوا ربنا یعلم فارقنا الناس
فی الدنیا افقر ما کنا الیهم ولم نصاحبهم وفی روایة ابی هریره فیقول
هذا مکاننا حتی یاتینا ربنا فاذا جاء عرفناه ابو سعید گفت مردے از رسول الله
صلی الله علیه و آله وسلم پرسید روز قیامت خداے خود را خواهیم دید گفت آرے وهست شکے
شما را در دیدن آفتاب در میان روز وقتے روشن که در او ابرے نباشد و در دیدن ماهتاب
که در شب روشن که در او ابرے نباشد ایشان گفتند شک نمی کنیم فرمود شک نه کنید در
رویت خدا اگر چنانکه شک نمی کنید در رویت آفتاب و ماهتاب چون روز قیامت شود
منادی ندا در دهد هر عابدے پس معبود خود رود و همه عابدان اصنام و انصاب در دوزخ

افتند عابدان حق تعالیٰ مانند از نیکوکاران و گنهگاران حق تعالیٰ بر ایشان اتیان کند و در مفاتیح شرح مصابیح است که مراد از اتیان حق تجلی الٰہی و تعریفات ربانی است بر ایشان گوید چه چیز را انتظار میکنید گویند خدایا ما ترک مردمان کردیم و مخالفت ایشان کردیم و اختیار عبادت تو اگرچه ما محتاج بدیشان بودیم با ایشان صحبت نه کردیم و در روایت ابوہریره آمده است که ایشان گویند اینجا جاے ماست که تا اتیان کند خداے تعالیٰ ما را چون اتیان خداے بر ایشان شود بشناسیم او را و اورا بس آوردیم و در آخر این حدیث بعد چند جا آمده است ثم یضرب الجسر علیٰ جہنم و تحل الشّفاعة الی آخر الحدیث پس باشارت حدیث چنین معلوم می شود رویت پیش از دخول بہشت ہم خواہد بود و نیز در مصابیح آمده است انکم سترون ربکم عیانا و در مصابیح آمده است اذا دخل اہل الجنّة الجنة یقول اللہ تبارک و تعالیٰ تریدون شیئاً ازیدکم فیقولون الم تبیض وجوہنا الم تدخلنا الجنة و تنجینا من النار قال فیرفع الحجاب فینظرون الی وجہ اللہ فما اعطوا شیئاً احب الیہم من النظر الی ربہم ثم تلا للذین احسنوا الحسنیٰ وزیادة چون اہل بہشت در بہشت شوند حق تعالیٰ بر ایشان گوید که زیادتی انعام کنم ایشان گویند روی ما سفید کردی و در بہشت در آوردی و از دوزخ خلاص دادی فرماید آسے و رفع حجاب کند ایشان خداے تعالیٰ و تقدس را به بینند که ہیچ چیز دوست تر ایشان را از دیدن خداے تعالیٰ نه باشد پس این آیت به خواند که للذین احسنوا الحسنیٰ وزیادة ای الرؤیة پس این روایات تقویت قول کسے باشد که از زیادت رویت مراد دارد و نیز در مصابیح است ان اکرمہم عند اللہ من ینظر الی وجہہ غدوة و عشیا اکرم اہل بہشت عند اللہ کسیست که روئے حق تعالیٰ را هم بیند و نیز در حدیث مصابیح است عن ابی رزین العقیلی انه قال قلت

له. این له دیدار. نه مصابیح مطبوعه مصر جلد دوم صفحه ۲۲۰. ع ح.



یا رسول الله اکلنا یری ربه مخلیا یوم القیمة قال بلی قال وما آیة ذالک فی خلقه فقال یا
ابا رزین الیس کلکم یری القمر لیلة البدر مخلیا به قال بلی قال فانما هو خلق
من خلق الله فالله اجل و اعظم ابی رزین پرسید که خدای را بی مانع و بی پرده
همه مردم بینند گفت آری گفتم در خلق او علامتی هست گفت قمر شب چهاردهم بی مانع
و بی پرده دیده می شود و خدای که آفریننده اوست اجل و اعظم همچنان دیده خواهد شد

سوال ـ اگر تدبیر کند یکی از صفات باری تعالی محبت او با عباد است و محبت عباد ۴۲
با او در قرآن می گوید یُحِبُّهُمْ وَیُحِبُّونَهُ و برای محبت بین الشخصین میل باید و برای
میل جنسیت باید و میان بنده و خدای و حادث و قدیم جنسیت محال است پس
محبت حقیقی چگونه درست آید **جواب** بگو این جا محبت عام است و محبت خاص است
محبت عام آنچه در کتب فقه و تفاسیر افتاده که مراد از محبت بنده خدای را امتثال
اوامر او از هر چه او باز دارد از آن باز ماند لازم معنی محبت مراد است و اما محبت خدای
بنده را آن است که عمل صالح او قبول کند و او را جزای عمل بدهد و تفضل ثواب و تقرب
درجات بکرم خویش زائد نماید بر اعمال خیر او را مخصوص گرداند این محبت الله باشد بنده را خیر مخصوص الله
چنانکه ظاهر پادشاهی یکی را از خواص خود دوست دارد و او را مخصوص با نواع مراحم
و خطابات و انعامات و تشریفات کند که دیگران از آن غبطه برند و محبت دوم
محبت خاص است که آن خاصه بشری است میان بنده و خدای و اگر آن را در میان
آرم شاید از این جاهلان کم اصل که خود را علما ساخته اند و محض جهلا اند از سر نادانی و
سوء فهم خویش چیزی در باب بزرگان گویند و انکار برند و بدان بدبخت دارین گردند
و سبب آن من بوده باشم هم از این جهت گفته نشده اما این جا رمزی از آن چنین
گویند فیض قدسی بعباد خواص است بلکه با همه است اما در حق خواص متجلی و منکشف است
آن فیض را نسبتی و جنسیتی با اوست نه بدین معنی را نسبتی و جنسیتی چنانچه باران بهار و



وهوا نم شود وآن نم چکیدن گیرد این چنین می چکد که آن بسیار خضریات را تربیت می کند آن فیض غیر باران است امانسبت مائی باو محبت وارد ومحبت خاصه ازین جا منشا باشد وآن کسے که انا الحق وسبحانی گفت هم ازین قبیل است۔

سؤال ۴۳۔ اگر ترا پرسند که یکے از صفات باری تعالیٰ شکور است وشکور فعول است ۴۳
صیغه مبالغه معنی او بسیار شکر گوینده وشکر بمقابله احسان محسنے باشد وباری تعالیٰ منعم ومحسن همه است شکر کسے بر وچه لازم شود **جواب**۔ بگو از شکور اسم باری تعالیٰ جزا و بنده شکر بنده گان مراد است شکرے که بندگان گویند او قبول کند وجزائے آن وهد وجزائے شکر را شکر خوانند چنانچه جزاے سیئه را سیئه گفت وهم بدین معنی تَوَّاب است یعنی قبول کننده توبه بندگان وجزا دهنده توبه ایشان تَابَ اللّٰهُ عَلَیْهِ اَیْ قَبِلَ اللّٰهُ تَوْبَتَه۔

سؤال ۴۴۔ اگر ترا پرسند خالق افعال بنده که دران بنده را اختیارے هست از طاعت ۴۴
ومعصیت خداے است یا بنده؟ **جواب** بگو خداے است مذهب اهل حق این است! ومذهب معتزله این است که بنده است خداے را در افعال اختیاری بنده خلقے نیست لعنت خداے برایشان باد که این مذهب خبیث ایشان بدتر از مذهب مشرکان وعبدة اصنام که ایشان یگانگی را منکر اند وبتان را شریک می گردانند این احمقان ابله همه جهان را شریک باری تعالیٰ گردانند پس من هم خالق خداے هم خالق که خود را مدح بخالقیت کند چه مدح باشد بگوید اَفَمَنْ یَّخْلُقُ کَمَنْ لَّا یَخْلُقُ ودیگر اقل از حال خالق آن مقدار باشد که او عالم باشد بدانچه خلق خواهد کرد وحرکاتے وسکناتے که مردم در حالت سرعت مشی می کنند مثلا هیچ علم بدان قبل وجود وحال وجود وبعد وجود ندارد پس چه خالق باشد بے علم هیچ داناے نه گوید بعقل صریح ونقل صحیح معلوم وتحقیق شد که خالق کل افعال عباد خیراً وشراً اختیاراً وجبراً واضطراراً ظاهراً وباطناً باری تعالیٰ وتقدس است۔

میگردانند

قبل وجود وحال وجود ندارد

سؤال ۴۵۔ اگر ترا پرسند چون ثابت شد که خالق کفر کافر وخالق زناے زانی وکذب ۴۵



کاذب باری) است پس عذاب بمقابله آن کردن ظلم باشد و ظلم در صفت باری روا نیست
جواب بگو این جا مذهب اهل حق اینست که حق تعالی و تقدس در بنده خلق اختیار می
میکند که او وا جدا از نفس خویش می باشد و وقت صدور آن فعل از و تخلق باری که آن شخص
خواهد که بکند نه کند اگرچون خلق باری باشد البته شود و اختیار او تابع اختیار باری باشد (خواهد که نکند)
و غیر آن اختیار نه کند و اما این مقدار که هست آن وقت از خود به ضرورت می یابد بر سبیل
قطع و یقین که این فعل مقدور من است اگر من خواهم که نه کنم چنانکه صاحب نفس در نماز دارد
که اگر خواهم نفس بکشم و اگر خواهم نه کشم اما چون دم زدن ضروری نه و در کند هیچ باختیار متعلق نباشد البته (چون دم زدن)
بیرون آید مثلاً کافر وقت بت پرستیدن این مقدار از خود می یابد که اگر این دم سجده نه کنم بتوانم
و شارب خمر میداند بتحقیق اگر این دم جرعه نه خورم بتوانم و کذلک ثانی هم بدین مقدار او را فاعل
مختار خوانند او را قادر بین الفعل و ترک داشتند مدح بر فعل خیر و ترک شر و ذم بر عکس هم
بدین فعل و جدان ضروری تابع اختیار باری مبتنی گشت و علت مناط تکلیف و دین
و امر و نهی بدین قدرت استقرار یافت و این را قدرت اکتساب نامند پس فعل عبد تحت قدرت
باری آمد خلقاً و تحت قدرت عبد آمد کسباً تحت قدرت قادرین شد و لیکن بجهت مختلف
نه چنانکه معتزله گویند که تحت قدرت قادرین بیک جهت است عبد و رب که خدای
از وی اراده طاعت و ایمان میکند و او خلق کفر و ایمان در خود می کند و اراده آن می کند
پس ارادت عبد غالب می آید بر ارادت باری این سخن هیچ نادانی هم نه گوید عمر بن عبدالعزیز
می گوید معتزلی از دست مجوسی الزام خورد معتزلی گفت ایمان آر مجوسی گفت اگر خدای بخواهد (معتزلیش گفت)
بیارم معتزلیش گفت حق تعالی میخواهد تو و شیطان نمی خواهد مجوسی جواب داد فانا متبع اغلبهما
و اقواهما من تابع او یم که از میان ایشان غالب تر باشد فتحیر المعتزلی فافهم و بعضی علما
فرق میان قدرت کسب و خلق آن کرده اند که کسب با آلت باشد و خلق بلا آلت بود و بعضی
گفته اند که کسب بانفراد قادر بدو صحیح نیست و اما خلق انفراد بدو لازم است و جبریه که نفی اختیار



عبد کند افعال او را چون افعال مرتعش دارند و تکلیف ضایع کنند ثواب و عقاب را بر باد هوا شمارند
اما ما می گوییم جبر و جور روا نیست زیرا چه جبر از ظلم است خود کند و بر آن عذاب کند این ظلم باشد جوابی
گویند کفروا آمنا و صدقنا کافر را بیارند و به مقابله کفر او در اخواهند عذاب کنند او گوید کفر مرا تو آفریدی
و این زمان عذاب میکنی این ظلم است بر من حق سبحانه تعالی گوید از غیر هیولا صورت تو آفریدم
با کفر و در رحم ترا با کفر داشتم و تولید با کفر کردم و ترا از یا نیدرم با خلق کفر و این دم ترا با خلق آوردند
د هر گاهی که تو زدی زدن گام ترا من آفریدم و این دم که میگویی با من که کفر مرا تو آفریدی و این
زمان عذاب میکنی ظلم است من آفریدم و ترا در دوزخ من فرستادم رفتن تو در دوزخ من
آفریدم هر گاهی پس هر گاهی در دوزخ من آفریدم آتش من آفریدم و صفت احراق در آتش
من آفریدم و آتش بر تن من گماشتم و صفت تقبیل احراق تن را من آفریده ام و جدان المی که تو
میکنی آن را من آفریده ام آن نعره و شوری که تو میکنی من آفریده ام اما تو فکر کن که ظلم از کدام
دریچه بر آید و از کدام ره دخل یافت فافهموا و اغتنموا ایها الجبریة والقادریة انه سر
غامض و غور غائر الاوجبریه که نفی اختیار عبد کند افعال او را چون افعال مرتعش دارند و تکلیف ضایع
کنند و ثواب و عقاب را بر باد هوا سازند و این مخالف اجماع اهل دین و علما است و این را مسئله
قضا و قدر گویند مشکل بحثی است مخلص ازین مضیق بی عنایت و توفیق باری هرگز نباشد رسول الله
صلی الله علیه و آله و سلم بحث درین مسئله کردن منع فرمود چون صحابه را دید اختلافی درین می کنند
غضب کرد بر ایشان تا آنکه رخساره مبارک سرخ شد و گفت انما هلك من کان قبلکم
بالاختلاف في القدر اذا ذكر القدر فاسكتوا چون مسئله قضا و قدر افتد عقیده بظاهر فهم قرآن
کنید همه تقدیر خیر و شر و طاعت و معصیت و قضا و قدر کفر و ایمان همه از خدای است این بنده را اوز
دخلی نیست ازین میان معلوم شد که او تعالی مرید خیر و شر است و جمله نیکی و بدی از خدای است بقضا
و تقدیر و ارادت و خلق اوست و معتزله میگویند که خدای تعالی مرید خیر و طاعت است و مرید شر
و معصیت نیست و هم چنین کفر بقضاء الله و حکمه و اختیاره و خلقه نیست و لیکن بخلق بنده و باراده



وقضا و اختیار او ست خدای ایمان و طاعت میخواهد و بنده خلق کفر و گناه در خود می کند پس
باری عاجز از بنده می آید و بنده قادر بر باری می شود و این جهالتی عظیم و حماقتی جسیم است اما
مابه شبهه ایشان این است که کاری که خلق آن کار خود کند و تقدیر آن خود کند و خلق اختیار بنده آن
کار را که ضروری و صوری میگویند خود آن کار کند که هرگز خلاف آن بنده اختیار نتواند کرد و قضای
آن کار خود کند پس بدان ملامت و عذاب کند ظالم باشد و خدای عز و جل منزه است از ظلم و بعقل
صریح و نقل صحیح جواب این شبهه از جهت سنت و جماعت همان است که بنده را قدرت الکتساب
داده اند و اختیار ضروری که بیان آن بالا رفته است و در بنده وقت فعل مخلوق میشود و خلقنا
مختارین ای خلقنا اختیارنا هم بدین مقدار ظلم منتفی می شود و موضع مدح و ذم و الزام حجت
باشد که ترا این مقدار اختیار ضروری دادیم و قدرت الکتساب بخشیدیم طاعت من گذاشته گناه
اختیار کردی با وجود از آیات واضحه و دلائل قاطعه تواتر نعم و توالی آلاء دم بدم مجرد اختیار ضروری صوری
یافتی که بدان این مقدار وجدانی در خود کردی که اگر این کار نه کنم بجای آن چندان توانم کرد همین مقدار
قدرت ضروری که ترا دادیم صرف در گناه و نافرمانی کردی بقدر گناه بتعذیب و عقوبت مستحق گشتی
اگر خواهد بخشد و نگیرد هم ندانند اگرچه ازین شخص توبه هم نه شود الا از کفر که وعده برین رفته است که کافر را
بی توبه مغفرت نیست إِنَّ اللّٰهَ لَا يَغْفِرُ أَنْ يُشْرَكَ بِهِ وَيَغْفِرُ مَا دُوْنَ ذٰلِكَ لِمَنْ يَشَاءُ
حضرت خواجه ما سلمه الله تعالی در رساله استقامت الشریعة علی طریقت الحقیقة نبشته است که
حق تعالی چهار طبیعت را پیدا آورد و هر یکی را ضد دیگری کرد و بینهما بجهتی نسبتی خاصی داده‌اند
نسبت از دو واج شد آتش گرم و خشک کرد خاک را سرد و خشک خشکی خاک را با آتش نسبت شد آب
سرد و تر است به نسبت سردی آب را با خاک نسبتی شد آب را سرد و تر کرد و هوا را گرم و تر ساخت
به نسبت تری با آب نسبت بر دو نسبت گرمی با آتش نسبت حاصل شد ازین اجماع موالید حاصل شد
یکی از آن آدم شد مرکب ازین چار طبیعت مناسب و مخالف و آن نوع را دو صفت کرد مومن
بیافرید و مشرک بیافرید و شرک مشرک را بیافرید و اختیار مشرک شرک را بوجدان اختیار خود در آن



شرک بودن او بر آن شرک او بیافرید و وجدان آن اختیار ضروری در خود از نفس خویش که من قادرم میان فعل این شرک و معصیت و ایمان و طاعت او آفریده و او را بے اختیار او وجدان اختیار او گردانید و مناط تکلیف باین اختیار را او کرد و نفس تکلیف بے اختیار بدین وجدان ضروری او کرد و بجا آوردن این و باز ماندن ازین امر و نهی او کرد و مدح و ذم بر فعل شرک او کرد و الی آن یتم امرها علیه اجزاے ناری و مائی و هوائی و خاکی که در وی بوده اند متفرق شده میل به شکل خویش کرد چون در نفس معین صفت تعین گرفت رجوع الی کله میسر نشد باین نسبت غیر او گشت پس بعث شد بآن شرک و آن خلقے دیگر است کما تبعثون تموتون و کما تموتون تبعثون دوزخ را او آفرید آنچه مؤلمات و مؤذیات است و آتش او آفرید آتش را بر تن مشرک او گماشت و سوختن در تن مشرک او آفرید و نعره و ناله و فریاد را در مقابل آتش تن مشرک را او آفرید و وجدان الم مشرک را او آفرید اکنون درین بیان بکدام دریچه ظلم روے نمود او خود با خود باز دو و با غیر خود نه پرداز د اگر خود چنان نستے که مثال ما با خداوند تعالیٰ همچون سلطان و رعیت است یا خوند کار و بنده او مالک آن مملوک استے هر آئینه اگر چیزے گوید او بکند پس بدان بگیر د ظلم باشد که او او است و این این است و این مثال ما در حق باری تعالیٰ راست نمی آید۔

46 **سوال**۔ اگر ترا پرسند خالق را خالق الکفر و المعاصی گویند یا نه **جواب** بگو از بهر ادب گویند بلکه او را خالق الکل گویند چنانکه خالق الخنازیر و الحیات از بهر ادب نه گویند۔ اگرچه خالق الخنازیر و الحیات همون است و همون معنی این آیت است مَا أَصَابَكَ مِنْ حَسَنَةٍ فَمِنَ اللَّهِ وَمَا أَصَابَكَ مِنْ سَيِّئَةٍ فَمِنْ نَفْسِكَ قُلْ كُلٌّ مِنْ عِنْدِ اللَّهِ یعنی اگر سیئه برسد اضافت بباری نکنید بلکه بگو بد بشومیت نفس تو است که بتو رسیده است اگرچه همه از خدا است اما تادیبا اضافت باو مکن این معنی در فقه اکبر امام اعظم رضی الله عنه می نویسد

47 **سوال**۔ اگر ترا پرسند که چون کفر قضاے باری باشد و رضا بالقضا واجب و رضا بکفر کفر پس چگونه مستقیم آید اگر قضاے باری بودے رضا بقضاے باری بکفر بودے و این روا نیست

بد آن

را این
بے اختیار مقتضی بدین

مسیل بکل علی کل

را
به نسبت



جواب. بگو کفر مقتضی باری است نه قضا و قبح در مقتضی است و در نفس قضا نیست زیرا که
قضا فعل است و قبح در فعل او نیست که او حکیم است بغیر حکمت چیزے فعل او نباشد و آنچه مبنی
بر حکمت قبیح در وی است در نفس قضا نیست لیکن رضا بکفر که آن مقتضی است کفر باشد و در رضا
بقضا که آن نفس قضاے باریست فرض بود و این جواب خوب نیست زیرا که قول شما که رضا واجب نبود
نمی شود دیگر بقضاء الله به مقتضی و این مرضی نیست زیرا که مردمان که می گویند که رضینا بقضاء الله تعالی
مراد ایشان این نیست که راضی شدند بصفتی من صفات الله بلکه مراد این است که راضی ایم
بمقتضاے قضا نه بقضا که صفت وی است جواب بهتر آن است که بگویند که رضا به کفر
از حیثیتی که او از مقتضاے خدا است طاعت است و رضا بکفر از این حیثیت مذکوره کفر نیست

سوال. اگر ترا پرسند که چون مقتضی قبیح بود و باری حکیم حکم قضا بمقتضی قبیح چون کند. ۳۸

جواب. بگو تواند بود که قضاے قبیح قبیح نبود و بآن متعلق باشد حکمتی و معنی حسنے در عاقبت
فائده باشد و قبیح آن است که او را فائده متعلق نشود و عاقبتی حمیده نبود و بیان آن
عاقبت حمیده و حکمت که بدان متعلق است در طاقت بشر نیست چه حکمت تواند بشر بیان
کردن که در خلق ابلیس و اقتدار او بر افعالے که از وے می آید در خلق و ذات مؤذیه جز خرس
و سکوت و اقرار بعجز هیچ نبی و ولی را ممکن نیست اگرچه در هر صفتی از صفات و در هر فعلی
از افعال نهایت جز به عجز و اقرار بر اضطراب و سکوت نیست اما بقدر طاقت بشری و اندازه
عنایتی که باری بنده را روزی می کند که بر آن فهمے می شود و سخن گفته می آید و باز عقیده بر
حقیقت آن و استقامت بر آنچه عند الله صواب است جز به کرم و لطف باری نیست
و درین معنی چند بیتے خوش گفته است خواجه فرید الدین عطار عظّم الله قدره

از افعال انابت تمام مقام جز عجز و اقرار بر اضطرار

سبحان خالقی که صفاتش ز کبریا — در خاک عجز می فگند عقل انبیا
گر صد هزار قرن همه خلق کائنات — فکرت کنند در صفت عزت خدا
آخر بعجز معترف آیند کای اله — دانسته شد که هیچ ندانسته ایم ما



قَالَ رسول الله صلی الله علیه وسلم مَن عَرَفَ اللهَ کَلَّ لِسَانُه و نیز در حدیث
آمده است مَن عَرَفَ اللهَ طَالَ لِسَانُه وجه توفیق آن باشد که معرفت صفات افعال
بقدر وسع و طاقت بشری زبان طولے دارد چون به حقیقت و کنه معرفت رسید کل لسانه شد
هم بدین معنی بزرگے گفته است ؎

هرگز دل من ز علم محروم نه شد — کم ماند ز اسرار که مفهوم نه شد
چون نیک نگه کردم از روے خرد — معلوم شد که هیچ معلوم نه شد

چون نهایت کار بر عجز از ادراک است بعضے بزرگان همین عجز را ادراک نام کرده اند گفته العجز
عن درک الادراک ادراک نهایت علم این است جائے رسی که هیچ مفهوم تو نه شود خود را
عاجز یابی نهایت ادراک این است زہے ذل و خواری و زہے مسکنت و بیچارگی که جهل را
علم نام کردیم و نقصان را کمال و فنا را بقا سبحان من استاثر بالقدرة و البقاء و سِم
غیره بالعجز و الفناء و ظاهر شد ازین بیان که طاعت و افعال خیر به خلق و تقدیر و ارادت و مشیت و قضا
بامر و رضا است و کفر و معصیت بخلق و تقدیر و ارادت و مشیت و قضا و نهی بامر و رضا
نیست ارادت و قضا ملازم امر و رضا نه اند آنکه با نهی و سخط جمع شوند و این مذهب معتزله
نیست ازین جا معلوم می شود که چون مذهب حق بدین است که مرید و خالق و قاضی و مقدر کارے
که بدان خود راضی و خوشنود نبود بلکه کاره و ساخط باشد چنانکه در حدیث قدسی وارد است
ما ترددت فی امر کترددی فی قبض روح عبدی المؤمن فانه یکره مساءت
الموت و انا اکره مساءته الا انه جری التقدیر علی ذلک و لا بد منه یعنے
بے رضائے من در هیچ کارے نیست باندازه بے رضائیے من که در قبض روح بنده مومن
دارم زیرا چه نه دشواری خود را مکروه می دارد و مکروه او نا مرضی من است لیکن او را از آن
قبض روح چاره نیست زیرا آن تقدیر بحکم رفته است که الله کُلُّ نَفْسٍ ذَائِقَةُ الْمَوْتِ
باشد قابل تغییر و تبدیل نه او را از آن چاره نباشد علی هذا دانستی بحکمتے ناخوشنودی خویش کند بارے

و و سم

نه اندبا نهی و سخط

حکم



بیندیش کفر بسیار است یا ایمان و معصیت بسیار است یا طاعت لابد کفر بسیار و معصیت بسیار و هر دو نامرضی و مسخوط چون مسخوط و نامرضی و نامطلوب خود بنابر حکمتے بسیار کند از مرضی و مطلوب پس مطلوب و مرغوب مرضی خویش از وی واما چه خواهی و چه طمع داری نه که طمع خام می نیزی ام للانسان ما تمنی ؎

دست بدامان دو سنت بہا زدکس بو الہوسان فضول سر بگریبان برند

ما للتراب ورب الارباب واین الماء والطین من حلیت ساحب العالمین خوش تنبیہے در قرآن می کند ویحذرکم الله نفسه خدائے شمارا از خود ہتر ساند چون نہاید ترسید از کسے که او خود گوید که من شمارا از خود ہتر سانم واین تنبیه محض کرم و لطف باشد واین جا معلوم شد جہالت و حماقت معتزله که اصلح عباد بر باری واجب گویند زیرا که اے احمقان اصلح در حق ابوجہل ایمان بود چرا خدائے او را ایمان نداده و اصلح در حق ہمه انبیا و اولیا بلکه ہمه خلق وصول بمرتبه محمد بود چرا ہمه را بمرتبه محمد صلی الله علیه وآله وسلم نرسانید و چون اصلح بروے واجب آید موجب ترک چه باشد و معنی وجوب در حق باری چه توان گفت که ترک موجب عقاب باشد و عقاب بروے که کند و چون وجوب ثابت شود پس او را چه مانع شد از ایمان ابوجہل و چه داعی بود سوے ایمان ابوبکر رضی الله عنه و بروے چه ملح آمد برسانیدن انبیا بدرجه نبوت و اولیا بدرجه ولایت ہر یکے را این درجه رسانیدن بروے واجب بود و چه منت باشد بر ایشان که آنچه واجب بود کرد و الا مستحق عقاب و عتاب شدے و لایق الوہیت نه بودے و اگر گویند ہمه بحکمت متعلق است و اطلاع بدان جز باری را نیست پس ہر کسے را ہر چیزے که داشته است بحکمت داشته است و اصلح در حق او ہمان است پس وجوب بروے چه معنی دارد ورائے حکمت که او حکیم است قول به اصلح معنی دیگر نباشد پس تصدیع چندین بے فائده باشد پس حاصل این سخن با جیراة علی الله بدعوی صفتے که نه لایق جمال او باشد و آن کفر صریح است و جہل ظاہر است و یا مہمل بے معنی است بہر باب صاحب او را عقلے

واز این جا — در رائے



درستی نیست خویش گفته اند متکلمان المعتزلة مخانیث الحکماء و اما آنکه در قرآن وارد است وَمَا
مِنْ دَآبَّةٍ فِي الْأَرْضِ إِلَّا عَلَى اللهِ رِزْقُهَا دلیل بر وجوب کنند پس رزق دواب واجب باشد
بر باری و نیز در حدیث بسیار آمده است کان حقا علی الله ای واجب علی الله ان یدخله
الجنة و شما می گویید که وجوب بر خدا محال باشد ما می گوییم که وجوب در آیت و حدیث بدین معنی است
بر ذمت کرم خویش آن فعل چنان لازم کرده البته خلاف آن نکند بدان ماند که چیزے واجب باشد
نه آنکه بدان معنی که ایشان می گویند اگر نه کند لائق خدائی نبود و ظالم باشد ساقط از درجه الوهیت باشد معاذ الله
این سخن هیچ دانائے نه گوید پس این چنین احمقان اگر انکار کرامت اولیا کنند عجب نباشد اما اگر بدین
معنی که در بعضے کتب کلامیه مسطور است که ایشان احراس نبوت میگویند یعنی خارقے که بدست ولی
متبع ظاهر شده یا در حیات نبی و یا بعد ممات او از اثر صدق نبوت از نبی است و پرتو نور اتباع نبی او
و دلیل صدق نبوت آن نبی او ست نه آنکه این باستحقاق حق این خارق شد چنانکه آن نبی شده بود
دیگر نه سد باب معرفت خصوصیت نبوت آید آن زمان اختلاف جز لفظی نباشد زیرا که دعوے استقلال ولی
متبع را کفر است بحقیقت همان است که بدولت اتباع نبی و باستفاده از پرتو نور نبی خویش است که بدان
خارق رسیده است و هر شخصے که این عقیده بکند از خود کافر است پس ایشان منکر ظهور خارق
غیر نبی نه اند ولیکن استقلال را منکر اند و معنی متفق است اختلاف در لفظ بیش نباشد که کرامت اولیا
گویند یا حراست نبوت ایشان حراست نامند ما کرامت گوییم و معنی هر دو یکے باشد و آنکه گویند
که ایشان منکر از سبب آنکه که سد معرفت نبی خواهد شد سخن باطل است زیرا چه نبی مقارن دعوی
نبوت خارق ظاهر خواهد کرد و ولی بدعوی اتباع پس فرق ظاهر باشد و صاحب طیبی شرح کشاف
بر ایشان طعنه کرده است از بزرگے نقل کرده معلوم شد از انکار کرامت ایشان که هیچ یکے از
ایشان ولی خدا نبود و بدرجه محبت و ولایت نه رسیده همه مطرودان و مخذولان بوده اند زیرا چه
از ایشان اگر کسے بدین درجه ولی رسیده بودے از خود احساس خارق عادتے غالباً
کردے پس انکار نه کردے.

حفظ آن درجه

میکنند

سد معرفت

سخنے . مشکوا



۴۹ **سؤال.** اگر ترا پرسند تکلیف فعل الله است بر عبد و برای آن فعل قدرت باید و اگر نه تکلیف
عاجز آید و آن محال است و آن قدرت مع الفعل باشد نه قبله و بعده **جواب.** بگو پیش اهل سنت (باید)
جماعت برای هر فعلی که عبد بدان متکلف گردد و قدرت باید که وقت فعل در عبد بخلق باری (لا تکلف گردد)
حادث شود مقارن با آن فعل تا آن فعل در وجود آید و این را استطاعت خوانند و آن مع الفعل
کحرکة الخاتم مع حرکة الاصبع قبله و بعده نباشد زیرا چه عرض است اگر قبله و بعده گوییم در وقت
فعل موجود نه بود پس تکلیف وجود فعل فاعل بدون قدرت بران فعل لازم آید و این محال است
اما تحقیق این بحث در کتب مطول چنین کرده اند که چون این قدرت امر غیب است ابتنای تکلیف
برین نه شد لیکن ابتنای تکلیف بر صحت اسباب و آلات شد که ظاهر است از روی عقل و عادت
کسیکه صحت دست و پا دارد و اسباب دارد و این قدرت هم وقت فعل مخلوق باری می شود
سبب این فقیهان همین را اقامت کرده اند مقام این قدرت و مبنای تکلیف همان گفته اند
اما اگر نفس فعل مقصود باشد چنانکه توجه خطاب ادا در آخر وقت که بدان چهار رکعت ادا تواند کرد
با جماع است که قدرت حقیقی مشروط است تا آن وقت مع الفعل حادث نه شود فعل نه شود (نه شود فعل حقیقی)
فعل حقیقی در وجود نیاید و اگر مقصود از تکلیف ظهور آن در خلق است چنانکه توجه خطاب ادا
در آخر وقت که تحریمه تواند لیکن آنجا هم قدرت کافی است به توقف شمس فعلی هذا بر محدث
اگر مطلوب او وضو با آب باشد قدرت حقیقی بر آب لابدی بود و اگر مقصود تحویل از اصل سوی
خلق است توهم قدرت بر آب کرامت کافی است کذا صلوة مسافر اول بود خطاب چهارگانی (است هم قدرت بر آب کرامت)
پس از آن متحول است سوی دوگانی بعذر سفر این سخن در تحقیق و کشف شرح حسامی و بزدوی است
اما چون معتزله فعل را بخلق الله منکر شده خلق آن قدرت را نیز منکر اند ایشان تکلیف مبتنی هم بر صحت
اسباب و آلات گویند و آن مقدم است بر فعل لابد قدرت مقدم بر فعل گویند.

۵۰ **سؤال.** اگر ترا پرسند چون وقت فعل حق تعالی احداث قدرت آن فعل در وی کرد بدان
قدرت که مخلوق برای آن فعل است معاً قادر بر ترک او نیست پس او مضطر شد سوی آن فعل فکیون



تکلیف العاجز و تکلیف عاجز عبث است زیرا چه متکلف قادر باید یعنی أن یفعل و لا
یفعل و او درین وقت عاجز است هر فعل فلا یکون مکلفاً **جواب** بگوییم بدان قدرت
قادر است بین الترک والفعل عند أبي حنیفة رضي الله عنه بدین معنی که حق تعالی
وقت آن فعل در وے قدرتے احداث میکند بدان خود را واجد می یابد اگر من خواهم این فعل
کنم و اگر خواهم نه کنم پس قدرت واحد یصلح الضدین شد فلا یکون تکلیف عاجز۔

سوال ۔ اگر ترا پرسند پس درین تقدیر اقرار میشود بوجود استطاعت قبل الفعل زیرا چه قدرت ۵۱
کافر که بدان کفر می آرد و آنچه صالح است برائے ایمان و آن پیش از ایمان حاصل شده هم بدان
بایمان مکلف شد پس لازم شد اقرار بوجود استطاعت قبل الفعل و اگر **جواب** این سوال چنین و شبه که
قدرت عند التعلیق بالکفر و صرفه الیه صالح برائے ایمان است و کذالک العکس پس آن قدرت که
بر آن ایمان متعلق شد و صرف آن سوے او هست قبل الایمان نبود ۔ اما آن نفس قدرت صالح بود
قبل التعلیق که بدان منصرف شود الی الضدین و عند التعلیق متعین برائے یکے شد پس تکلیف
عاجز بنفس قدرت نیاید این جواب مشکل است زیرا چه این نفس قدرت هم مقدم بود بر احد
الضدین و یکے از دو ضدین در وجود مقدم بر دوم ضد است امر تکلیف بر ضد ثانی موخر از ضد مقدم است بر دو ضد
اول است هم بدان قدرت که ضد اول بدان حاصل شد ازین شبه خروج مشکل باشد اما
ازین شبه جواب بنوعے دیگر داده اند که تکلیف معتبر بصحت اسباب و آلات و آن بے شبه مقدم است
بر فعل و تکلیف مقارن آن است فلا یکون تکلیف العاجز و اگر مقصود از نفس فعل است خود آن فعل
مقارن با آن قدرت است پس به هیچ نوعے تکلیف عاجز نخواهد بود۔

سوال ۔ اگر ترا پرسند یکے از افعال باری تکلیف است و آن اگر در وسع مکلف نبود عبث ۵۲
باشد زیرا چه مقصود به تکلیف ابتلا است میان آنکه کند یا نه کند عقاب و ثواب یابد و چون مقدور
او نبود فائده نباشد و تکلیف بدان عبث بود و عبث بر باری روا نبود و نزدیک شما
که کفر کافر مراد باری و خلق باری و باختیار باری دارند بے اختیار نتواند کرد و ایمان او مستحیل باشد



و او عاجز از ایمان بود و همچنان طاعت عاصی پس تکلیف کافر مختوم بکفر و عاصی مختوم بعصیان تکلیف بمالیس فی وسعه بود و آن واقع است پس عبث باشد که روا نبود **جواب** بگو تکلیف مالیس فی وسعهم بدین دلیل که تو گفتی از خدا روا نیست که خدای تعالی در قرآن گفت است لَا یُكَلِّفُ اللّٰهُ نَفْسًا اِلَّا وُسْعَهَا اما معنی مالیس فی وسعه این است که محال باشد مثل جمع بین الضدین یا ما یمکن فی نفسه بود ولیکن در تحت قدرت او نبود چنانکه خلق اجسام و احیای صور و یا عاجز بود از حمل یک من او را تکلیف کنند به حمل ده من و گویند اگر بگیری تنها ترا ثواب و الا عقاب مثل این از باری محال باشد که عبث است اما اگر او را قدرت اکتساب آن فعل عادتاً باشد و ضد آن همچنان آدمی را که کل مولود یولد علی الفطرة ای علی قابلیة الدین فابواه یهودانه او ینصرانه او یمجسانه پس هر کافری را استعداد ایمان داده است چنانکه قدرت کفر داد او را بضرورت واجد آن گردانیده که او قادر است بین الکفر والایمان چنانکه پیش بت عبادت می کند می تواند که خدای را پرستد چنانکه اقرار بر زبان بالوهیت بت می کند می تواند که هم بدان زبان اقرار بالوهیت خدای تعالی کند و قصد فعل بدان فاعل متعلق است اگر قصد فعل خیر میکند خدای تعالی خلق فعل خیر می کند و اگر قصد فعل شری کند خدای تعالی خلق فعل شر ورزمی کند پس بقصد فعل کفر بقصد فعل ایمان را کافر ضائع کرد بدان ملام و معاقب شد اگرچه آن قصد تحقیق نبود اما صورت قصد اکتساب ظاهرا بوجدان آن عبد متعلق بود که خود را قادر مختار می داند بین الفعل و الترک بتاً تکلیف همین مقدار قدرت است پس بما لیس فی وسعه نباشد و هم بدین دلیل مولینا فخر الدین رازی معتزله را که قائل به تکلیف مالایطاق شده اند و علمای سنت و جماعت همین جواب داده اند که نبشته شده است۔

سؤال اگر ترا پرسند خدای ما را تعلیم کرده که دعا کنیم که تحمیل مالایطاق نکند لقوله تعالی رَبَّنَا وَلَا تُحَمِّلْنَا مَا لَا طَاقَةَ لَنَا بِهِ **جواب** بگو دعا از رفع تحمیل است نه تکلیف و تحمیل مالایطاق روا است اما تکلیف مالایطاق روا نیست پس فرق میان تحمیل و تکلیف این است که غرض تکلیف ۵۳

را قصد ایمان کافر را اگرچه قصد به حقیقت ... را مستند

ابتلا است بَیْنَ اَنْ یفعل فیثاب وبین ان لا یفعل فیعاقب و اما تحمیل مقصود از آن ابتلا
نیست بلکه تعذیب و قهر صرف است وارادت فعل دشوار از یکے قهراً و جبراً جزاءً سیّئة السابقة
که این چنین بکن و معلوم است که نتواند کرد پس عذاب بروے محقق باشد چنانکه مولی
وقت غضب بر غلام بگوید که یک سبوے پر آب شور نمکی بخور و میداند که طاقت وے
نیست اما قهراً و تعذیباً تحمیل آن می کند این از خداے در حق بندگان گنهگار و بدکردار
وارد است چنانکه انواع تعذیب دیگر ما را حق تعالی تعلیم دعا می کند که بدین نوع عذاب
ما را معذب نگردانی میگوید وَلَا تُحَمِّلْنَا مَا لَا طَاقَةَ لَنَا بِهٖ پس اینها لا الی تحمیل برای تکلیف
کردن خطاے عظیم باشد و امر باحیاے موتے مصوران را در روز قیامت و امر به انبائهم
ملائکه باسماء اشیا که عرض برایشان بود امر تعجیز است نه امر تکلیف.

۵۳ **سؤال** ـ اگر ترا پسند یکے از افعال باری تعالی ارسال رسل است و حکمت در آن چه
باشد اگر رسول عین موافق عقل آمده خود آن عقل کافیست اگر مخالف عقل آورد کسے
نشنود زیرا چه عقل حجت است از حجج الله و مناقضه بآن روا نه باشد و برخلاف عقل کلام
مستمعش نه شود و فائده هم در آن فرستادن نباشد نیز خود قادر است بر هدایت مردمان لہ مستمعی
بلا واسطه کسے و در حقیقت همان است که هادی حقیقی هموست اگر صد هزار رسل از بے ایمان
خواهد او هادی نبود هرگز او ایمان آورد فی نیست و آنکه او هدایت خواهد و نبی را فرض محال کنیم
که مطلوب ایمان او نبود هم او ایمان آرد و مومن شود پس نبی در میان چه کند و فائده بعثت او چیست

جواب بگوئیم که اول اشیا بر سه نوع است یکے موافق عقل که بآن حاکم بود و آن کافی است
چنانکه عارفان یگانگی خدا عقد تایید العقل بنور الله برای آن نبی حاجت نه و لهذا اقطاب
گفته اند که بنده توحید نفس عقل خود ماخوذ است نه شاهق الجهل ماخوذ است باصل ایمان و معذب
است بترک آن اگرچه بدو تبلیغ نبی نرسیده باشد و نوع دوم که عقل حاکم باستحاله آن است چنانکه
وجود شریک باری و برائے او هم عقل کافی است حاجت به نبی نیست و لهذا اینجا شاهق جبل به کفر



و شرک ماخوذ است همچون امتناع و استحالت بین النقیضین و الضدین بدان صفتی که عقلا گفته اند اما
سوم نوع آن است که عقل نه با امتناع آن حاکم و نه بوجوب آن قایل امری است ممکن
موجبت العقل مستوی الطرفین و عقل را بدان هدایت نه اختیار نه بوجوب نه با امتناع برای
اختیار آن را و تعلم آن را و رسانیدن آن را از خدای به بندگان نبی لابدی باشد چنانچه تکلیف بفروع
ایمان و اخبار به احوال بهشت و دوزخ و بعث و حشر جز بقول مخبر صادق صحیح و راست نیست
انسان بدین عاقل نگردد و بعقاید آن دل را متجلی نکند و بدولت سعادت دارین نرسد به عقل
این جا کفایت و هیچ راه نیست لابد نبی باید که جمله امت اعتقاد بر قول و فعل او کنند و هرچه گوید ایمان
آرند و بدان سعادت دارین حاصل کنند والا محروم باشند و دور از خدا و قربات و مثوبات و درجات
او باشند پس ثابت شد که نبی لابدی است باید و اما جواب از شبهه دوم آری از روی حقیقت
همین است که هادی حقیقی اوست تعالی و تقدس در قرآن گفته است إِنَّكَ لَا تَهْدِي مَنْ
أَحْبَبْتَ وَلَٰكِنَّ اللَّهَ يَهْدِي مَنْ يَشَاءُ و در جای دیگر گفته است لَعَلَّكَ بَاخِعٌ نَفْسَكَ
عَلَىٰ آثَارِهِمْ إِنْ لَمْ يُؤْمِنُوا بِهَٰذَا الْحَدِيثِ أَسَفًا و بزرگی دیگر هم بدین معنی گفته است
اذا انکشف سر الربوبیة بطلت النبوة الخ یعنی چون هادی حقیقی باری بود نبوت جز واسطه
درمیان نباشد و فایده معتد به بذاته متعلق نباشد ولیکن سنت الله جاری بدین شده که هیچ بنده
بلاواسطه و وسیله نبی خلق هدایت روی نکند و بخود و اسرار خود راه نبخشد و در فضل خود
بروی نگشاید و در دار سلامت که آن را بهشت نامند و دیدار خود که اکرم انواع مراحم است
در بقعه افسح نعیم جز پایان به نبی دست خویش نگذارد و امر بدین کرد وَابْتَغُوا إِلَيْهِ الْوَسِيلَةَ
اظهارا للعظمة که هیچ یکی را بدان درگاه با جلال و جاه راه سر انجام نبود و جز باتباع دوستی
از دوستان او که او برای رسالت سوی بندگان اختیار کرده و بنام خویش او را برای
دعوت بندگان خویش فرستاده باشد ایشان را به قبول قول او و انقیاد اوامر و نواهی او در
اوقات مطاوعت خویش توفیق داده باشد ایشان را بدرجه ولایت خود و مقربان حضرت خود

۱۲ هدایت نه بوجوب و نه به امتناع



گردانید و بدولت اتباع آن نبی نان ریزه از خوان آن نبی نصیب قسمت ایشان کنند [حاشیه: کرده اند]
وللارض من کاس الکرام نصیب یکی اندیشه کن در ظاهر پادشاهی که می باشد که هیچ کس اگرچه چند
اخلاص و بندگی در کنج خانهٔ خود با پادشاه دارد اما بتقرب بدو و وصول و مشاهدهٔ او و حضور
مجلس او هرگز میسر نشود مگر بوسیلت مقربی از مقربان او و خاصه از خواصان او پس بتحقیق
شد عقلاً و نقلاً چاره نباشد از نبی که بدان خلق راه خدا یابند و بدرجهٔ ولایت هم رسند و چون
رسالت بود روا باشد یکی از متعلقان به یاری دهی او بدرجهٔ نبوت اصطفی کند چنانکه هارون [حاشیه: باشند]
را برای وزارت موسی نبی گردانید و یوشع بعد موسی هم برای دین نبی شد و روا باشد
که بعد او نبی دیگری برسمی و شریعتی دیگر مبعوث شود و ناسخ شرع او آید چنانکه عیسی بعد موسی
آمده بود بروی کتابی و شریعتی دیگر آمده است اما بعد بعث نبی ما که خیر الانبیا و افضل الاولین
والآخرین ختم نبوت شد کسی بعد او نبی نباشد همه امت او باشند متابع او باشند تا آنکه چون
عیسی علیه السلام نازل شود هم متابع امت رسول الله باشد و بر دین رسول الله نازل شود
تا آنکه امامت نکند چون وقت نماز در آید امام شما هم از شما باید و من جز باتباع نبی شما بر شما [حاشیه: بگوید امام]
یاری دهی شما فرود نیامده ام رسول الله صلی الله علیه و آله و سلم میگوید لو کان موسی حیاً لما
وسعه الا اتباعی و مهتر خضر که نبی بود امروز روحانی شده است اتباع ندارد و برای اتباع را ذمه [حاشیه: برای اتباع موسی]
باید و ذمه متعلق به جسم است و او از ان بیرون شده درین وقت مکلف نمانده و اهل البشر [حاشیه: ذمه ندارد و برای اتباع را ذمه باید]
و جن نیست او را احکام شیخ الغیب نامند و رسول الله صلی الله علیه و آله و سلم گفت انا مبعوث
الی الثقلین ای الجن و الانس پس چنانکه ملک نبی بر ایشان مبعوث نیست بروی هم نبی مبعوث
نیست و او نیز ملکی شده است و در بعضی روایات آمده که بعد بعث نبی ما همه متبع نبی ما است
کذا فی التمهید و اما الخضر اختلف الناس فیه قال بعضهم انه ولی و قال
بعضهم انه نبی و قال بعضهم انه رسول الله و اجمعوا انه لیس
صاحب الشریعة و لا صاحب الکتاب اما طائفه ابدال و اوتاد و ایشان از امت

محمدیه اند تبع نبی اند و خود را سرهنگان اولیا خوانند و کارکنان امیر المومنین علی رضی الله عنه گویند
و او سرور اولیا است و دفتر اولیاء محمدیه بدست اوست و خرقهٔ اولیا بدوی رسد فی المصابیح
الابدال قوم من الصالحین لا تخلو الدنیا منهم اذا مات واحد بدل الله مکانه باخر
فی نوادر الاصول قال رسول الله صلی الله علیه وسلم الابدال ثلثون رجلا قلوبهم
علی قلب ابراهیم اذا مات رجل ابدل الله مکانه آخر وعن انس بن مالک البدلاء
اربعون رجلا اثنا وعشرون بالشام وثمانیة عشر بالعراق کلما مات واحد
بدل الله مکانه آخر فاذا کان عند القیمة ماتوا کلهم قال ابو عبد الله لیس فی الحدیث الحدیثیین
اختلاف وانما هم اربعون رجلا وثلاثون منهم علی قلب ابراهیم فی کشف المحجوب
صد تن اند ایشان را اخیار گویند و چهل تن اند ایشان را ابدال گویند و چهار تن اند ایشان را صد تن را
اوتاد گویند و سه تن اند ایشان را نقبا گویند و یک است او را قطب گویند و غوث خوانند
و ابدال میان خویش چنین گویند و در غزوات طایفه از ایشان جنگ می کردند با کفار رسول الله غزوات
صلی الله علیه وآله وسلم ایشان را دید علی را رضی الله عنه فرمود که برو بپرس که ایشان کیانند
که وقت حرب پیدا می شوند و وقت آنکه خصم می خواهد زدن غائب میگردند علی رضی الله
عنه ایشان را پرسید گفتند ما آنیم که در شب معراج از خدای خواستی که قومی از امت من پیدا کن
که قیام امت من بدیشان باشد حق تعالی ما را پیدا آورد و کارکنان اولیای امتان تو گردانید
و هر چه بعزمی بر ما سپرده فرض آنکه در مشرق و مغرب یک بدست زمین نباشد که هر سالی گردانید
زیر سیر ما نباشد تا قیامت در جمله ارض سیر کنیم و قیام جهان و خلق بر آن باشد امروز شنیدیم که ترا بدان
محاربه با مخالفان است جای یاری دهی تو آمده ایم باز رسول الله صلی الله علیه وآله وسلم علی رضی الله عنه
را گفت که دیر ایشان بگو که امروز کسی در میان در آید که هم زخم بخورد و زخم بخوراند شما می خورانید و
نمی خورید اهل قتال و جهاد نباشید شما بیرون آئید ایشان بیرون آمدند این حکایت هم میان خود
ابدال کنند و در کتابی روایت و دیده نشده است . و بعضی گویند خضری که امروز است غیر آن

خضر است که با موسی بتعلیم آمده بود او عامل به حقیقت بود نه بنبی او افعالی که گرو از قتل غلام و خرق
سفینه همه خلاف شرع بود والا صاحب شرع موسی علیه السلام منکر نه شدے و شریعت دیگر جز شریعت
موسی علیه السلام در حیات او نبود و جواب هم حقیقت گفت والا در شرع اگر امروز یکے گوید که مرا
خدای تعالی گفت که فلان را بکش کشتم او را کشتن از روی شرع واجب باشد بالقطع و رسول الله
صلی الله علیه و آله و سلم پیش خود قصاص کند و این سخن اگرچه راست بود مسموع نداردکه عالم خلق باتباع
شریعت آمده این واجب وجوب حقیقت عمل بر موجب حقیقت با شریعت راست نیاید
هم ازین جا گفته اند عارف صدیق آن است که عالم به حقیقت باشد و عامل به شریعت بود
و عارف زندیق آنست که عامل به حقیقت بود بر مقتضای اصل حقیقت حقیقت را اصلی
سازد و عمل ظاهر را بدان مبتنی کند. فی الحاصل آن خضر نبی بود و این از ارواح خلاصه است
تمسک ایشان بقول نبی که او فرموده است لو کان الخضر حیا لزارنی پس این حدیث دلیل
کند خضر را ملاقات با رسول الله نبود و او زنده نبود و مردمان گویند بر روی زمین تا صد
سال از هجرت شخصے نماند که روی رسول الله دیده باشد دین حدیث که در مصابیح
منقول است و در قوت القلوب هم گوید پس خضر زنده نباشد جواب می توان گفت که علی
وجه الارض می گوید و او در وجه ارض از جنس مردمان نیست و مراد حدیث آن است از صحابه
که روی رسول الله دیده باشد زیادت از صد سال بر روی زمین نمانند و او درین مردم
داخل نیست. اما جواب حدیث دوم لو کان الخضر حیا لزارنی چنین توان گفت که
قصه میگویند که وقتے که سکندر ذو القرنین سد کرد و خضر را برای محافظت بر آن دانست بفرمان
خدای او را آنجا خواب افتاد و صد سال بخفت هم درین صد سال بعثت نبی ما بود تمام هم
شد. چون از خواب برخاست رسید که محمد آخر الزمان مبعوث شد و گفتند شد و گذشت و معنی
حدیث آن باشد لو کان الخضر حیا ای بیقظا لزارنی بالیقظة و اینکه در احیاء و قوت القلوب
و عوارف مسبعات عشر ابراهیم تیمی از خضر نقل می کند و خضر از رسول الله صلی الله علیه و آله و سلم

نـ علم



کرد. و رسول الله خضر را تعلیم مسبعات عشر کرد و خضر با براهیم تیمی کرد و او بمردمان رسانید و این
نوع میان مشایخ و اولیا و اہل کشف و مشاہدات بسیار واقع است اصل مستقیم و راہے مسلوک است

۵۵ **سؤال** ۵۵ - اگر ترا پرسند که ہیچ ولی بمرتبهٔ نبی برسد و یا فاضل از نبی شود یا نه؟ **جواب** بگو
روا نباشد که ہیچ ولی بمرتبهٔ نبی برسد و یا فاضل بود و ہمیشه جمله اولیا مفضول باشند و انبیا فاضل بوند و
ہیچ ولی بدرجهٔ نبی نرسد ابویزید بسطامی گوید ابتداء درجة النبوة انتهاء درجة الولایة
چون ولی بدرجه ولایت بنهایت رسیده باشد پیش آن بلا علت و سبب و بلا امر مکتسب عنایت من الله
و رحمته بغیر صنعے از آن ولی یکے را درجهٔ نبوت شود پس چون باشد که ولی بدرجهٔ نبی رسد و یا فاضل
از وی باشد این سخن مومنان نباشد.

۵۶ **سؤال** ۵۶ - اگر ترا پرسند پس چه معنی است حدیث **رسول الله** را **علماء امتی کانبیاء بنی**
اسرائیل در احیاء افتاده است او افضل و جاے دیگر آمده است لشهداء امتی فی الجنة
بمقام یغبطهم الانبیاء والاولیاء پس چون غبطه کنند بدان مقام رسیده باشند این دلیل فضل
شهدا باشد بر انبیاے ماضیه **جواب** - بگو اینجا اصلے کلی است اولاً تمهید آن باید کرد تا حل این
مشکل شود و آن اینست که فضل بر دو نوع است یکے فضل استقلال و تصدی و دوم فضل باتباع
و ضمنی فضل تصدی و استقلالی ہیچ ولی را بر انبیا حاصل نه شود و اما فضل ضمنی که آن بدولت
اتباع نبی خویش کرد او را فضلے بر سائر انبیا است ریزهٔ از خوان نبی خویش چیند که آن خاصهٔ
نبی او ست که نبی دیگر را باستقلال آن نداده اند بدین فضلے بر انبیاء این متابع را حاصل نه شود
که طفیلی است بهمه حال و او ہرچه دارد و باستقلال و استبداد او دارد و ہرگز آن فضل از وے رفتنی
نیست و بدین جزئی ضمنی و طفیلی فضل کلی بر آن مستقل برابر ہرگز حاصل نه شود و ہیچ عاقل آن
فضل را اعتبار نه کند ہیچ کس بدین سبب بر وے فاضل نه گوید. کس کس است و ملک ملک
ہا ہے با تمثیل در مشاہده یکے بادشاہے او را چند ہوا خواہے و مقربے باستقلال ہستند
و ہر یکے بدرجتے میان ایشان فاضل و مفضول است و ہر یکے متابعے و مقربے و خاصه



و کسے از آن خویش دارد یکے از این خواصان بادشاه را اخص خواص باشد که هیچ یکے از وے برتر نیست و نبود. او مخصوص به جرعهٔ و نوالهٔ و به صحبتے و به رازے شود که با مقربے دیگر نباشد آن مقرب بیرون آید آنجا از خواصان خویش گوید و بدو برساند که از آن جرعه و از آن نواله و از آن سر بمقربان دیگر که باستقلال مقربان باشند نرسیده باشد. بدین معنی این غلام و کس این اخص خواص را فضلے بدان دیگر مقربان و ملوک نباشد ولیکن ایشان غبطه کنند و بدان علم آرزو کنند و ایشان را از خود بهتر دانند که مقصود رسیدن باخص انواع قرب است و آن به یکے داده و در خور آن ایشان را دستے نباشد جز باتباع و ایشان را اتباع ممکن نباشد که ایشان را مستقل می باید بود که هر یکے فرمان بردار اند. پس معنی یغبطهم و معنی او افضل و معنی قول موسی علیه السلام اللهم اجعلنی من امة محمد همین است موسی علیه السلام علم داشت بوحی که محمد نبی آخر زمان افضل انبیا خواهد بود و بهر چه انبیا همه رسیده اند او خواهد رسید و او بچیزے مخصوص خواهد بود که هیچ نبی را نبود. و امت او بدولت اتباع او بطفیل او بدرجهٔ مخصوص خواهند رسید که نبی دیگر بدان استقلال نرسیده لابد دعوت کرد اللهم اجعلنی من امة محمد صلی الله علیه و آله و سلم. و انبیاے دیگر چون شهدا را بنیند که بدولت اتباع محمد رسول الله صلی الله علیه و آله و سلم و طفیل او بدرجه رسند که خود باستقلال نتوانند رسید غبطه کنند و بدین جزوے ایشان را بر خود فاضل بنیند اگرچه این ضمنی است و الضمنیات لا یعتبر کم من شیٔ یثبت ضمنا و لا یثبت قصدا چنانکه درود آل نبی روانیست بخلاف سائر انبیا که باستقلال که بر هر یکے رواست پس این درود بر ایشان کلا درود باشد و این فضل ضمنی است کلا فضل بود و این فضل جزوی ضمنی طفیلی مستلزم فضلے کلی بر سر آن مستقل و سرداران نیست حاصل نشود و هیچ کسے وزیرے را بر وزیرے دیگر فاضل نداند و بران مرتبه نرساند اگرچه باتباع آن صاحب خود آن کس بجائے رسیده و اطلاع بر سرے از اسرار آن بادشاه کند و وزیر دیگر را نباشد ولیکن تا بهمه حال وزیر وزیر است کس کس است این سخن اهل تحقیق است و ایمان هم برین منعقد است.

یکے از میان ایشان خواصان

بجامه از خواصان

هر یکے از فرمان بران



۵۷ سؤال. اگر ترا پرسند ولایت نبی افضل است یا نبوت نبی؟ جواب. بگو اگر ولایت نبی میگوئی
بر نبوت نبی خود اینجا بعضے گفته اند که ولایت نبی افضل است بر نبوت نبی یعنی نبی دو جزو دارد هم
ولایت دارد که عبارت از قربات حق و وصول درجات الهی است و نبوت است که مبعوث شدن
از حق بخلق و مشغول شدن بدعوت حق به سوے حق. پس ولایت که عبارت از قربات حق است بهتر باشد
از اشتغال بخلق پس ولایت نبی بر نبوت نبی بهتر بود. اما اینجا یک سخنے است که نبی را در مرتبه نبوت
و دعوت و اشتغال بخلق و در خواندن ایشان سوے حق و کشیدن ایذاے ایشان و شنیدن سب ایشان
و رنج دیدن با ایشان و رسانیدن شرائع با ایشان و قتال و جهاد کردن و بعث سرایا و تجهیز عساکر کردن ایشان
مرتبه از قربات حق حاصل می شود و اورا اطلاع بر اسرار شهود تجلیات بر وجهے می باشد و اورا
مقام اطلاع بر خفایا و اسرار داده اند و با او تقربات و حکایات و مخاطبات که در حال حیرت خفایاے
هست که در حال ولایت که انتهاے درجات او و ابتداے نبوت شده است نبود پس نبوت هم و حکایات که در حال
درجه شد از قربات عالی از درجه نبوت که مندرج و مندمج است در اشتغال بخلق که ولی دیگر را نیست
حتی این نبی قبل بعثت که انتهاے درجه ولایت رسیده بود پس علی هذا نبوت نبی فاضل باشد
از ولایت نبی و این دقیق سخنے است جز از فیض نور نبی بر این کسے نرسیده و کم کسے از بزرگان بدین
راز رسیده اند بیشترے ولایت نبی را افضل داشتند بر نبوت نبی و این خوب آید اگر نبوت همین اشتغال
محض بخلق بود و آن چنان است و لابد حال نبی این است که با شنیتیم و اگر با هم این همه باشد و اگر با این همه باشد
عاشقے که معشوق او هرگز مستتر نیست چه در خلا و چه در ملا. اما این همه در خلوت یکه یگانه معلقے واند که آن
در جلوت میسر نیست تا ال خلوت نما یا نعرف سبحان الذی بل اینا لهذا وما کنا لنهتدی تا قول نعرف
لولا ان هدانا الله.
۵۸ سؤال. اگر ترا پرسند که نبی را گناه باشد یا نے؟ جواب. بگو نبی معصوم است از کفر قبل الوحی
و بعده از قصد ذنب بعد وحی معصوم و قبل الوحی ناور آمده باشد و بعد وحی اگر اصلا بطریق زلت آنا
معصیت بعد الوحی قصدا از نبی صادر نشود. و مثال زلت این است که چون موضع لغشان

پیش آید شخصی بقصد سلامتی پای نهد که درست بگذرد و بغیر قصد ناگاه پای بلغزد آن مرد در
خلاش افتد این زلت باشد گناه نبی هم برین مثال بود. مثلاً آدم علیه السلام قصد اکل شجره کرد برین
گمان که منهی جنس شجره نیست همان درخت معینه است پس اکل برعم مشروعیت زلت شد که جنس
حرام نبود. همچنین در جمیع زلات انبیا قصد مشروع شده است اما بغیر قصد ایشان را لغزشی سوی
معصیت افتاده. چون انبیا بوده اند هم بدین مقدار ماخوذ شدند تا توبه کرده اند و توبه ایشان
بکرم خویش قبول کرد وجز ایشان بمثل این فعل ماخوذ نباشد ان اشد البلاء علی الانبیاء فالامثل
فالامثل یعنی بینی که ایشان ماخوذ اند بخطاء گناه که از ایشان گناه گیرند از دیگری این نباشد
تا در فعل قصد آمی اید و درین اظهار فضل ایشان می شود و نیز سبب است می شود که ایشان مقربان و بقصد نیاید
سران و محبوبان و محبان و انبیای من اند ایشان را بدین مقدار گرفتم شما کجائید و در چه حسابید
هوش دارید تا مهاسبه نکنید و گستاخ نباشید اگر شمارا من بدین بگیرم حال شما چه باشد بشنو
بسبب زلت که خطاب آمد تا روز قیامت وعصی آدم ربه فغوی اگرچه جای دیگر می گوید
فنسی ولم نجد له عزما. اما ند در عالم و او تا روز قیامت فعصی آدم ربه فغوی
فاعتبروا یا اولی الابصار. و اولیای خدا محفوظ باشند و فرق میان معصوم و محفوظ آن است
که معصوم را واجب العصمة گویند یعنی واجب است که معصوم باشد از گناه. و محفوظ را جائز العصمة
خوانند یعنی روا باشد ولی را قصد گناه افتد باز بتوبه از آن باز آید از منصب ولایت ساقط نشود
اما غالب احوال ایشان این است که ایشان هم از قصد گناه محفوظ و مصون باشند.
سؤال. اگر تو پرسی چون تحقیق شد که جز باتباع محمد رسول الله صلی الله علیه و آله و سلم هیچ کس را
راه نیست. این جوگیان و برهمنان و سوانسیان و کابریان و رهبانان و قسیس که مجاهده ها می کنند ۵۹ سوا سیا
بدان خوارق برایشان ظاهر می گردد و هرچه میگویند از غیوبات همان می شود و بر آب می روند بر هوا
می پرند و در محال مختلف در زمان واحد دیده می شوند این همه چه محل افتد و چه معنی دارد جواب
بگو بتحقیق و حق این است که راه نجات اسلامت و درست و بیخوف و با امن جز باتباع محمد رسول الله

صلی الله علیه و آله وسلم نیست هیچ کسے بمرتبه ولایت و درجه قربت نرسد جز باتباع رسول الله در دنیاو
آخرت اما این طوائف که ذکر ایشان رفت همه ملعونان و مطرودان و گمراهان اند با خداے تعالی دوستی
و قربات و نسبتے ندارند محروم از خدا و از رضاے خدا اند و در آخرت و دنیا مبغوض و مغضوب الله اند و
همیشه در دوزخ بانواع عذاب گرفتار باشند و هرگز روے خلاص نیابند اما ظهور خوارق که در حق
ایشان می شود آن استدراج و مکر است در حق ایشان که ایشان را بدان غلوے و انهماکے بهجوم
حاصل شود و ضلالت بدان بیشتر باشد و بدان استحقاق رد و لعن و تعذیب بود. و خوارق بر چهار
نوع است یکے معجزه که خارقے با دعوت نبوت بود در ایام جواز نبوت و دوم کرامت خارقے
که بدست متابعے که بدولت اتباع نبی خویش حاصل آید. و سوم معونت آن خارقے که بدست عوام
حاصل آید که بسبب عون و تقویت می شود برائے تحمل اعباے عبادت. و مشاق طاعت و چهارم
استدراج که بر دست غیر متبع ظاهر می شود چنانکه جوگی و طوائفے که ذکر آن بالا رفت.

سوال. اگر کسے پرسد چه میگوئی در حق بعضے مردم که ایشان ایمان به خدا و پیغمبر کنند ولیکن اقامت شرائع ۶۰
نکنند و آن را عرفان نامند و شریعت را در حق عوام گویند و خود را از خواص شمارند و گویند که تکلیف
بر ما نماند زیرا چه یقین ما را حاصل شده است و خداے گفته که وَاعْبُدْ رَبَّكَ حَتّٰى يَأْتِيَكَ الْيَقِيْنُ
چون یقین آمد مراد بعبادت منتهیات پس مکلف نماندیم به هیچ تکلیفے؟ **جواب** بگو
نَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنْهُمْ وَمِنْ مَقَالِهِمْ ومن سوء ظنهم وَمِنْ شر اَعْمَالِهِمْ وَسُوْءِ
آمالهم ایشان طائفه ملحده اند از خدا و مصطفیٰ دور اند و خدا و مصطفیٰ از ایشان بیزار اند کشتن
ایشان بهتر از کشتن صد کافر باشد مذهب اهل حق اینست تکلیف تا بقاے ذمه است تا جان و عقل
باتو باقیست تکلیف بجمیع شرائع قلیلها و کثیرها باقی است و منکر این سخن کافر بالله العظیم است و معنی
اینست که واعبد ربک بالکلفة والمشقة حتی یاتیک الیقین یعنی چون یقین آید ذوق
مشاهده چنان فرو گیرد که عبادت را مشقت نداند تکالیف نرود ولیکن کلفت تکالیف
برود چون بمقابله لذت مشاهده حق در ضوء آن افتند هم مشاق سهل و آسان بلکه لذیذ نماید



چنان باشد که خورنده را در خوردن و خواب کننده را در خواب آن لذت نبود که بیدار را در بیداری و صائم را در صوم ازین کارکنان تحقیق کنند که باجماع بدین قایل اند یکی ازایشان گفته است ؎

اگر لذت ترک لذت بدانی دگر لذت نفس لذت نخوانی

درویشی را در وقت مرگ گریه کنان دیدند پرسیدند ترا چه می گریاند گفت آن لذتی که در بیداری وقت سحر قریب صبح می یافتم نخواهم یافت بعد مرگ بسبب آن می گریم اما اگر فرائض و واجبات و محرمات و سنن رواتب بر پا می دارد و در بعضے نوافل تقصیرے می افتد درو اوچندان زیانے ندارد که نوافل اند یعنی زواید اگر بجا آرد مزید باشد و الا نقصانے اصل در مرتبهٔ او نباشد اما نقصان مزید در نقد وقت که تعلق بدان نوافل است قطعاً بود و اما اگرچه نقصان آن بنفلے دیگر هم می توان و یا بهتر ازان کند که از کثرت نوافل به مراقبه و ذکر مشغول شود این چنین دانم نقصان نه پذیرد و بهتر این است که نوافلے با خود گرفته باشد و در وقت خود ساخته باشد آنکه را بر پاے گرفته باشد به اٰئی حال ترک نه کند آن بجا آرد و اگرچه اوراد آن وقت دشواری باشد که از مراقبه و از حضور باز خواهد داشت بدان التفات نه کند البته بر خود گیرد و اوراد و ادعیه و نوافل که با خود گرفته است البته بجاے آرد بعده به ذکر و مراقبه مشغول شود و هرچه باید دران استقامت جلا و صفا و لذت بیشتر یابد و شهود اکثر بود و این به تجربه تعلق دارد قال رسول الله صلی الله علیه و آله وسلم احب الاعمال الی الله ادومها و ان قل و ابغض الاعمال عند الله اقطعها و ان کثر و نیز تا آنکه بفرمایش پیر کامل الحال مستقیم الافعال این افعال و احوال نگرفت بجز استقامتے نیابد و برخود وای کم گیرد و باتباع سالکے واصل این راه را پے سپر نکند واصل نشود و به مقامے از حقیقت و طریقت نه رسد.

سوال. اگر ترا پرسند که مرید پیرے شدن و دست بدامن شخصے زدن چه حاجت جیه ا ٦١



اتباع نبی و سلف صالح و گفتیم که فقها و مشایخ نبشته اند کافی نیست برای اصلاح و تقوی و پاکی نفس
همه بسنده است این زیادتی که در دین محمد صلی الله علیه و آله وسلم پیدا آمده است بسی ثمرت دارد
و فائده بدو متعلق است یا نه؟ جواب بگو آری فائده عظیم و ثمره بزرگ دارد و هرگز بدرجات نیست
قربات حق و منزلت معرفت رب و کشف مشاهده حقانی و تجلیات ربانی هرگز بی آن نه شود
و هیچ کس بدان مراتب عالیه و درجات سنیه نرسد و ذائق آن معانی نه گردد تا دست بدامن مرد
کامل و شیخ مقتدی اتباع نبی مجتبی ظاهر و باطن کلاً و جملةً و مشاهد شهود جمال ساعةً فساعةً و مأذون
بدعوت خواص من الله و رسول الله و من العلی و من شیخه نباشد هرگز وصول در این مقامات عالیه
و درجاتی متعالیه حاصل نه شود و این جز به بیانی شافی و شرحی کافی حل نه شود بدانکه رسول الله
صلی الله علیه و آله وسلم مبعوث بود بسوی عوام و خواص و شریعت برای عوام و خواص آورد
و طریقت برای خواص آورد و حقیقت میراث طریقت است هر که عمل به طریقت کرد او به حقیقت
رسید پس مرتبه اول شریعت که عوام بدان مانده اند و بهمان قناعت کرده اند و از آن نگذشتند و از ایشان
خود مطلوب همان بود که بدان نجات از نیران و دخول جنان حاصل است قطعاً و یقیناً و ظهور مدام
همین بود و ازین ماده ایشان در نگذرند که اگر از عهده شریعت بیرون آیند از ایشان همان بسیار
باشد و اما خواص ایشان اول مدعو بشریعت اند پس از آن مدعو بطریقت شریعت اعمالی و اقوالی است اعمال افعال کسب
که آن را فرض و واجب و سنت و مستحب خوانند اما طریقت اعمالی است هم از جنس این اعمال بلکه همانا اعمال
این اعمال با این اعمال بر بسته که آن را همه مستحب خوانند و در اندازه عوام خود در حد ایشان نباشد
و در بعضی افعال که اهل طریقت بدان فاعل اند و بدان داعی شده اند عوام آن را مکروه بلکه ممنوع
و حرام گمان برند از سبب آنکه در آن خوف تلف نفس باشد و اتلاف نفس در شرع حرام است چنانکه
ترک طعام در ایام متعدده و ترک آب و چنانکه اختیار در سفر تنها در بوادی بی زاد و راحله در تحقیق
و غیر آن و ترک نکاح و مباشرت با مردمان که آن هم خلاف سنت رسول الله بلکه مکروه و حرام است
هرگز آن نوع از مشایخ مرشد متصور و مفهوم نبود و در هر فعلی مقصدی غرض و کسب هر شخصی ضعفاً و قوةً و منصور و مفهوم

شبانگاه و هر بامداد و هنگام چاشتگاه و خاصیت زمین و آنچه نفس او را تلف نکند هم بدان مقدار خواهد فرمود هرگز در مهالک و بوادی و بیابانها پیاده و بی تدبیر او رفتن نخواهد داد و اگر مرید از کمال شوق خود اختیار خواهد کرد آن را مانع باشد تا بقای نفس او بود و اتلاف نفس هرگز اهل ارشاد قبول نکنند و راضی بدان نشوند و آنچه از بعضی مشایخ حکایت منقول شده است بحسب نصرت دل و خرق عادت و کرامت ایشان است آن در قاعده ارشاد و امر کلی این قوم داخل نیست و در کلام و سخن در نمی آید و تقریر آن در بیان بالا مستوفی شده است و اینجا برای دفع توهم متوهمان سست عقیده ظاهر بینان و ظاهر پرستان چند لفظی باز بصورت تکرار نوشته آید و در طریقت صفاتی و شرایطی و ارکانی است و همچنین فرایض و واجبات و سنن و مستحبات که آن تعلق بقوانین و آدابی و اصولی دارد که علم بدان جز خواص را نباشد و فایز بدان جز خواص نبوند که ایشان از خود و کلاه و جبه خاسته باشند و بخدای پرداخته چنانکه دوام وضو که یک لحظه بر ایشان از بی وضوی خود نگذرد و بلکه برای هر وقتی غسل کنند اول تجدید وضو برای هر وقتی نمازی لابدی باشد رسول الله صلی الله علیه و آله و سلم در فتح مکه بیک وضو چند نماز فریضه ادا کرد و صحابه گفتند یا رسول الله امروز از تو فعلی دیدیم که هیچ وقتی نکرده بودی گفت تعلیم جواز کنم پس دلیل کند آنکه همیشه تجدید وضو می کرد تعلیم طریقت بود و بدان خواص مدعو اند بر ایشان کالفرض است و این جمله تعلیم جواز کرد که عوام بر این استقامت نخواهند فعلی هذا دوام صوم بی اضطراد و نه بینی که قیام لیل اضطراب
کردن بر رسول الله صلی الله علیه و آله و سلم فرض بود و همچنان صلوة ضحی چنانکه اشراق و صلوة اوابین و وادعیه و صلوة الخضر و فی الزوال و با آن همه حضوری در ادای صلوة که آن مخ صلوة است و دل نماز است رسول الله صلی الله علیه و آله و سلم گفت لا صلوة الا بحضور القلب و نیز گفت الصلوة معراج المؤمن
المومنین و گفت الصلوة صلة بالرب و در صوم امساکی از جمیع مشروعات نه حفظ آن ثلاثه یعنی المؤمن
امساک از سه چیز آن طعم و شرب و جماع است علی الخصوص که آن روزه عوام باشد و همچنین در همه عبادتی خلاصه و سری است که مراعات آن جز وظیفه خواص نیست و این جمله اعمال مورث مشاهدات حق و معاینه صور قدسیات است و اینجا عملی است که آن را عمل قلب خوانند و بدان تصفیه دل باشد از



را ظلمانی واقعی

همه کدورات و ظلمات که از صحبت نفس ظلمانی در دل ضمنی حاصل شده است و برای آن قوانین و اصولی
کلیات و شرایطی است که آن جز خواص ندانند آن را مراقبه و محاسبه و ذکری است و در هر یک شرطی
و هیئتی در هر شی اثری و در هر اثری وجود مقصودی و آن رسول الله
صلی الله علیه و آله و سلم سر اکبر با خواص صحابه گفتند و یکدیگر میان خویش تعلیمی و تعلمی و تلقینی و
معاملتی و مجاهدتی و مشاهدتی کردند و از عوام خلق مصئون داشتند که ضایع نشود که با نکار و استنکار
پیش آیند چون فهم نکنند و هر یکی از خواص صحابه بقدر استعداد خویش اطلاعی تمامی داشتند
برحسب آن رازی و سری که طاقت فهم او باشد بروی کشادند و آنجا که دید طاقت فهم او نخواهد بود
در پوشید نه بینی که شب معراج ابوبکر رضی الله عنه پرسید هل رأیت ربک او اهل بود افضل اولیا کامل
العقل یار غار بود با او گفت نعم چون عائشه رض پرسید گفت لا که او را درخور این ندید عورت بود ناقص
عقل بود فهم رویت امر عظیم است جز اهل فهم نتوانند کرد و نه آنکه صاحب تردد ی رویت را از قبیل
متشابه می آرد و برای دعوت شریعت و اجتهاد و تعلیم و تعلم بر آن صحابه بعد رسول الله علیه و آله و سلم
اقتدامی نمودند جهدی و جدی کردند از ایشان عن عن تا بابی حنیفه و شافعی و اصحاب ایشان رسید
و همچنین احادیث که همه محدثان و علما شنیدند برای علمی و دانشی و اصولی و فروعی شدی
و تعلیمی و تعلمی پیدا آمد و تصنیفهاتی و تدوینهاتی شد که عالم بدان مملو است و حق پیدا آمد و ضلال و کفر
و جهل بهمه مخمول و ذبول پیوست اما برای ارشاد سوی باطن و تصفیه دل و اعمال قلب و ارشاد سوی
اعمال طریقت و اسرار حقیقت مختص گشت تعلیم این قوانین و تلقین این اصول چنانکه از رسول الله گرفته
و آنچه از دولت اتباع بدو دادند و دل او کشادند و قوانینی و اصولی و فروعی او پدید آمدند و از و
بفرزندان او رسید و بیاران دیگر رسید چنانکه از حسن بصری که شجره مشایخ چشت بدو می رسد و چنانکه کمیل
زیاد که طول صحبتی با حضرت علی رض داشت و شجره مشایخ کبرویان بدو رسید و ابویزید و معروف کرخی
از جعفر صادق که او از آبا و اجداد خویش گرفت بدو رسید و هیچ شجره شیخی و درویشی از اصحاب
طریقت و حقیقت جز به علی منتهی نمی شود و این را خلافت کبری گویند مختص به علی شد و خلافت صغری

سر آن / و / من عن

آورد



که خلافت ظاهری بود ازان هم شرکت با صحابه دیگر داشت و چهارم خلیفه برحق او بود و انچه از تحقیقات
وحل مشکلات و ظاهر شرع از وے شد از کسے نه بود تا عمر بسیار با گفته لولا علی لهلک عمر و
آن جز مسائل ظاهر شرع نبود که او حکمے کرد و علی او را تنبیه کرد و طالب حق فاروق بود و حق را رجوع بر قول
علی وید ازآن رجوع کرد و تقبیل بین عینیه کرد و گفت لولا علی لهلک عمر و رسول الله گفت
انا مدینة العلم وعلی بابها و نیز گفته خلقت انا وعلی من نور واحد قبل ان یخلق
الله آدم باربعة آلاف سنة فما زلنا فی موضع واحد حتی افترقنا من صلب عبد المطلب
ففی النبوة وفیه الخلافت این حدیث را مولینا فخر الدین رازی از صحیح بخاری نقل می کند وما
آن را وردے ندیدیم خلافت باطنی مسلم بدوست باجماع امت و خلافت ظاهری و شرعی هم باجماع
امت بدو مقرر است که آخرین خلیفه برحق او بود و آخر او امام حسن ششماهه بود اما سی سال تمام بعلی — را بعد
شد وقیل به حسن شده که رسول الله گفته الخلافة بعدی ثلاثون سنة ثم تصیر ملکا عضوضا
بعد ازین چهار خلفاے راشدین دین را استقامتے که بود نماند چیزے بردین ماند چیزے بر هوا رفت الی
ان انتهی الامر الی شئ لا یمکن المقال منه جز سکوت دیگر چاره نیست و آن فضلے که علی را حاصل است
باختصاص بخلافت باطنی فضل جزی است و گفته اند که این فضل جزی مستلزم از فضل کلی است و — را مستلزم فضل کلی نباشد
ترتیب فضل ایشان نیز عند اهل سنت بر ترتیب خلافت ایشان است اول امیر المومنین ابوبکر رضی الله عنه
و پس امیر المومنین عمر رضی الله عنه پس امیر المومنین عثمان رضی الله عنه پس ازد امیر المومنین علی رضی الله — را پس امیر المومنین
عنهم اجمعین پس ایشان عشرة المبشرة پس ایشان بدریان پس ایشان احدیان و پس ایشان — را حدیبیان
سائر صحابه و در تمهید می گوید افضل الناس من بعد الاربعة اهل بیت رسول الله
ثم الستة الباقیة من العشرة ثم اهل البدر ثم سائر صحابه از تصنیف صاحب
شرح آثار نیرین می نویسد اختلفوا فی تقدیم عثمان علی علی مذهب الجمهور من السلف
الی تقدیم عثمان علیه و ذهب بعضهم الی تقدیم علی علی عثمان والاول
اصح وللمتاخرین فی هذا مذاهب وذهب بعضهم علی تقدیم ابی بکر



منهم من جهة الصحابة وتنقدیم علی من جهة القرابة وقال قوم لانفضل بعضهم
علی بعض وکان بعض مشایخنا یقول ابوبکر خیر وعلی افضل قال باب الخیریت
غیر باب الافضلیة وهذا کما تقول ان الحر الهاشمی افضل وقد یکون العبد الحبشی
خیر من الهاشمی والعبد الحبشی خیر من الحر الهاشمی فی معنی الطاعة لله
والمنفعة للناس وباب الخیریت متعدی وباب الفضلیة لازم وقد ثبت
عن علی انه قال خیر الناس من بعد رسول الله ابوبکر ثم عمر ثم رجل آخر فقال له محمد بن
حنفیة ثم انت یا ابت وکان یقول ما ابوك الا رجل من المسلمین ومهاجر فاضل
از انصار پس ایشان تابعین وپس ایشان تبع تابعین وبعد ایشان آنکه بتقوی وعلم باشد ان
اکرمکم عند الله اتقاکم وفضل اولاد صحابه بعضی گفته برحسب علم وتقوی بود جز فرزندان
فاطمه رضی الله عنها که افضل اند از اولاد صحابه بنا بر نسبت ایشان بر رسول الله صلی الله علیه وسلم
ودرمیان زنان افضل خدیجه بعدها عائشه وافضل فرزندان رسول الله فاطمه وامام حسن وامام حسین
علیهما الصلوة والسلام وبعد ایشان سائر زنان واهل بیت طهرات ودیگران مترتیب دررساله
حاویه درعلم کلام مینویسد شیخ الشیوخ شهاب الدین سهروردی می گوید درعلم الهدی وامسك
عن التفضیل وان تجد فی نفسك موالاة مع احد فاستره فانه سر بینك و
بین الله تعالی درفقه اکبر امام اعظم ابوحنیفه رضی الله عنه می نویسد ولا توالی احدا دون احد
فانه مذهب الخوارج المقصود چون از امیر المومنین علی رضی الله عنه آن قواعد وقوانین اسرار
شیخی ووقایق بخواصان رسید ایشان سرا بسر بعضی خواصان دیگر که بدایشان صحبت داشتند
ولایق دیدند واهل آن شدند رسانیدند از ایشان بدیشان رسید ایشان نیز مردم خواص را که
لایق دیدند وطلب آن یافتند واهلیت واستقلال آن در ایشان دیدند رسانیدند همچنان تا شجره
شیخیت تا بوقت ما رسید ومقصود ازین پیوند چه صحبت وتعلیم وتلقین نیست واین تعلیم وتلقین هرگز
میسر نشود تا خود را بکلی وجزوی از اختیار منخلع نکند وبدست شیخ خود ندهد که او هرچه فرماید وهرچه گوید

وهذا کما تقول ان العبد الحبشی خیر من الحر الهاشمی فی معنی الطاعة لله

جاویدانه

یلین

خاصان



و هرچه کند بدان متقاعد و مطیع باشد و بر هیچ معنی اعتراض بدان نکند و الا ارادت در ساعت
ساقط شود و طول عمرے بدین شرایط پیش او باشد تا او را تا فرمانا و حیثا نحیثا استعداد سے دروے
بیند و فرمایش بر حسب آن کند و قوانینے و اصولے که آن از مشایخ خویش گرفته بقدر حال و باطن او
او اصلاح او کند و حل اوصاف عکس پذیر گردد تا قابل عکوس تجلیات قدوسی شود و بعد آن باسرار
حقیقت که آن را مراتب است علم الیقین عین الیقین حق الیقین حقیقة الحق حق الحقیقة برسد و برائے
این را قواعدے و قوانینے بنیاد کرده اند که بدان کتب سلوک مجلدات مستغرق شده چون امیرالمومنین
علی رضی الله عنه این قواعد و قوانین و این اسرار و دقایق آن از شیخے مرشد کامل الحال و سالکے
واصل نگیرد و نبشته و بدین غرض حاصل نشود بدان ماند که مردے عامی کتاب طب نبشته بیند و دارو ے
مرض نبشته کند هلاکت او را متیقن باشد زیرا چه هر دارو ے بر حسب مرض و قوت و ضعف مرض
و بر حسب قوت و ضعف مریض و بر حسب هوا و حسب غذا مختلف است تشخیص احوال از مریض جز طبیب
حاذق که سالها دارو کرده باشد و مردمان را مزاجها تجربه کرده باشد و نفع و زیان هر دارو دانسته
بود قوت و زور هر دارو دیده و هر زهرے شناخته باشد و تصرف بحسب آن در هر ترکیبے تواند کرد او
هر این کار را از استاد حاذقے و ماهرے صاحب تجربه گرفته بخدمت مطول و صحبت دراز هرگز آن مریض
از آن مرض خلاص نیابد و بمطلوب صحت نرسد کذالک هم بل هم مریض قلب دل بکدر و ار و مضطلم
و پیر بمنزلت طبیب است بر حسب قوت و ضعف و دارو ے که از استاد و مربی گرفته است بخدمت مطول
بقاے بنیه است و الا سلوک میسر نیاید مجاهده بقدرے فرماید که تحمل بنیه مرید باشد و تسلیم مرید نفس خود را
به شیخے واصل سالک کامل الحال مرشدے حاذق که او نیز از پیر خویش گرفته بصحبت مطول و خدمت دراز
بحیثیل ازین بلاے کدورت باطن و ظلمت دل خلاص یابد و بمطلوب مشاهده حق و اسرار حقیقت برسد
و در آب اندازه فرماید و در طعام اندازه فرماید پیر و جوان را بیند قوی و ضعیف را بیند و نا مستعد و مستعد را
بیند و مجرد و متاهل را بیند بر حسب آن دارو ے صلاح باطن او را که مقصود آن تصفیه باطن است
فرماید و او کلا و جملةً با طاعت و انقیاد کلی هرچه او فرماید بدان رود و عمرے بدان بگذارد و این قول لا و

ے عبارت "چون امیرالمومنین علی رضی الله عنه" در هر سه نسخه با همین است و اینجا هیچ ربطے ندارد ۱۲ مصحح



باطنی ومعنوی گویند این جا نیز طفولیتے وفطامے ورهوقے وبلوغے است وآن را جز پیر نداند چون طفل را بره بریان دهند هلاکت حقیقی باشد وچون شیر زیاده دهند هم هلاکت باشد هر سالک عزیمت را ترتیبے خاصے باید که هر طفلے محتاج ترتیبے خاصے است بر حسب قوت وضعف خویش اگر درین حال از مربی که بمنزلت ام است جدا شود هلاکت ضروری باشد چون بحد بلوغ رسد اگر آن زمان جدا شود نه امید البقا بود واین جز پیر نداند پس بجزام او از وجدا شدن روا نباشد پس ازین بیان شافی واز ین شرح کافی تحقیق شد که در تحت تصرف پیرے مرشد آمدن امر لابدی براے وصول خلاصه دین محمد واسرار حقیقت که خاصه افضل انبیا است بے این هرگز میسر شدنی نیست حاصل اینکه چنانکه براے اعتبار ظاهر ایمان ابتغاے وسیلت شرط است بے آن معتبر نبود بلکه ممکن نباشد کذلک براے اعتبار وصول درجات قربات ابتغاے وسیلت لابدی باشد واگر نه بیواسطه راه بدو ندهند اهل عروج سماویات ومشایخ مرشدان کامل الحال ره روان علوی چنین خبر داده اند اگر کسے بخواهد بقوت مجاهده ومشاق خود وخودی خود راه بآسمان وآسمانیان برد نه تواند برد چون باول در آسمان برسد در بسته یابد دربانے که بر در است بگوید که فلان بوسیلت که آمدی براه کدام واصل سالک ماموریدعوت خلق این راه پے سپر کردی اگر نام کسے گیرد او تحقیق من الله مامور ومأذون بدعوت است مرحبا گوید ودر برو کشاید والا اگر نام کسے نگیرد یا کسے را گوید که درین مرتبه نیست بگویند باز گرد که این در بر خود آیان وبر غایبان نه کشاید .

سوال . اگر ترا پرسند چون مقصود ازین پیوند تعلیم وتلقین بود این طایفه را طاقیه بر سر داشتن ٦٢ کلاه
وعهد بدست کنانیدن وقصر وحلق کردن چه معنی دارد ؟ جواب بگو در بیعت رضوان هر یکے از صحابه که حاضر بودند دست بر دست مبارک رسول الله صلی الله علیه وآله وسلم مید اشتند ودر معیت ومتابعت وانقیاد وقبول قول از ود تصرف او در خود کلا وجلا حتی الموت میکردند در مکره ومنشط این آن صفت است که درمیان مشایخ باقی مانده است واین سنت حضرت رسالت کرده
مشایخ باری داشته اند تا اقتدا بفعل رسول الله صلی الله علیه وآله وسلم مع اصحابه که ایشان نصب اند

برای دعوت طالبان حق سوی حق دارشاد ایشان باسرار الهی که بیان آن بالا رفت. و اما نهادن کلاه و قصر یا حلق دلیل بدین است که چون در تصرف ما آدمی و تصرف بدو وجه باشد یکے نقصان را زیادتے کردن که در توهست و بزیادت شے که ترا نیست و بدان زینت و کمال تو است زیادت بجای برای سر اختیار کردند که رئیس اعضا است و آن طاقیه شد و برای اشارت نقصان قصر یا حلق اختیار کردند و در حلق اشارت بدان سر است که در راه خدا سر را باختم و سر باختن بحقیقت نا مشروع چنانچه در ج بجای سر سودا و این جا نیز بجای سر سودا همان باشد که سر باختن یعنی از سر خود خاسته ام سر را در راه خدا دادم سرکار خود ندارم س

سعدی سر سودای تو دارد نه غم ریش   هر جامه که عیار بپوشد کفن است

و مقصود اشارت بدخول است در تصرف پیر کلا و جملة و دوام حلق امر مختار است در متفق فقه می نویسد که خیر الرجال بین الحلق من غیر تفریح وبین الفرق و یکے از سنت ابراهیم حلق راس است که اتباع آن حسن است ذکره فی التهذیب والخلاصة فی الفقه و اگر این معنی بنیت خود بترکی باشد که جامه و ریشی در سر دارند و خود را تبدیل خرقه بپوشند که در روز قیامت که وقت شفاعت باشد او بدولت اتباع محمد رسول الله صلی الله علیه وآله وسلم مقام شفاعت یابد ترا خلاصی دهد داز آتش دوزخ خلاص کند و این جا مقالات وگفتار بسیار است این مختصر ازین بیشتر تحمل نه تواند کرد و نیز در شرح عوارف است که رسول الله را در شب معراج فرمان شد در رفتة النور بر در راه بدان نمودند برفت و رشس بسته دیدند در زد از درون آواز آمد کیستی گفت منم محمد گفت بر و این جا منی و مائی نمی گنجد باز گشت فرمان شد که چه کردی قضیه باز نمودند فرمان شد که درین راه منی و مائی چه نیست همچنین بگو پسر بیوه که قدید موردی روزگار گذرانیدی یتیمی هیچ نیستی رفت اطاعت فرمان کرد گفتند درون در آی که مقصود مائی چون درون آمد جمع بوده اندر آوازی زمی دلپذیر ندا خاست که الی الی رسول الله را تواجدی حاصل شد برخاست رقصی کرد تا آنکه ردای مبارک از منکب مبارک افتاد چون قرار گرفت اصحاب جمع گفتند که ردای مبارک چه کنیم گفت



برنقصان را

تفریح را

میان شما است هر یکے تبرکے پاره گرفت گفت این پاره چه کار آید وچه کنیم گفتند با در قبه تقسیم کنیم بصورت
این قبه بدوزیم و بر سر نهیم این طاقیه ساختند بر سر داشتند پیشتر هم ازین تبرک است که مشایخ صوفیه که
حرمت طاقیه دارند و طاقیه را پوشانند و خود طاقیه دایم پوشیده باشند و هرگز بے وضو طاقیه بدست
نه گیرند و در متوضا با طاقیه نروند

۶۳ سوال ۔ اگر ترا پرسند عورات را بیعت بکوزهٔ آب می کنانید این چیست؟ جواب بگو ارشاد
عورات را مشایخ کم کرده اند که ایشان ناقصات عقل و دین اند کمتر از ایشان بکمالیت رسیده اند
نه بینی که رسول الله صلی الله علیه و آله و سلم فرموده است کمل من الرجال کثیر و لم یکمل من النساء
الا اربعة آسیة امرأت فرعون و مریم بنت عمران ام عیسی علیه السلام و
خدیجة بنت خویلد و فاطمه بنت رسول الله صلی الله علیه و آله و سلم این حدیث در
قوت القلوب آورده است و در میان مشایخ هم کم عورات باشند الا معدودے دو سه چهار
چنانکه رابعه بصری و فاطمه نیشاپوری و بی بی فاطمه سام و چندے دیگر الله اعلم و مشایخ نیز دست بر
ارشاد عورات نه زنند که فتنهٔ ایشان بسیار باشد که کشف حقیقت ایمان را نسخ کند و آن زیان سنگار
عورت باشد قوی مردے باید که بعد وصول حقیقت بر پاے خود ماند مسکینے عورت را خود طاقت
کجا باشد هم ازین مصلحت بیعت ارشاد و پیوند ارادت با ایشان کمتر باشد اما تبرک از ایشان
دریغ ندارند اما سند بیعت با ایشان که تمام دست بپوشد بجامه و سر انگشت بیرون آرد و در طرف
کوزه نهد و طرف دیگر شیخ انگشت در آب نهد این است که رسول الله صلی الله علیه و آله و سلم
در فتح مکه عورات براے بیعت آمدند طغارے پر آب کرده در میان نهاد یکطرف خود دست انداخت
دوم طرف دست آن عورت از آنکه آب لطیف است حجاب نخواهد بود گویا دست بر دست
نهاد از آنکه دست بر دست عورت مستوره نهادن روا نباشد این حیله کرده با ایشان بیعت کرد و
مشایخ همان سند اختیار کردند هم باتباع رسول الله صلی الله علیه و آله و سلم بیعت تبرکے
با ایشان کنند و بذل طاقیه خرقه براے تبرکے کنند که ایشان را قوت باشد و تحمل استقامتے



مرخدای شند در قیامت پناهی عظیم بود از حضرت خواجه شنیده‌ام سلمه الله تعالی
پیوستگان سه نوع اند یکی نوع آنکه عهدی و بیعتی برپا کردند هم بدان رفتند از آن عدد و سعی
و تجاوزی نکردند ما را از ایشان غمی نیست که در روز قیامت با ما تعلق باشند و در بهشت در آیند
حاجت شفاعت شفیعی نه. دوم نوع آن است که عهدی و بیعتی که کرده اند از آن اعراض کردند
و تعلقی که با ما بسته بودند آن را گسسته و ظاهر و باطن از ما روی گردانیده اند و اعتقاد
ندارند ما هم از وی بی غم که فردا او را بدامن تعلق نه دهند و او را بما نه بندند و ما را از جمعیت نه
و اما نوع سوم که او بیعت کرد بر آن نه رفته است اما اعتقاد و توجه بما باقی است لابد شفاعت
او امر ضروری باشد بمقابله آتش می باید استاد تا ما او را آسیب لهب آتش نه رسد و از آن مقام
می باید کشید بلا جبان می باید رسانید و اگر تنها این کار میسر نشود توجه به شیخ خود کند اگر از نه هم بر نیاید
او به شیخ خود پناه دهد همبرین نمط تا رسول الله برسد رسول الله و جمله مشایخ او جمع شوند حضرت
باری شفاعت او استند غالب این باشد که او را پاک نمند به بهشت فرستند اگر ایمان به خدای
و رسول او راست باشد و اگر نه خود عقیده ی هر چه خواهد بود و او را به ذیل پیری چه خواهند
بست سبحان الله او فی مراتب بیعت آن است که در قلم آمد که پیر را در مقام شفاعت باید این مردمان
کرام در دست به بیعت فراز کرده اند خود گرفتار خواهند بود ای مسکینان از چه جای آمده شده یا
گناهان دیگر که خواهد کشید بلا در بلا گرفتار خواهند شد زهی غفلتی که بر مردمان ساده اند سبحان الله
سبحان الله.

٦٣ سوال. گزارش کنند یکی از افعال باری تعالی است اسرای محمد رسول الله است در شب
معراج از بیت الحرام تا به بیت المقدس بنص قرآن که سُبْحَانَ الَّذِيْ اَسْرٰى بِعَبْدِهٖ
لَيْلًا مِّنَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ اِلَى الْمَسْجِدِ الْاَقْصَا الَّذِيْ و از بیت المقدس تا آنجا که خدای
خواست بحدیث مشهور و او را تنی ثقیل و ارضی بود او به هوا متصاعد چه نه شود و خرق
اجرام سماوی چه نه کرد جواب بگو خرق اجرام سماوی امر ممکن است زیرا چه ایشان از جنس



اجسام اند و اجسام صالح خرق اند ایشان هم صالح خرق باشند و این مخالف فلاسفه است
که اجرام سماوی را منکر اند که قابل خرق باشد پس چون ممکن باشد و کل ممکن مقدور الله تعالی و مخبر
صادق خبر کرد از انکار آن کردن روا نه باشد و معتزله در یقظه به تن منکر اند می گویند به روح زیرا چه
صعود تن ارضی و سفلی در هوا ممکن نباشد جواب ایشان این است اگر شما استبعاد صعود ارضی
در سماوی می کنید اقرار به نزول هوائی در ارضی چون میکنید که جبرئیل هوای بود بر رسول الله
فرود می آمد و ابلیس هوای است در زمین می آید و حرکات و وساوس می کند و بر نزول
جبرئیل نزول قرآن و احکام دین و شرائع موقوف است و کون ابلیس در هر لحظه با ماکن
مختلف ثابت و در قرآن و احادیث است انکار این خبر موجب انکار دین باشد
و نیز ثابت است در هندسه که در حال دویدن اسپ که سخت می رود از بر داشتن پا تا نهادن
بر زمین فلک سه هزار فرسخ می جنبد پس حرکت بسرعت از فلک به سه هزار فرسخ بدین حد ممکن
است و بر هر ممکن خدا قادر است پس ممکن بود که انبیاء را حرکات بدین سرعت پیدا آرد که بدان صعود
در سما کنند این همه متکلمان گفته اند اما اهل از من بشنو که در انسان هم علوی است که آن روح
است و هم سفلی که تن است چون بمجاهده و ریاضت آن علوی غالب شد بر این سفلی سفلی به قهر
جوار و تاثیر آن حکم علوی گرفت متصف به صفت او شد چنانکه اجرام علوی در تبع سفلی می افتد در
حکم آدمی شود استعداد عروج ممکن نباشد اما چون قوت روح گرفت تن بصفت روح شد معراج
او را ممکن شد بدین که سفلی بقوت علوی علو گرفت و بر هوا شد بر این سخن حل شد مشکل معتزله و
مشکل آن کسانی که معراج را به روح می گویند و بخواب می گویند بیقظه نمی گویند و دیگر برای
عروج را خرق و شق که پیش آن التیام شود شرط نیست زیرا چه ظهور ملک چنانکه ملک الموت
و شهود بعض اجسام لطیف چنانچه جن و شیاطین و جسم محمد لطیف تر است از اجرام جن و شیاطین
تا آنکه گفته اند همچنین بود که سایه او بر زمین نیافتاد که او عین نور بود و نور را سایه نباشد و آنکه معتزله
که مخانیث الحکما اند گویند در منام به روح بود و به تن منکر اند آری این چنین هم بود و گاهی بود که

او در مکان خود بر زمین بودے و جمله علویات کشف او بودے آنچه در علویات است او در زمین دیدے و گاهے بودے بقلب قالب و بروح عروج کردے چنانچه قالب زمین را گذاشتے (در مکان خود)

و معاویه را پرسیدند از معراج گفت کانت رویا صالحة و از عائشه پرسیدند او گفت ما فقد جسد محمد لیلة المعراج یعنی معراج روح با تن بوده نه بود (با تن بود و این) و این قصه معراج مستبعد شد که کافران کل انکار کردند و بسیار مومنان مرتد شدند و لکن اهتدی هدایة الله تعالی بعضے گفته اند به بهشت بود و بعضے اطراف عالم و بعضے تا عرش و بعضے تا سدره و صحیح آن است که حیث شاء الله و این همیشه ثابت به حدیث است کذا فی شرح العقیدة النسفیه لمولینا سعد الدین الهروی.

۶۵ سؤال. اگر ترا پرسند بشر افضل از ملک یا بر عکس؟ جواب بگو مذهب اهل حق اینجا بر تفصیل است (اینجا تفضیل است) و آن این است که خواص بشر یعنی رسل افضل از خواص ملک چنانکه جبرئیل و میکائیل و اسرافیل و عزرائیل و ایشان از عوام بشر یعنی اولیا در عقیده حافظیه و سراجی همچنین می نویسد اما روایتے از ابو حنیفه آمده است که جمیع الناس افضل من جمیع الملائکة خلافا للصاحبیه فی الاتقیاء والاولیاء این روایت در روضه زندوسی است.

۶۶ سؤال. اگر ترا پرسند ملک که ایشان حامل عرش اند و حامل لوح و مقر سماوات اند و مقرب مقامات قرب اند طعام ایشان تسبیح است شرب ایشان تقدیس غذاے ایشان عبادت حق است و هم عصیان و گناه از ایشان نیست صرف نور اند و این بشر که مجبول بر عصیان است (مجبول) نبی علیه السلام می گوید ان النفس لامارة بالسوء و مظهر گناه است چگونه افضل باشد از ایشان جواب بگو جمله مقدمات که برائے فضل ملک ـــــــ بر خواص بشر گفتی همه موجب تفضیل خواص بشر بر ملک است زیرا چه ایشان را مجبول بر عصیان کردند و نفس اماره که مخلوق بر عداوت شدید است با او مرکب کردند و او را بر و مسلط گردانیدند که ساعة فساعة از خدا دور می دارد ایشان بر نفس خود قهر کرده آن عدو را کشتند و نار هویه را به سطوت و مجاهدت سرد ساختند. در همه نسخ همین طور نوشته اند. بجاے "خدا تعالی" لفظ "نبی" سهو کتابت است - ح ع



گشتند در طلب رضای خدا همه مرادات خود را فدای رضای حق کردند با چنین هواهای
غالبه را مغلوب بلکه معدوم ساختند به حدی که نفس ایشان مأمور شد و بدست ایشان
مسلمان گشت ایشان را امر به خیر کردن گرفت چنانکه رسول الله صلی الله علیه و آله وسلم فرمود
اسلم شیطانی فلا یامرنی الا بخیر و نفس مطمئنه گشت قرار بر طاعت گرفت قصد انقلاب
سوی عدو از وی بکلی گرفت و اجر بقدر تعب باشد درین شبه نیست پس عبادت ایشان
افضل آمد از عبادت ملک و قرب ایشان بالاتر شد از قرب ملک نه بینی که بدرجه محبت الله
جز بشر کسی مشرف نشده و نخواهد شد و هیچ درجه عالی تر از محبت و محبوبیت نیست و آن خاصه
بشر است و در شب معراج رسول الله صلی الله علیه و آله وسلم به مقامی رسید جبرئیل برابر بود
گفت پیشتر آی جبرئیل گفت لو دنوت انملة لاحترقت اگر مقدار انگشتی پیشتر شوم لاحترقت
سوخته گردم از آتش ندای الیَّ الیَّ آمد بی واسطه جبرئیل رسول الله پیشتر رفت فاوحی
الی عبده ما اوحی فکان قاب قوسین او ادنی و هو فی الافق الاعلی
ما زاغ البصر و ما طغی الی آخر الآیات آنجا بود که جبرئیل را دخلی نبود و در عوارف است
که اینجا همی مرتبه است بین العبد والرب لا یطلع علیه ملک فیکتبه مرتبه را اینجا
بگوش دار بعد مجاهده مرکب نفس که براق روح تواند بود خواص بشر به مجاهده بجای رسید که
ملک نه رسید پس عوام ایشان هم به عین این مقدمات افضل باشند از عوام ملک هم بدین اشارت
است در آن آیت فرشتگان با خدا طعنه بر آدم کردند و گفتند اتجعل فیها من یفسد
فیها الآیه و مدح خود کردند به تسبیح و تقدیس جواب از نسبت ایشان گناه را بر ایشان این آمد
انی اعلم ما لا تعلمون یعنی همین که عیب می کنند همین هنر ایشان است که با وجود این دواعی
بگویا خواهند برد در رضای مرا مقدم بر هوای غالبه خواهند کرد و جان خود را فدای
کار من خواهند کرد و این در شما نیست پس سری دارم با ایشان که شما از آن خبر ندارید هم درین
که عیب ایشان می گویند هنر ایشان است اما معتزله برعکس حق سخن می کنند و مولینا فخر الدین رازی



با ایشان یار است و دلائل ضعیفه می گویند و آن در معالم کتب کلامیه مسطور است ذکر آن درین مختصر زیادتی باشد و ماذکرنا فالکفایة لمن له درایة

۶۷ سوال۔ اگر ترا پرسند که نبی چند اند۔ جواب۔ اولیٰ ترا اینجا این است که عدد تعیین نه کنیم گوئیم همه انبیا برحق اند تا در نیاید در ایشان کسے که از غیر ایشان باشد و بیرون نشود از ایشان کسے که از ایشان باشد اگرچه در بعضے احادیث آمده است که مائة الف واربع عشرون الف۔

۶۸ سوال۔ اگر ترا پرسند فرق میان رسول و نبی چه باشد؟ جواب بگو رسول فضل است از نبی۔ رسول آن است که صاحب شریعت و کتاب بود و نبی آنست که وحی او بخواب بود یا متابعت رسول دیگر کند و بعضے برعکس گفته اند۔

۶۹ سوال۔ اگر ترا پرسند رسول افضل است از همه انبیا یا نه؟ جواب بگو آرے زیراچه او را آنچه بانبیاء ماقبل داده اند فرداً فرداً او را همه داده بدلیل آنکه او مامور است باقتداء هدی انبیاء سابقه قال الله تعالیٰ اُولٰئِكَ الَّذِیْنَ هَدَی اللّٰهُ فَبِهُدٰهُمُ اقْتَدِهْ و هرچه مامور شد بے شبه اهتمام آن کرد پس لابد همه هداے ایشان در وے جمع شد پس افضل از همه انبیا باشد ونیز امت او افضل از همه امت است پس افضل از همه انبیا باشد زیراچه فضل متابعان به متابعت متبوع ایشان است تا متبوع ایشان افضل از متبوع سائر امم نه بود فضل متابعان جز به متابعت متبوع نیاید۔ همان کرد

۷۰ سوال۔ اگر ترا پرسند رسول الله صلی الله علیه وسلم گفت من قال انا خیر من یونس ابن متی فقد کذب چه معنی دارد؟ جواب بگو این حدیث ومثل این هرچه وارد است همه محمول بر مواضع نبی باست اما بیان حق واضح آنست که در حدیث ذکر است انا سید ولد آدم ولا فخر وصلت شفاعتی یوم القیامة حتی ابراهیم وموسیٰ وآدم و من دونه تحت لوائی یوم القیامة ولا فخر اما انبیاے دیگر قطعاً میان خود بواضح تواضع وحکمته



فاضل و مفضول اند که خدای تعالی گفته است تِلْكَ الرُّسُلُ فَضَّلْنَا بَعْضَهُمْ عَلَىٰ بَعْضٍ
اما افضل هر یکی بر دیگری با سهم و شخصه بدلیل قطعی معلوم نشد پس سکوت اولی است و اقتصار
بر علم با جمال وَاللّٰهُ اَعْلَمُ بِالتَّفْصِيلِ.

۱۷ سوال. اگر ترا پرسند نبی بعد موت نبی هست یا نه؟ جواب بگو آری. بگو بعد موت
نبی نبی است عزل از مقام نبوت نمی شود زیرا که ایمان بجمیع انبیا بعد موت ایشان فرض است
اگر بعد موت عزل شدی از نبوت ایمان نبوت ایشان بعد موت بطریق مجاز بودی باعتبار
ما کان و این خود صحیح نیست اما نزد یک اشعری و بعضی متفقه و بعضی متکلمان نبی بعد موت معزول
از نبوت است زیرا که قدرت انبیا نماند و این مذهب اهل سنت و جماعت نیست جواب
بگو گفته اند چنان امت ایشان ورثهٔ ایشان اند و انبیای دیگر موافق و مصدق ایشان اند و بنا
ایشان ورثهٔ ایشان و رسل باقیست و میان مشایخ مقرر است که ولی را حکم ولایت می‌ماند
و تصرف آن ولایت باذن الله بدست او دهند بعد موت او از آن معزول است تا بعد
آن یکه دهند آن بید الله است هر کرا خواهد دهد اما او بعد موت او معزول است این سخن میان
صوفیان است در فقه این روایت نیابند اما در عوارف و قوت القلوب و احیا این حکایات نمی‌یابند
و احکام مملو و محشو بینند.

فصل سوم

در اسماء باری تعالی که چه صواب است و چه خطا

۱ سوال. اگر ترا پرسند اسمای باری توقیفی است یا هر اسمی که در وی عیبی و نقصی و حدوثی
و زوالی نباشد اطلاق بر باری روا باشد؟ جواب بگو مذهب اکثر فقها اینست که توقیفی است
یعنی یا از قرآن و یا از احادیث رسول الله صلعم یا کلام سلف صالح اطلاق او بر باری صحیح نه
شده باشد بر او اطلاق روا نبود و بعضی گفته اند اگر در وی حدوثی و زوالی نیست روا باشد



اطلاق او بر باری خواه از کلام سلف اطلاق او صریح منقول باشد یا نباشد و از مصنفان و خطبا و اصحاب فصاحت و بلاغت چنین محقق میشود که هر اسمے که ایشان را بحسب مقتضی مقام می آید دو ران عیب حدوثے و نقصانے و زوالے به خداوند راجع نیست فی الحال اطلاق می کنند این فعل ایشان بروایت بعضے فقہاء روا باشد۔

سؤال۲۔ اگر ترا پرسند اسم عین مسمی باشد یا غیر مسمی؟ جواب بگو اگر بدین معنی می پرسی که مفهوم ما صدق هر دو یکے است خود اسم عین مسمی۔ و اگر بدین نظر که آن ذات مسمی و این لفظ و حروف پس اسم غیر مسمی است قطعاً درین معنی ہیچ عاقلے خلاف نکند۔ ۲

سؤال۳۔ اگر ترا پرسند اسم شیے بر باری پارسی روا باشد؟ جواب بگو آرے روا باشد به پارسی و عربی روایت در حافظیه است و ہمچنین موجود۔ ۳

سؤال۴۔ اگر ترا پرسند اطلاق لفظ نور بر باری روا باشد یا نه؟ جواب بگو آرے روا باشد ولیکن به معنی منور النور پس معنی آیت اَللّٰهُ نُوْرُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ اے منور السموات والارض زیرا که نور شیے است مخلوق و ظاهر و مظهر۔ ۴

سؤال۵۔ اگر ترا پرسند اطلاق لفظ ید و وجه و عین و جنب و نحو آن از متشابهات روا باشد یانه؟ جواب بگو به عربی روا باشد اما به پارسی روا نه باشد در حافظیه چنین افتاده اما در حاشیه می نویسد که اطلاق به عربی ہم بے تاویل روا نیست زیرا که اینها آن متشابهات اند و در سراجی افتاده است وَيُوْصَفُ بِاَنَّ لَهٗ يَدًا عَلَيْنَا وَلٰكِنْ لَا كَالْاَيْدِيْ وَلَا كَالْاَعْيُنِ وَلَا نَشْتَغِلُ بِالْكَيْفِيَّةِ وقال السید امام الشیخ شجاع وصفه بالید بالفارسیه یجوز و بالعین لا و الیفاسنه بگویند که خدای یا خود ہیچ چیز نه باشد زیرا که بهشت و دوزخ دایم خواهند بود پیش اہل سنت و جماعت و خلاصه می گوید لو قال دست خدای دراز است قال حاکم الامام لیس بکفر و در تاج اسامی میگوید الدست معروف ازین روایت این آمد که دست عربی باشد۔ ۵ ایشان



۶ **سؤال**. اگر ترا پرسند خدای تعالی را رفیع و قاضی و هازم و فارج و شدید گویند یا نه؟
جواب بگو مضاف روا باشد چنانکه رفیع الدرجات و قاضی الحاجات و هازم الاحزاب
و فارج الهم و شدید العقاب اما بغیر اضافت روا نبود.

۷ **سؤال**. اگر ترا پرسند محتجب روا باشد یا نه؟ **جواب** بگو آری روا باشد بدین معنی محتجب
است بجلال عظمت نه پرده جسمی و اما محجوب روا نبود زیرا که محجوب به مقهوریت و مغلوبیت
دلیل کند اما احتجاب دلیل بر اختیار حجاب از غایت عز جلال بود و نیز توقیف بدان وارد است (و توقیفیت)
و بدین وارد نیست و بعضی محتجب نیز منع کردند و در حدیث آمده است حجابه النور
لو کشف لاحرقت سبحات وجهه ما انتهی الیه بصره من خلقه ای حجابه
لیس شیء یحجبه من الظهور فی الاظهار بلکه حجاب او صفت عظمت و جلالت
اوست چنانکه گفت العظمة ازاری والکبریاء ردائی و بعضی اسامی اطلاق او
و ضد او هم روا نیست چنانکه محرک و ساکن و عاقل و احمق و الداخل فی العالم و الخارج منه
و غائب روا نباشد اما غیب روا باشد زیرا که توقیف بدان وارد است یؤمنون (توقیف)
بالغیب قیل ای بالله.

۸ **سؤال**. اگر مرا پرسند یکی از اسمای باری تعالی شاهد و شهید و ظاهر و باطن است
اطلاق همه اضداد یکدیگر روا باشد او را وجه توفیق چیست؟ **جواب** بگو غیب و باطن بدین
معنی که هیچ کس او را به حقیقت او اطلاع نیابد و ظاهر بدین که دلائل وجود ذات او به
صفت وحدانیت و اوصاف کمال ظاهر و پیدا است هرگز خفا نپذیرد و حاضر و شاهد
بدین معنی که گویند علم باقوال و بافعال همه عباد او و هیچ قلیلی و کثیری از علم او بیرون نیست
پس او شاهد و حاضر همه است بعلم و قدرت بهمه حال.

۹ **سؤال**. اگر ترا پرسند در حدیث آمده است لا تسبوا الدهر فان الله هو الدهر
اطلاق لفظ دهر بر باری تعالی روا باشد یا نه؟ **جواب** بگو به عربی روا باشد زیرا که توقیف وارد است



ولفظ متشابه است اما به پارسی روا نباشد جز بتاویل مقلب و مصرف وبدان روایت که و... عبده
حافظیه نبشته شده است

سوال. اگر ترا پرسند الله اسم ذات است یا اسم صفت؟ جواب بگو اسم ذات جز این یک ۱۰
اسم نیست دیگر همه اسم صفات است اما این را اسم ذات گرفتند تا اجزاے صفات بغیر لفظ موصوف
نباشد کذا فی الکشاف واما در کتب فقه می نویسد که مذهب ابو حنیفه و ابن عباس اینست که این
مشتق نیست علم ذات باری که موصوف است به صفات کمال واما مذهب صاحب کشاف و متاخران
و بیشتر معتزلی اینست که اسم الله مشتق است به معنی معبود وقیل المتحیر فیه عقول العقلاء۔

سوال. اگر ترا پرسند معنی او از روے پارسی که گویند خداے بدال مهمله گویند یا بدال منقوطه ۱۱
جواب بگو از پارسیان شنیدیم بدال مهمله گویند و هم بذال گویند اگر بدال مهمله گویند روا باشد
زیرا که معنی این بود که خود آینده یعنی بذاته وجود خود بخود دارد ووجود او محتاج به دیگرے نیست
و قدیم است همیشه بود و همیشه باشد و اگر بذال منقوط گویند هم روا باشد بدین معنی که خود زائیده یعنی
خود بخود شونده آنکه از کسے نه زاده است وجود او به وجود دیگرے متعلق نه بوده خود شده است
و از این آمدن و از این زادن مراد مجرد وجدان و حصول است که آن لازم آمدن و زادن حسی است
چنانکه تاویل در اکثر اسماے عربی پارسی شنیدی هم چنین این جا بدان و هم صفت حقیقت زادن
آمدن که انتقال حسی است این جا ندانی که تعالی الله عنه علوا کبیرا لَمْ یَلِدْ وَلَمْ یُولَدْ وَ
لَمْ یَکُنْ لَهُ کُفُوًا اَحَدٌ صفت است

سوال. اگر ترا پرسند فرق میان رحمن و رحیم چیست؟ جواب بگو از روے معنی فرق اینست ۱۲
که رحمن ابلغ است معطی نعیم جلایل عظیم و دقایق دنیاوی و اخروی منعم کافر و مومن به وجود و حیات
هم و است اما رحیم معطی دقایق نعیم منعم مومنان در آخرت واما لفظ رحیم بر غیر باری هم اطلاق کنند
که در قرآن آمده است در حق رسول الله صلی الله علیه و آله وسلم رؤف و رحیم واما رحمن جز
به باری اطلاق نکنند و کذالک رب به صفت اطلاق جز بر باری نکنند و به صفت تقیید بر غیر باری



اطلاق آمده است چنانکه امیر المؤمنین امام المتقین علی رضی الله عنه و کرم الله وجهه گفت ربّ البیت
اخو مصباح البیت و حضرت یوسف علیه السلام گفته اند اِنَّ رَبِّیٓ اَحۡسَنَ مَثۡوَایَ ای
مالکی والله اعلم۔

(۱۳) سؤال۔ اگر ترا پرسند یکی از اسمای باری تعالی حلیم است و حلیم بردبار را گویند و بار بردن در صفت
باری روا نباشد؟ جواب بگو لازم معنی مراد است یعنی آنکه او بار ایذای کسی برد او را مقابل
به جزای ایذای او فی الحال نه شود و تعجیل مکافات او نه کند همچنان در صفت باری تعالی
حلیم بدین معنی که لا یعجل بالعقوبة عجلت نه کند۔

۱۴ سؤال۔ اگر ترا پرسند یکی از اسمای باری تعالی صمد است والصمد فی اللغة الذی لا جوف
له و این در صفت باری تعالی محال باشد؟ جواب بگو صمد در صفت باری تعالی بدین معنی است
آنکه بندگان بر وی حاجت بردارند و او حاجت به کسی برندارد و معنی لغوی نیز مناسبتی بمعنی
شرعی دارد که آنکه او را جوف نه بود محتاج به کسی نه بود یعنی غنی که محتاج او همه کس باشند۔

(۱۵) سؤال۔ اگر ترا پرسند یکی از صفات خدای تعالی واحد است و یکی احد فرق میان ایشان
چیست؟ جواب بگو واحد بصفات مراد است یعنی آن صفات او در هیچ ذات دیگر نباشد چون
نباشد که یکی از صفات اوست وَحۡدَهٗ لَا شَرِیۡكَ لَهٗ اوست واحد معنی یگانگی بذات یعنی
ذاتی که وارد دیگری را نباشد یعنی وحدانیت او حقیقی است و در شمار نیست و وحدانیت جز حقیقی است نه شمار است
او به شمار است یعنی یکی مثلی و مانندی دارد بذات یا بصفات اما او تعالی هیچ مثلی و مانندی ندارد
اما آنکه کسی را واحد گویند بدین معنی باشد که شمار کردن در فعلی یا در قومی یا در وصفی یا از دیگر
منقسم گرده نه شد بدین معنی دیگری واحد است اما واحد حقیقی اوست تعالی فحسب و دیگران منقسم اند
واحد شمار اند نه بحقیقت و در خلاصه می گوید اگر مردی گفت اگر کسی خدا شود من حق خود از وی
بستانم یکفر و اگر گفت ترا حق خدائی نمی باید فقال لا یکفر و لو قال لا همی اته فی الغضب و اگر گفت او حق خدائی است نمی داند
آن سیاه روی را گو که مرا زاد و آن قرطبان را گو که ترا زاد و آن خدای را گو که ترا آفریده لا یکفر

رجل قال لآخر خدای تعالی ترا نشانده که آن کند که تو گوئی یکفر ولو قال بار یا بر تو نباید من چگونه برایم یکفر ولو قال خدای تعالی بر تو قضای بد کرد لا یکفر ولو قال تا ما می شنویم خدا یا ما می شنو یکفر ولو قال که آن کاریست که با خدای تعالی افتاده است لیس یکفر ولکنه شنیع و اگر گفت خدای بود و همچنین نبود و خدای با شد همچنین نباشد نصف هذا الکلام کفر و نصفه توحید و قال رو با خدای بگو یکفر روی القاضی الامام ابو بکر النسفی ولو قال رو با خدای تعالی زبان بند و با آسمان بر آی و با خدای جنگ کن یکفر ولو قال پای خدای باید گرفت درین حادثه ان اعتقد ان الله رجل هی جارحة یکفر وان اراد به ان لا نجاة له الا بالاعتصام بالله لا یکفر ولو قال خدای ازین عرش بداند هذا لیس تشبیه ولو قال ازین عرش می داند فهو تشبیه ولو قال الآخر برآسمان خدای است و بر زمین تو یکفر وکذا لو قال هیچ مکان از خدای تعالی خالی نیست ولو قال علم او در همه مکان هست هذا خطاء اما این سخن مفسران بالاجماع در قبیل آیت وَهُوَ اللّٰهُ فِی السَّمٰوٰاتِ وَفِی الْاَرْضِ وَهُوَ مَعَکُمْ اَیْنَمَا کُنْتُمْ وَاَیْنَمَا تُوَلُّوْا فَثَمَّ وَجْهُ اللّٰهِ ای بالعلم والقدرة راست می آید والله اعلم بالصواب واگر این جا معنی طرف چیزی گوییم خود کفر بود خطا چه باشد ولو قال خدای ما را با تو است بود یکفر ولو قال خدای و ایم انتاده است یا نشسته است یکفر رجل مات ابنه فقال خدای مارا بایستی بود یکفر ولو قال الآخر خدای بر تو ستم کند یکفر ولو قال حین ظلم الظالم یارب آزار و بنده را اگر تو پذیری من نه پذیرم فهذا الکفر بعینه قال لا ارضی به وان شهت قیل فلان را قضای بد رسید دیگری گفت قضای خدای بد نبود وهذا مذهب القدریة الخیر من الله والشر منا ولو قال انی عبد الملك یکفر ولو قال لخصمه با تو بحکم خدای کار می کنم فقال من حکم خدای نمی دانم وقال این جا حکم خدای نرود او قال اینجا دیو است حکم که کند یکفر ولو قال ان شاء الله این کار کنی فقال بی ان شاء الله بکنم یکفر ولو قال هذا بتقدیر الله وقال ظالم ان یفعل هذا بغیر تقدیر یکفر ولو قال ای فراموش کرده خدای یکفر

ل
ولو قال خدایا زبان تو نهاید من خدای تو چنین و خدای من چنین نباشد

ل
رجل ای حقیقة



ولو قال خداے مى داند كه هميشه پيوسته خواجه را ياد ميكنم قال البعض هم يكفر خداے كه همه
مى داند كه افعل يا لا افعل او برئ من الانبياء والملائكة وهو يعلم انه كاذب يكفر ولو قال
به خداے وبخاك پاے تو يكفر ولو قال بخداے وبجان وسر تو اختلف المشايخ فيه ولو قال
تو كار خداے كن او كار تو كرد والاكثر ليس بخطاء ولو قال اين ستم ميپسنديد الاصح انه
لا يكون خطاء ولو قال فلان را قضاے بد رسيد يكون خطاء او لو قال خدايت
نيك كناد ليس بصواب وكذا خدايت نيك مرد كناد ولو قال اميد به خداے است وديگر
بتو يكون خطاء ولو قال رجل لاخر الا تخشى الله فقال لا يكفر وان قال فى
معصيت فاحذره فقال لا اخاف الله يكفر ولو قال لامراته ان لم تكونى احب
من الله فانت طالق فهو ليس بمسلم وفى السراجية ولو قال قل هو الله احد
وست بازكردم قيل يكفر ولو قال طالب الدين اگر حكم خداے چنين است فقال من حكم
خداے جهان است من قرض نستانم فقد كفر ولو قال حكم خداے چنين است فقال
من حكم خداے چه دانم فقد كفر ولو قال روزى بر من فراخ كن يا بر من جور مكن قيل تو
ابو النصر الدبوسى فى الكفايه والاولى انه يكفر لانه اعتقد ان الله قد يجور
ولو قال اے خداے ظلم مپسند يكفر ان اعتقد ان الله يرضى بالظلم ولو قال لا
اله واراد ان يقول الا الله ولم يقل يكفر ولو قال اى شكيبا خداوند قيل يكفر
والاولى ان لا يكفر لانه يفسر الصبور وان كنا لا نسمى الله بضعف التوقيف ولو قيل
انت تعلم الغيب فقال نعم يكفر اگر خداے مرا بهشت بدهد بے تو نخواهم الاصح انه
لا يكفر ولو قال فى حالت الضر مرا خداے چرا آفريده است چون از مرده هاے دنيا مرا هيچ نيست
لا يكفر ولو قال اين كار خداے را افتاده است اخاف ان يكفر

ولو قال عند الدعاء اے خداے رحمت خود را دريغ
مدار من الفاظ الكفر ويكره ان يقول عند الدعاء اللهم اسئلك بمقعد العز

نسخه: ولو قال طالب الدين اگر خداے جهان است قرض نستانم فقد كفر

٤١



من عرشک وبکره ان یقول فی دعایه وبحق فلان وبحق رسولک وانبیائک
ذکر امام رکن الله ابو الفضل الکرمانی وجاء فی الآثار ما دل علی جواز التسمیة
باسم یوجد فی کتاب الله تعالی کالعلی والکبیر والرشید والبدیع جائز لانه
من الاسماء المشترکة ویراد فی حق العباد غیر ما یراد فی حق الله تعالی ولو قال بحق الله
وبحق محمد ان تعطینی کذا لا یجب علی المسئول عنه بان یعطیه ذلک
فی الخانی قال لغیره اعطنی حقی والا اخذتک یوم القیمة فقال احدهما الله یحکم بینی
وبینک فقال الآخر بالفارسیة که خدای حکم را نشاید بصیر مرتد اگر رجل اخذ ثوب — ثیاب
احد ومنع ثیابه منه وقال سلمها الی الله فقال ارسلها من یمنع السارق
اذا اسرق قال الشیخ الامام ابو الفضل لا یصیر کافرا ولو قال اگر من دروغ می گویم
خدای دروغ نمی گوید لا یکون کفرا رجل نکح بغیر شهود فقال الرجل والمرأة
خدای و پیغمبر را گواه کردم یکفر ولو قال رجل لغیره ای بار خدای من یکفر امراة قالت
ازوجها تو سر خدای می دانی فقال نعم یکفر ولو قال عبد الرحیمک وعبد العزیزک
وعبد الغفارک وعبد القهارک یکفر ان کانت عاملا والا فهو جاهل لا یکفر
ولو قال فلان بچشم من چنانکه بچشم خدا یکون کفرا ولو قال فلان بیمار نمی شود نش درست می ما
او فراموش کرده خدای است یکون کفرا ولو قال خدای بر آسمان میداند که من چیزی
نکرده ام یکون کفرا عند الکل قال رجل اگر روزی بزرگ خدای مراد من داد حق خویش — مراداد
از ولت نم یکون کفرا عند الکل اعلم توجه علیه الیمین واراد ان یحلف بالله فقال
المستحلف سوگند به خدای نخواهم داد سوگند طلاق وعتاق خواهم داد قیل یکفر وقیل
لا یکفر اگر گفت سوگند مغلظ خواهم داد لا یکون کفرا وفی درالبحوث ومن اثبت الله
لونا او اثبت فی صفته الاتصال او الانفصال فهو کافر خاتم الفضل در ملا مسری — خاتمة الفضل
چون در مسئله وجوه دلیل بر کفر باشد و یک وجه دلیل بر اسلام بود مسئله را حمل بر آن وجه می باید



دلیل بر اسلام بود اگر مردے کلمهٔ کفر قصداً نمی گوید و نمی داند که کلمهٔ کفراست کافر است پیش عامهٔ علما و بعضے یقول لا یکفر و چون بخاطر یکے کلمهٔ کفر گذشت تا تکلم بدان کرد و او بدان کاره هست آن محض ایمان است اگر کسے قصد کفر کرد که بعد صد سال کافر شود فی الحال کافر شود و هر که بر گویندهٔ کلمهٔ کفر بخندید راضی بکفر او کافر شود مگر آنکه خنده ضروری باشد چنانکه مضحک بود و انکار کفر تو نه کردند و اگر شخصے هندوے را ٹهاکر گوید کافر شود لان التهکر فی لغته اسم من اسماء الله تعالیٰ اما روایت بر قولے که توفیقی گویند مشکل باشد و نیز در روایت آمد لا تحرق القرطاس و لا تلقه علی الارض و علی وجه السایل لان القرطاس اسم من اسماء الله تعالیٰ اذا قال رجل اللهم انی اسئلك بحق انبیاءك و رسلك یکفر لانه لا حق لاحد علی الله فی المضمرات. قال اهل السنت والجماعت ما یجب الایمان به و لا یصح بدونه و یکفر بالانکار و الترد و هو کل ما ثبت بالنص و بالخبر المتواتر و باجماع الامت فانه یوجب القبول و الاعتقاد به و کل ما ثبت بالخبر الواحد و اتفقت الفقهاء علی صحت ذلك و اجمعت الامة علی قبوله من غیر تاویل فانه یکون من شرائط الایمان کعذاب القبر و الصراط و المیزان و الشفاعة و المعراج الی السماء هذا ثبت بالخبر الواحد و لکن الفقهاء والصحابة اتفقت علی صحت ذلك فصل محل الاجماع فینکره کافر و قیل هو مبتدع

فصل چهارم

در تحقیق ایمان و احوال آخرت است

سوال اگر ترا پرسند حقیقت ایمان چیست؟ جواب بگو استوار داشتن بدل وحدانیت خداے را بجمیع صفات کمال او و استوار داشتن محمد رسول الله را بدانچه آورده است از حق و اقرار به زبان موافق تصدیق دل و اقرار به زبان بر قول صاحب بزدوی و فقهاے دیگر رکن زاید ایمان است بدین معنی که باکراه ساقط می شود یعنی معامله مباح کرده می شود در عدم (۱)



بالای مضمون که ... تو نه ... یعنی ٹهاکر ... توفیقی

مواخذه نه آنکه حرمت او ساقط می شود تا آنکه مکره اگر صبر کند بر کلمه ایمان حتی قتل بکون شهیداً
عند الله تعالی و هر که تصدیق بدل کند و اقرار بزبان نه کند بغیر اکراه او مومن باشد پیش فقهها
نه پیش خلق و نه بینه و بین الله تعالی و اما پیش متکلمان و صاحب عقیده حافظیه اقرار شرط اجرای
احکام است بر و آنکه مصدق بدل بود و بزبان اقرار نه کند بینه و بین الله تعالی مومن
باشد و لیکن اجرای احکام اسلام بر وے نه کنند و این اجماع است که در مدت عمر یکبار اقرار
فریضه است و باقی صورت او از بزدل بکلمه کفر و اقرار بازبان فریضه نیست اما فضیلت باشد

سؤال. اگر ترا پرسند اعمال داخل ایمان هست یا نه؟ **جواب** بگو این جا دو قول ست مذهب ۲
اینست که اعمال داخل ایمان نیست. و مذهب امام شافعی رح آن است که اعمال داخل ایمان است
و کذلک مذهب معتزله اما فرق امام شافعی رح و میان ایشان اینست که شافعی رح فاسق را مومن گویند
و معتزله کافر می گویند زیرا که امام شافعی ایمان را بمنزله درختے میدارند که او را بیخ و شاخ و برگ و میوه
باشد و بیخ بمنزلت تصدیق است و برگ و میوه بمنزلت اعمال است چون بیخ و شاخ باقی باشد
اسم درخت باقی باشد و لیکن با نقصان امام شافعی اعمال داخل ایمان میگویند و لکن
فاسق را کافر نمی خوانند مومن می گویند چنانچه درخت بے بار و برگ را درخت می گویند و لکن
در نقصان او شبهه نیست چنانکه در نقصان ایمان فاسق. و اما معتزله اعمال داخل ایمان میگویند
و فاسق را مومن نمی گویند و ایشان را این جا دو قول است یکے فاسق را بین المنزلتین میگویند
میان منزلت ایمان و کفر اگر بے توبه مرد جاوید کافر اگر با توبه مرد جاوید مؤمناً و بعضے از
ایشان و خوارج و جبریه می گویند که فاسق از ایمان بیرون آید و در کفر در آید چون به توبه مرد
مؤمن شد و الا کافر مرد تمسک بظاهر نصوص که وارد مه تقلیه رایت و یا بتقدیر استحلال و استکبار
و استخفار میگوئیم می کنیم و پیش ما محمول بدین تاویل است که گفته شد تفصیل آن در کتب صریح است
جهت لے هر یکے اطلاعے دار و اما اصل مذهب اینست که در علم آمد

سؤال. اگر ترا پرسند ایمان زیادت و نقصان پذیرد یا نه؟ **جواب** بگو آنکه عمل در ایمان ۳



داخل نگوید ایمان مجرد تصدیق باشد و آنجا در ذات او ممکن نیست و آنکه عمل داخل دارد لابد او زیادت
ونقصان در اصل ایمان گوید و تصدیق استوار و اشفق بدل است زیادت ونقصان آنجا در ذات او
ممکن نیست و آنکه عمل داخل دارد لابد او زیادت ونقصان در اصل ایمان گوید که تفاوت در
اعمال ممکن است و واقع هست و آیاتے که وارد است در باب زیادتی ایمان ونقصان آن
پیش ما محمول برانست یا اشراق نور و معالی درجات و مراتب و زیادت ثمرات و آثار آن اما
فی نفسه احتمال زیادت ونقصان ندارد۔

سوال۔ اگر تو این پرسند مراتب ایمان چند است؟ جواب بگو مراتب ایمان قابل حصر و حد نیست ۳
نمی بینی که محمد رسول الله صلی الله علیه وآله وسلم در باب امیر المومنین ابوبکر صدیق رضی الله عنه منفرد فرمود
لو وزن ایمان ابابکر بایمان اهل الارض لیرجح ای لغلب اکنون چون ایمان ابابکر
این مقدار بود که بر ایمان اهل الارض غالب آمد مراتب آن را عد و حصر نباشد ولاشک ایمان انبیا
ارجح از ایمان ابوبکر است پس مراتب ایمان ایشان اولی که قابل حصر و عد نبود همین معنی
گفت یاایها الذین آمنوا آمنوا مرتبه ایمان که رسیدی بالاتر از آن ایمان دیگر است طالب
آن باش که بدان برسی که اگر فرض کنم ابدالآباد در مراتب ایمان مرد مومن ترقے نماید ابدالآباد منتهی
نه شود اما علماے دین باعتبار حصر کلی و آنچه در قدر ایمان مندرج شود بر پنج مرتبه گفته اند
علم الیقین۔ عین الیقین۔ حق الیقین۔ حق الحقیقة۔ حقیقة الحق۔ علم الیقین پیش اکثر مشایخ علمے
که باستدلال حاصل شود و مقدم بر عین الیقین و این مرتبه عوام است که یومنون بالغیب اے
غائبین عن الله یاستدلال عن الاثر الی المؤثر و دوم عین الیقین است که باستدلال هرچه
معلوم کرده بود همان باید که خود ببیند چنانکه امیر المومنین علی کرم الله وجهه دانسته بود لوکشف الغطاء
ما ازددت یقینا این به مشاهده و مکاشفه دل بود چنانکه رسول الله صلی الله علیه وآله وسلم
وعلی رضی الله عنه و صحابه دیگر را بود و اولیاے خدا راهست که امیر المومنین علی اشارت بدان
می کند لوکشف الغطاء ما ازددت یقینا که هیچ پرده بر روے عالم نهاده اند و آن را که مردمان

پرده می خوانند چون از پیش من دور شود من این یقینی که این دم دارم هرانیادت نه شود که چه برمن معاینه شده و پرده برمن نمانده اما صاحب تعرف و عوارف برین می روند که مشاهده و مکا عبارت از زیادت یقین حاصل شدن است که چنان یقین حاصل شده چنانستی که به چشم خویش دیده است و بر و معاینه و مکاشفه شده و تجلی ایشان هم بدین معنی میگویند و تمسک ایشان بلفظ مکاشفه و مکان که در عبارت بعضی صحابه و مشایخ افتاده است چنانکه حارثه میگوید کانی رائیت العرش دبی بارزا و محمد رسول الله صلی الله علیه و آله و سلم می فرماید حارثه را رضی الله عنه اصبت فالزم شبلی گوید مسکین حارثه را رضی الله عنه لطافتش زعرش در نه گذشت شیخ روزبهان میگوید اصبت الطریق فالزم حتی تصل الی المقصود پیش حضرت خواجه ما سلمه الله تعالی به تحقیق لفظ کانی متقحم برای تبرک و تادیب بوده که لعرش متقحم بوده از بهر ادب چنانکه گویند رایات اعلی آمد و پیش تخت گذشت و بندگی تخت امروز چنین فرمایند و اکنون این اختلاف مبنی بر اختلاف مذاق هریکی است بدلیلی و برهانی متعلق نیست هر کسی از مقام خویش در رسیدن و دیدن و چشیدن خویش حکایتی می کنند ؎

هنیئا لارباب النعیم نعیمهم — وللعاشق المسکین ما یتجرع

؎ تم سلطان ملک حسن ما درسلک پریشان — ولا دامان فراهم کن کجا ما و کجا ایشان

مرتبه دیدار را هر دو طایفه بفهم و ذوق خویش عین الیقین خوانند و اما نزدیک خواجه ابو محمد حکیم ترمذی که از مشایخ طبقات است علم السر خوانند اما شیخ المشایخ استاد ابو القاسم صاحب تفسیر اللطایف القشیری و اختیار بندگی خواجه ما سلمه الله تعالی این است علم الیقین بعد عین الیقین است و بعضی متقدمان هم برین رفته اند که علمی که بدیدار و حاصل می شود آن علم الیقین باشد تا هنوز در مقام استدلال بود و خالی از ظن و تخمین نه بود و پس ازان علم الیقین مرتبه باشد بعد عین الیقین و این مرتبه خواص باشد و علم الیقین اول که علم باستدلال است احتمال اشتداد و کند و تخاسیجی و خلجانی باشد اما درین علم الیقین هرگز احتمال خلجانی نبود و هم اشتدادی نباشد گفته اند

یقین است نسخه



ما رجع من رجع الا عن الطریق و من وصل لا یرجع وصول را مراتب است یک وصول

علم الیقین و عین الیقین هم باشد پس ازین خود قرار بر غفلتے و حرمانے است سلوک نگویند رسول الله گفته

الناس نیام الحدیث و سوم حق الیقین که آنچه باستدلال و انست و پس ازان آنرا

دید چشید و ذائق آن شد و موصوف بدان گشته که تخلقوا باخلاق الله و اتصفوا بصفاته

شد این حق الیقین باشد و این نیز مرتبه از وصول بود عین الیقین به نسبت این سلوک باشد

و این به نسبت حق الحقیقت سلوک بود چهارم مرتبه حق الحقیقت است که خود را در اتصاف

بصفات آن موصوف فانی یابد همه خود را موصوف بدان صفت بیند این عبارت و استعارات

از میان برخیزد و آن حق الیقین بود این مرتبه وصول دیگر باشد و اما حقیقة الحق که ظهور موصوف بصفاته

شود و تشخص بصفاته و ذاته از میان برخیزد که کان الله و لم یکن معه شیئ برقرار و استقرار خویش

باز آید و اگر او را از وے و از فنا شدن و از باقی ماندن وے پرسند هیچ یاد ندارد و شاید انکار کند

و برین مقام قرار کسے را کمتر باشد و هر ساعتے فنائے و هر لحظه بقائے است این جا استقرار کسے نباشد

این را بقائے بقا و فنائے فنا خوانند پس ازین مقام بشر را مقام دیگر نیست و ورائے آن حق الحق است

و هیچ کس محفوظ شدنی نیست و آن قابل وصول کسے نبود لا یحظی به نبی مرسل و لا ولی محقق مثالے

ازین مجموع در ظاهر از من بشنو مردے نام شکر شنید که او شے شیرین است و باستدلال علمی از رنگ

و بوے او و بآثار دیگر که شنیده است یقین به حلاوت او کرد علم الیقین شد آن را دید چنانکه

دانسته بود عین الیقین شد آن را چشید حق الیقین شد و خود را فانی در شکر یافت حق الحقیقت شد

و این فنا شدن خود در صفات شکر و ذات او بقائے او شکر را فراموش کرد حقیقت الحق شد شریعت

عبارت از گفت انسان کامل است و حقیقت عبارت از دید انسان کامل است و حق الحقیقت

عبارت از بود انسان کامل است این نهایت مقام بشر باشد اما قرار و بقا مر این کس را نه دهند و کس

بدین محظوظ نه شود این بود مراتب ایمان که در علم آمد این جمله مراتب ایمان است و احتمال زیادت

و نقصان دارد و درین معنی کسے از اهل ایمان خلاف ندارد و حضرت خواجه ما سلمه الله تعالی در رساله

غفلت و حرمان [ال] باشد سلوک نگویند

عین الیقین است



استقامة الشریعت علی طریق الحقیقت می نویسد که علم الیقین حکایت از دیدن است این علم بعد دید است خبر این در گفت و شنید است یثبت و ینفی همین عین الیقین عبارت از بود است حق الیقین عبارت از بود نابود است۔

سوال (۵) اگر ترا پرسند بر نبی ایمان به چه واجب است؟ 5

جواب۔ بگو پیش ما از بعثت ایمان بتوحید است که او معصوم از کفر اما بعد بعثت ایمان بوجود و بجمیع ما نزل علیه و علی امته واجب باشد هم ازین جا گویند که واجب است که نبی داند که من نبی ام اما ولی را علم بوجود واجب نیست که من ولی ام اما این سخن در شان ولیئے نباید که به نقد وقت در مقام ولایت به تجلیات نبود و محادثه و مکالمه و مکاشفه در مقامات قرب نباشد و تصرف ولایت بامر الله نبود اما اگر این نوع با کسے باشد لابد او را علم بولایت خود بود چنانکه علم بوجود خود است اما این حکایت اولیائے باشد که فردا قیامت بعثت در مقام ولایت باشد امروز او را از آن شعورے نباشد امر ممکن بود شد۔

سوال (۶) اگر ترا پرسند اظهار خارق عادت بر چند نوع است؟ جواب بگو بر سه 6
نوع است یکے معجزه بر نبی وقت تحدی با منکران بکند فرض است و معجزات دیگر در اوقات مختلفه جائز اما دوم کرامت از ولی باظهار نفس و دعوی ارادت جز برائے تقویت دل ضعیفان برائے تحمل مجاهدات و ترغیب مردمان بسوئے راه حق جائز نه و آنکه از خود در وجد دل اختیار بروے خارقے جاری شود او کالملسوع المرتعش باشد آن بعفو البته بیرون از گفت و شنید اما سوم معونت آن خارقے که بدست عوام حاصل آید که سبب عون و تقویت میشود برائے تحمل عنائے عبادت و باشتیاق طاعت و یا مجرد است است بعد آن بعفو است و آن بیرون از گفت و شنید است الا فاما الحق فیه ما قال رسول الله صلی الله علیه و آله وسلم تفکروا فی ذاته و یحذرکم الله نفسه همین اشاره کرده است۔

سوال (۷) اگر ترا پرسند انا مؤمن ان شاء الله تعالی گوید یا نه؟ جواب بگو که اگر بغیر از دلیل 7
میگوید و شک می آرد کافر گردد و اگر برائے تبرک گوید چنانکه رسول الله صلی الله علیه و آله وسلم

روزے بہ مقبرہ گذشت گفت انا لاحقون بکم عنقریب ان شاء اللہ تعالی در لحوق بدیشان شبہ نداشت اما برایے تبرک گفت و در قرآن نیز آمدہ لَتَدْخُلُنَّ الْمَسْجِدَ الْحَرَامَ اِنْ شَاءَ اللّٰہُ اٰمِنِیْنَ جایے شک نیست اما برایے تبرک و تادب روا باشد اما در حدیث یک سخنے است شاید ان شاء اللہ تعالی متعلق بہ لفظ قریب باشد پس برایے شک بود و از خواجہ حسن بصری پرسیدند اَنْتَ مُؤمِنٌ فقال ان اردت بان یحل ذبیحتی و یجوز نکاحی و تقبل شہادتی علی المسلمین وانا اہل قبلۃ المومنین فانا مومن حقا وان اردت ان ادخل بہ الجنان و یختم علیہ امری و اتخلص بہ عن النیران فانا مومنٌ ان شاء اللہ تعالی و این مذہب امام شافعی است کہ انا مومن ان شاء اللہ روا باشد و پیش ما بدعت بود صحابہ و سلف صالح بمعنی تبرک در ایمان کلمۂ ان شاء اللہ تعالی نہ گفتہ اند در کتب فقہ حنفیہ رضی اللہ عنہ چنین مسطور است -

۸ **سوال (۸)** اگر ترا پرسند فاسق چوں بے توبہ میرد حکم او چیست؟

جواب بگو مذہب ما این است کہ او بہ مشیت اللہ باشد اگر خواہد عفو کند بے عذاب دوزخ در بہشت برد و غیر کفر جملہ معاصی از صغایر و کبایر درین معنی برابر است اگر خواہد بقدر ذنب عذاب کند و عاقبت بنا بر وجود ایمان در بہشت برد و خلود در دوزخ جز کافر را نیست و اجتناب از کبایر موجب عفو از صغایر نیست صغایر محتاج بہ توبہ است پیش ما خلاف مر بعضے کہ ایشان عمل بظاہر نص کنند و گویند کہ اگر اجتناب از کبایر کند و صغیرہ بجا آرد بغیر اصرار آں صغیرہ بے توبہ عفو شود محتاج بہ توبہ علیحدہ نیست قال اللہ تعالی اِنْ تَجْتَنِبُوْا کَبَائِرَ مَا تُنْهَوْنَ عَنْهُ نُكَفِّرْ عَنْكُمْ سَيِّئَاتِكُمْ اے صغایرکم ما میگوئیم مراد ازیں ایں است اے بالتوبۃ عن الصغایر اینجا یک سخن است کہ کبایر نیز ہمیں حکم دارد کہ توبہ کبایر معفو است پس در تعلق صغایر بہ تقسیم بر اجتناب از کبایر دیگر و صغایر دیگر و ارتکاب آں صغیرہ و کبیرہ کہ از آں توبہ کردہ آید عفو است پس فایدہ تعلیق آیت چہ باشد واللہ اعلم -

۹ **سوال (۹)** اگر ترا پرسند کبیرہ کرا گویند؟

جواب بگو اختلاف روایت اینجا بسیار مروی است ابن عمر رض گفتہ است الشرک



وقتل نفسٍ بغیر حق وقذف المحصنة والزنا والفرار عن الحق والسحر واکل مال الیتیم وعقوق الوالدین والجهاد فی الحرم وزاد ابوهریره رضی الله عنه اکل الربا وزاد علی رضی الله عنه السرقة وشرب الخمر وقیل ما کان مفسدة مثل مفسدة ما ذکر او اکبر منه فهو کبیرة وقیل کل ما یوعد علیه الشارع بخصوصه وقیل کل معصیة یوجب علیه الحد فهو کبیرة وقیل کل ما استغفر عنه واکتفی به فهو صغیرة وقال صاحب الکفایة والحق انهما اسمان اضافیان لا یعرفان بذاتهما فکل معصیة اضیفت الی ما فوقها فهی صغیرة وان اضیفت الی دونها فهو کبیرة والکبیرة المطلقة هی الکفر اذ لا ذنب اکبر منه وبالجملة ان الکبیرة هی غیر الکفر ودیگر در ذخیره است کل ما کان شنیعاً بین المسلمین وفیه هتک حرمة الله تعالی فهو کبیرة اما معتزله میگویند که فاسق چون بر فسق میرد کافر مرده باشد عذاب واجب باشد عفو روا نیست واگر توبه کند عفو واجب باشد عذاب روا نباشد و تخلید فساق در دوزخ واجب باشد خلاص ممکن نیست چون فاسق را کافر میگویند وجوب عذاب بر وی گویند و تخلید واجب میدارند شفاعت انبیا و اولیا را منکر باشند و آن را نفی میدارند و این خرق اجماع و آیات صریح و احادیث که در معنی کالمتواتر است نیست و این خود عادت این منکران است از ایشان هیچ این معنی عجیب و غریب نیست و مذهب اهل حق و حقیقت این است که شفاعت محمد رسول الله و اولیاء امت او در حق فساق امت او حق است و در این شبهه نیست و هر که شبهه کند کافر گردد نعوذ بالله العظیم زیرا که بقرآن ثبوت شفاعت شده است و منکر قرآن کافر باشد و معتزله این شفاعت را که در قرآن مذکور است برای زیادت مراتب مومنان و فضل در ثواب ایشان میگویند ما میگوئیم این نوع هم باشد زیرا که پیغامبر گفته حلت شفاعتی یوم القیمة حتی ابراهیم و ابراهیم را شفاعت خیر بر ترقی درجات او تصور نتوان کرد اما منع شفاعت انکار حق است و دعوی باطل و این معانی احادیث مشهور است که در کتب احادیث وارد است پس تاویل باطل باشد و عدول کردن از ظاهر نصوص و حمل نصوص و قرآن بخلاف دین که بدان تکلیف و حدود و عقوبات و عذاب آخرت خیزد الحاد و خروج از دین است و کفر است اما آنکه قرآن را ظهری و بطنی است و هر بطنی را بطنی است



تا هفت بطن پس زائد از آن الی مالا انتهای و در هر آیتے حدّے هست و مر هر حدیے را مطلعے است چنانکه در حدیث مسطور است آن را شبه نیست که حق است و بدان مخصوص انبیا و اولیا اند و مشائخ متصوفه اهل باطن بدان محظوظ و فائز اند آن را مرتبه عالی است در دین و فائز بدان جز دوستان و عارفان خدا نباشند۔

10 **سوال (۱۰)** اگر ترا پرسند زنده را چون مرگ میرسد حالت او وقت مرگ چیست؟ **جواب** گو روح انسانی از تعلقے که بدو داوند عزل می کنند و نسبتے که بدو باز بسته اند منقطع می گردانند و روح انسانی که ساری است در بدن همچو آهیلے که در اجزائے ثواب متخلل است آن را از هر بن موئے نزع می کنند لابد چون پادشاهے را از ولایت او عزل کنند و صاحب را از منصب و عاشق را از معشوق دردے عظیم و مشقتے بیقیاس بود این سکرات موت و تلخی جان کندن باشد و هیچ مومنے و کافرے و ولی ازین خالی نبود زیرا که ائتلاف و اجتماع همه راست عذاب افتراق همه را است اگر مردے مومن نیکو کار و میا شد عاقبت بخیر بوده باشد ملک الموت به بشارت بر وے بصورت خوب می آید و بتعظیم جان از قالبش می برد در باب انبیا و اولیا این ثابت است بغیر اذن نمی آید در تواریخ است که ملک الموت را فرمان شد که بر ابراهیم پیغمبر صلوات الله علیه برو و جان او قبض کن امّا اختیار بدست او ده اگر گوید قبض کن و اگر نه باز گرد او بصورتے جوانے امردے آمد ابراهیم علیه السلام پرسید تو کیستی گفت منم ملک الموت گفت کجا آمدی گفت برائے قبض روح تو گفت و اختیار داده اند یا نه؟ گفت آرے بشرط اذن تو گفت باز رو که من مرگ نمی خواهم باز گشت۔ خداوند تعالے گفت روح خلیل را چرا نیاوردی ملک الموت گفت خداوندا تو بهتر می دانی که خلیل ترا مردن خود خوش نمی آید گفت بتمثیل کدام صورت رفتی گفت بصورت امردے خوبروے گفت بصورتے که برو رفتی دنیا را بیاد رسنی و دل او را راغب سوئے دنیا کردی بر صورت پیرے ضعیفے و بے آرامے برو بصورت نامریضے و مکروهے شو تا دلش از دنیا سرد شود آخرت را اختیار کند بصورت پیرے ضعیفے و مریض ضعیف الحال شد آمد ابراهیم دانست جهانے رسیده

جواب الی آخر



است چنانچه رسم او بود گوساله بریاں کرده پیش آورد طعامے پیش او کشاد و لقمه خورد شکم گرفته در
متوضا شد باز لقمه دیگر گرفت باز به متوضا رفت باز ناله کناں آمد ابراہیم پرسید که چه حال است
زا گفت پیرم و حالت پیری ہمیں باشد گفت ترا چه عمر است گفت دویست و یک سال و
ابراہیم دویست ساله بود گفت اگر دویست و یکسال زیاده شد ہمیں باشد گفت آرے
گفت موت ہم در دویست ساله بہتر ازیں حیات ہمیں اذن شد و ہمچناں در حدیث است
که بر حضرت موسیٰ آمد گفت تو کیستی گفت ملک الموت گفت کجا آمدهٔ گفت برائے قبض روح طمانچه
بر روئے او زد چشم او را کشید و بصورت شد گفت او مرگ نمی خواہد و مرا نیز بر زخم طمانچه زد و چشم
کشید چشم او بدیں باز داد فرماں شد و فرماں شد بر کلیم ما به تحکم رفتی بر ایشاں باذن ایشاں درآئے
و بحرمت با ایشاں سخن گوئے برد در بہشت یک گاو بستاں و بر ٔو و بگو اے موسیٰ ترا مردن خوش
نمی آید دست بر پشت ایں گاو بنه آں مقدار موئے زیر دست تو آید ہماں عمر تو باشد موسیٰ گفت
که بعد از آں چه باشد گفت موت ہر چه عاقبت بر مرگ است پس ہماں مرگ باختیار کرد او کار
خود کرد در روایتے دیگر آمده است که سیبے از بہشت ببر و بدست او بده تا بوئے کند و بگو خدا
ترا سلام رسانیده و ایں سیب از بہشت برائے تو فرستاده بوئے در آں سیب یافت و صورت
در آں سیب مشاہده کرد که طاقت او نه بود جز آنکه جاں باد تسلیم کند اما به رسول اللہ صلی اللہ علیه و آله وسلم
چوں ملک الموت باذن آمد گفت ترا اختیار داده اند میاں لقاء اللہ و میاں حیات دنیا و جبرئیل
آمد با جبرئیل مشورت کرد او گفت یا محمد ان ربک مشتاق الیک گفت الرفیق الاعلیٰ والجنة الاولیٰ
اختیار لقاء اللہ علی الجنة پس ملک الموت چوں اذن یافت بکار خود شد۔

سوال (۱۱) - اگر ترا پرسند چوں تقدیر ازلی است به حکم پروردگار رسید اذن چه معنی باشد؟ 11
جواب بگو چوں تقدیر محکم رسید از آں عدول متصور نه بود ایں تشریف مجرد تعظیمے و تکریمے است
که البته جان دادنی است اما ایں مقدار باشد که ایں نوع اختیاری ضروری برائے تکریم و تعظیم اقرار و تشریف
آں مؤمن مکرم و معظم عند اللہ ہم باشد و چوں سر اذن ایں بود گفته اند رسول اللہ صلی اللہ علیه و آله وسلم



بدیں سبب کہ ختم الانبیا ست مطلع بر خفایاے اسرار است تا ملے نکرد در اختیار حیات فی الحال گفت
بمشورت جبرئیل الرفیق الاعلیٰ والحبیب الاوفی امّا مشورت جبرئیل با اجراے امر عادت مستمرہ باشد
حیا براے طیب دل او بود و نیز از نوع اعتضادی ہم خالی نہ بود بہ بینی پیغمبران دیگر اگرچہ تا ملے کردند امّا
باز از آں وقت معین قابل تحویل و تبدیل نشد و اگر میت معاذ اللہ کافر است یا فاسق بے توبہ عاقبت
او حرمانے است بقہر و جبر و صورت کریہہ پیش می آید و جاں بعنف می ستاند و روح کافر را
باسفل السافلین چنانکہ جیفہ را از کراہت باندازند باہانت و خواری و از گندگی آں حاضران آں مقام
حیران میگردند بعد از آں مقدار تعلق با ئی الملکوت در فریاد می شوند از گندگی روح او را چوں عزل کردند -
بعد از آں مقدار تعلق باقی میدارند کہ ہر چہ بر وے می گزرد از غسل و کفن و دفن و اہانت کسے در آں
حال و سب او ذکر او بخیر و گریہ بر و آہ و نعرہ و فریاد براے او از آں بتمام احساس میکند اما قوت حرکت
و گفت و شنید ندارد النوم اخ الموت یعنی عزل از تصرف باشد امّا در موت عزل کلی کہ باز مراجعت
در دنیا نہ شود و در خواب تا آنکہ خداے تعالیٰ خواہد پس از آں بیداری پیدا آید آں تعلق بدو دارد مراجعت نبود
میکند ولیکن خواب تا غالب است احساس از اہانت و سب و گریہ و سخن اصحاب و ارباب
نمی نماید بخلاف میت کہ در و تمام باقی است امّا از نطق و تحرک باختیار بکلی معزول شدہ است ہر فعلی
کہ بر وی کنند از غسل و کفن و نہادن بر جنازہ براے اخراج سوے مقبرہ علم بدیں دارد ہم ازیں جا گفتہ
اند کہ در صحن خانہ فرود می باید آورد تا آں خانہ را مردہ وداع کند چوں بر میدارند و نماز می کنند میداند کہ در
حدیث است ان المیت لیعذب ببکاء اہلہ یک معنی ایں گفتہ اند کہ او بہ بکاے ایشاں متاذی میشود
در رنج بد می رسد چنانکہ بحیات بخوشی ایشاں خوش شدے و بنا خوشی ایشاں ناخوش ہمچناں بعد حیات تا آنکہ
در مقبرہ بنہند و گور بکاوند آواز کاویدن می شنود میداند کہ بہر من گور میکاوند چوں براے دفن برند میداند کہ براے
دفن می برند چوں دفن کردہ شد و اصحاب باز گشت قرع نعال ایشاں می شنود آں وقت بر ولی خواہد
و متقی و فاسق سخت ترین وقتہا است در گور تنگ و تاریک تنہا جدا از اقراں و احباب آمدہ و ہیچ
یارے و معینے و فریاد رسے ندارد با غایبے قادرے و ملکے بادشاہے افتادہ است کہ ہیچ دست



گسے بد امان او نمی رسد خوفے عظیم و دہشتے جسیم پیدا می آید اگر از اہل ایمان و سعادت و رضوان
میباشد خود دو فرشته می آیند و اورا می نشانند و تعلق روح بمقدارے میدہند که بر می خیزد و می نشیند
و ایشاں می بینند می گویند در شان رسول الله چه میگوئی او میگوید اشهد ان لا اله الا الله وحده لا شریک
له و اشهد ان محمدا عبده و رسوله و گفته میشود بمیں سوے مقعد خویش از ناریکه ترا خدا ے تعالی
آنچنیں بلا ئے خلاصی بخشید و نزول در مقعد جنت داد و در وزنے بر وے کشاده میشود و فیضانے
از بہشت می گیرد و گفته می شود که نم کنومة العروس یعنی براحت باش چنانکه عروس در کنار رشته
دلکشے و رتے لطیف و زیبا و ظریف و نازک باو ملازم میشود که بداں وقت او خوش باشد میگوید که از من
جدا مشو او میگوید که من از تو ہرگز جدا نمی شوم من اعمال صالحه توام که در دنیا کرده که آں را خدا ے تعالی
صورتے ساخته بر تو ملازم کرده است تا تو دریں مقامی من با تو باشم و در حول بعث و حشر نیز با تو باشم
و اگر عیاذا بالله منها حالت دیگر پیش دارد دو فرشته ازرق چشم بر صورت کور و کریه می آید بدست نا گوید کر
ایشاں مطرقه حدیدی باشد او را می پرسند چه میگوئی در شان ایں مرد یعنی محمد رسول الله و او دہشت و من
بعیک او متحیر و متردد از دست رفته می گوید ہا ے ہا ے لا ادری آں مطرقه حدید پس شدی زنند اگر کوه
زنند کوه را سرمه سازد مشاہد باشد عذاب او را کل موجودات جز جن و انس که ایشاں مکلف اند و دریچه
بروے از دوزخ می کشایند بقدر گناه عذاب آں بدو می رسد و گور و آنتنگ می کنند چنانکه پہلو ے
چپ به پہلو ے راست در می آید و ہمچنیں بر عکس فرشتگاں عذاب بانواع تعذیبات که فرماں
میشود او را معذب می کنند تا روز قیامت در حدیث است القبر اما روضة من ریاض الجنة
او حفرة من حفرات النیران و امیر المومنین عثمان رضی الله عنه گفته است القبر اول منزل من منازل
الآخرة و آخر منزل من منازل الدنیا فمن نجا فیها نجی فی الآخرة و من عذب فیها عذب فی الآخرة ـ
12 سوال (۱۲) اگر ترا پرسند که در گور نهادند ہمه میدانند و ہمه می بینند چهل گور می کشایند ریخته و
بوسیده و رمیم شده و گداخته و خاک شده تا ہمه استخواں انچنیں شد که ہمه خاک گشت معذب و متنعم
کدام تن و روح متعلق به کدام تن اگر ہمیں گوئی خود انکار محسوس است اگر غیر ایں گوئی خود آں عامل



در دنیا نه بود جزا چه باشد پس ظلم باشد بعذاب بر وے۔

جواب بگو همیں اشکال بعضے قائل اند بعذاب روح فقط که او باقی است نه بعذاب تن اما مذهب اهل حق اینست که این تن با آں روح معذب و متنعم علیه و این گداختن مانع آں نباشد که خدا یے باآں گداخته و باآں ریخته و بیخته و باهر چیزے از تن روح او متعلق کرده است او بداں احساس الم و عذاب تنعم و تلذذ میکند و بشر را از آں اطلاعے نداده اند چه عجب باشد که هر ساعتے تجدد امثال در اعراض می شود و هر زمانے عرضے دیگر در وجود می آید و مردم یک سیاهی سالها باقی میداند عجب چیست امر ممکن است که حق تعالی چیزے بیکے تعلق دهد و انسان را از آں شعورے نه بود نمی بینی هم در انسان در بعضے احوال و افعال و اقوال در وجود می آرد او را از آں شعورے نمی باشد اگر میگوید انکار میکند اکنوں اگر در دیگرے کند و ترا از آں شعورے ندهد او را ریزیده و بوسیده و ریخته و خاک شده نماید و همیں ریخته و بیخته چیزے نهاں از تو پیامیرد و احساسے او را بخشد ترا از آں علم نباشد چه جاے انکار است لکن از روے عقل بود و مخبر صادق خبر داد انکار آں روا نه باشد قبول آں واجب و ایمان بداں فرض بود و جمیع احوال اخروی هم برین نهج است که در تسلیم آمد۔

سوال (۱۳)۔ اگر ترا پرسند سوال کدام وقت است؟ جواب بگو بعضے گفته اند وقت دفن و بعضے گفته اند وقت انداختن خاک و بعضے گفته اند بعد غایب شدن مردم از میت کذا فی النسفی ١٣

سوال (۱۴) اگر ترا پرسند مرده که در خانه باشد و چند روز دفن کرده نه شود سوال کیے کنند؟ جواب ١٤
بگو بعضے گویند سوال بعد دفن خواهد بود و بعضے گفته اند هم در شب اول زمین را بر وے همچو قبر سازند سوال کنند و الاول حسن و علیه الفتوی۔

سوال (۱۵) اگر ترا پرسند آنکه در تابوت باشد سوال با او کے کنند؟ جواب بگو در تابوت زیرا چه قبر او تابوت است و بعضے گفته اند بے دفن در قبر سوال نیست زیرا چه سماعی است و این معلوم نیست مگر در قبر پس در غیر آں نگویم۔ ١٥

سوال (۱۶) اگر ترا پرسند اگر کسے کشته میشود او را دفن نمی کنند بر روے زمین می اندازند و یا غرق



در آب میشود و سباع قطعه قطعه می خورند و یا پرکاله پرکاله می کنند بر دیے زمین در مشرق و مغرب می اندازند سوال برو چگونه است؟ **جواب** بگو برایے افگنده بر زمین هم از زمین فرشتگان گوریے بودیے سازند و سوال می کنند و آنکه پرکاله پرکاله میکنند یا سباع میخورند و یا در اطراف عالم می اندازند آن را فرشتگان به فرمان خدایے تعالی جمع می آرند باز و بر ترتیب قدیم میکنند تعلق با حاسس با عادت حیات در بدن بقدر احساس سوال جواب می دهند و برایے او گوریے میکنند سوال میکنند -

سوآل (۱۷) اگر تو پرسند در اطفال مومنان سوال هست و ایشان قادر بر سخن نبوده اند از سخن چون میکنند؟ **جواب** بگو چنانکه حضرت عیسیٰ در مهد تکلم کرده بود همچنان ایشان را نیز در مهد قبر تکلم میدهند از دین و ایمان فرشتگان تلقین می کنند ایشان می گویند و بعضے گفته اند سوال از میثاق است که خدا تعالیٰ گفته بود دید بعد از آنکه بر شما گفته اند ألست بربكم ایشان می گویند آرے گفته بودیم و در اطفال مشرکان ابو حنیفه رحمه الله توقف کرده است و آنانکه خدام اهل بهشت میگویند سوال و جواب با ایشان سوال و جواب بطریقه اطفال مومنان گویند و انبیا را در اصل صغار در سوال توقف کرده که ما را خبرے دریں باب وارد نیست اما در سراجی گفته که سوال انبیا بریں عبارت باشد علی ما ذا ترکتم امتکم بر چه گذاشتید امت خود را و در عقیده حافظیه نوشته الانبیاء لا یسئل وهو الاصح -

سوال (۱۸) اگر ترا پرسند سوال مخصوص بدیں امت است یا با امت ما قبل هم بود؟ **جواب** بگو علمایے متقدمین بر ایں اند که بر امم ماضیه هم بود و امام محمد ترمذی میگوید که سوال مختص بہمیں امت است و ایں مجموع در شرح ادراد مذکور است -

سوآل (۱۹) اگر ترا پرسند تلقین که بعد دفن میکنند آن را نفعے است یا نه؟ **جواب** بگو مذهب ابو حنیفه رضی الله عنه اینست که نفعے ندارد زیرا که اگر با ایمان رفته است خود او را فرشتگان سوال تلقین جواب خواهند کرد و آنچه حق است خواهند گویانید و آنکه با ایمان نرفته است وے را هرگز بر حق قرار نمیدهند مضطرب و متحیر می گردانند و فایده تلقین نباشد و مذهب امام شافعی رحمه الله برایں است که تلقین نافع است

ـه ایں عبارت در هر سه نسخه همچنین است - غالباً صحیح اینچنین است که ولی انبیاء را در اصل سوال توقف کرده -



زیرا که آں وقت حرکتِ شیطان و تشویش او ست آں وقتها وقت تنهائی و وحشت و دهشت است (در آں وقت تنهائی)
اگر دریں وقت یاری وادنی از طرفِ برادرانِ مومن باشد نفع مبیّن و تقویتے قوی حاصل آید مشایخ چشت
بر مذهب امام حنیفه کوفی رضی الله عنه روند و مشایخ سهروردی و ملتان بر مذهب امام شافعی روند و تلقین[°]
اینست یا فلاں ابن فلاں اذکر الاعهد الذی خرجت من الدنیا شهادة ان لا اله الا الله وحده لا شریک له
واشهد ان محمداً عبده ورسوله وان الساعة آتیة لاریب فیها وان الله یبعث من فی القبور قل رضیت
بالله ربّاً واحداً و بالاسلام دیناً و بالکعبة قبلةً و بالقران اماماً و بالمسلمین اخواناً ربی الذی لا اله الا هو رب
العرش العظیم۔

سوال (۲۰) اگر ترا پرسند طعامے یا نمازے و یا صدقه که برروح مرده میدهند چیزے نفع است یا نه ۲۰
جواب بگو آرے هست در شرعیت می آرد یستحب ان یتصدق علی المیت بعده الی سبعة ایام
و در تجنیس میگوید که نوشتی ولو صام او اعتق او فعل شیئاً عن القربات لیصل ثوابه الی المیت و در کبری
می نویسد اگر تصدق میکند از میت یا دعا میکند برائے او بعث میکند سوئے میت خدائے تعالی
آں را نورے بر طبق نهاده می فرستد و در کفایه شعبی می آرد که رسول الله صلی الله علیه وسلم گفته که چوں (می فرستد بر طبق نهاده و در کفایه)
صدقه میدهد مردے بنامِ مرده جبرئیل را فرمان میشود که بردار سوئے قبر او با هفتاد هزار فرشته دیگر و در دست
هر فرشته طبقے از نورے و میگویند السلام علیک یا ولی الله ایں هدیه است که فلاں ابن فلاں برائے تو (روح از مرده)
داده است بمقابله آں هزار شهر در جنت برائے او بنا میشود و هزار حور بخدمت میگردانند و هزار حله می پوشانند
و نیز در حدیث است اگر بنده از امت محمد تحفه درود ارسال می کند بحضرت نبی رسول الله صلی الله علیه و آله
وسلم طبقے از نور پیش مصطفی صلی الله علیه و آله وسلم می برند که فلاں ابن فلاں از امتانِ تو برائے تو فرستاده
و آں قبول افتاده ایں ثواب آں است رسول الله او را دعائے خیر میکند و آں را به گنهگاراں و حاجت
منداں تقسیم میفرماید که بداں انشاں را خلاص از دوزخ میشود و یا تخفیفِ عذاب مییابند۔

سوال (۲۱) اگر ترا پرسند معنی عرس چیست که مرداں میگویند امروز عرس فلاں شیخ و فلاں بزرگ است ۲۱

[°] ایں عبارت از "تلقین" تا "رب العرش العظیم" در نسخه نمبرا موجود نیست۔



جواب بگو که عرس از روی لغت طعام عروسی است و آن زن بخانهٔ شوهر آوردن است
یعنی امروز آن روز است که روح مطهر آن شیخ را بحضرت خدا چنان بناز و نعیم و باحسان تعظیم و تکریم
برده اند چنانکه عروس شب اول بسوی شوهر و این لفظ در حدیث هم مذکور است چون سوال قبر مومن
کنند او جواب با صواب گوید و فرشتگان گویند نم کنومة العروس یعنی بخسپ همچو خواب عروس که بر
تخت بناز و نعیم میکند هم از لفظ حدیث اقتباس کرده اند برای مشایخ و صالحان و مقتدایان اختیار کرده
اند و آن روز که اول روز نقل اوست البته منتظر فاتحه و یاری از متعلقان و دوستان و اقاربان
خویش میباشد و آن روز او را در میانِ ارواح زیادت تشریفی و تعظیمی و تکریمی است اگر آن مردم که در
دنیا مانده اند او را یاد کرده اند به فاتحه و یا به طعامی و یا بچیزی آن را پیش اوی برند برین فخری میان
ارواح بجنس خویش میباشد و بدین شاد و خوش دیده میشود و آن ثوابی است و ترقی درجات
است که در صورتِ آن عین طعامی که در دنیا داده اند بفقیران و گرسنگان و اقارب و عشایر
رسانیده اند بران را چیزی بدلِ گرسنه و تشنه رسیده است و بوی خوش بدماغ مسلمانان رفته
بدان او را رفاهیتی و توقیری حاصل شده و خوشی و شادی پیدا آمده است و آن خوشبوی آن طعام
و آن آب و فاتحه و دعا که برای او کرده اند اگر معذب بود تخفیف عذاب شود و یا خود بکلی خلاص
یا فته و بدرجهٔ بهشت رسیده آن دم او را از دوزخ می کشند و تن او را تازه و ترقی گردانند و آبی
و طیفی و آفتابهٔ از نور می آرند اندام او را می شویانند او را غسل به آبی که سپیدی طاهری
مطهری صافی روشنی روشن کنندهٔ در ساعت چنان می نماید که و قتی بدین عذاب نه بود از سر تازه
و ترقی گردد بر حسب حالِ او جامه ها از بهشت می آرند او را به تعظیم و تکریم در جایی که فرمان شده است
می برند می نشانند اگر اهل و لی شفاعت می ایستد با او این معامله که گفتیم می رود همچنین او را در بهشت
می نشانند خود باز میگردند و این خبر آنانکه بمقام شفاعت رسیده اند و کشف ارواح و قبور بر ایشان
شده است و این کار هم در حال حیات خویش در دنیا به مریدان و متعلقان خویش می کنند بدانند که مریدان
را برین ایمان لابدی است در احادیث رسول الله و حکایت سلوک کلی به کلی مسطور است



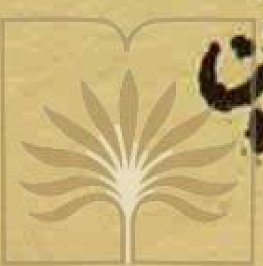
جزئیات مختلف است امّا کلیات موافق است انکار این در معنی انکار حدیث رسول الله و اقوالِ سلف باشد بدعت است بلکه کفر اگر بے تاویل باشد۔

۲۲ **سوال** (۲۲) اگر تر پرسند این تعظیم مقابر و این انداختن گل خوب و غلاف جامه بر آن چه معنی دارد۔
جواب بگو چون این ثابت شد که روح زنده است و تن مرده و احساس از همه چیز از انواع اهانت و تعظیم دارد و با حادیث که ذکر آن بالا رفت پس تعظیم آن موضع داشتن که تن خانه قدیم و وطن دیرینه او ست نزدیک او مستحسن بود و او بدان خوش باشد و بدانچه در دنیا خوش بود هم بدان خوش باشد و بدان میان ارواح مرفه و معظم باشد که او علوی و قدسی است همیں پاکی و استعلا و ترفع و طیب روائح و اماکن بخواهد اصل خلقتِ او از آن عالم است قابل تحویل و تغیر نیست و هر چه خلاف آن کنند کاره و ناخوش باشد و آن گل که بر وے اندازند بدان حظی گیرد او علوی است و بوے خوش هم علوی نفیعے از آن ظاهر و حظے کامل می گیرد و همچنان از آواز خوب هم زیرا چه آواز خوب هم علوی است او هم علوی حظے و نفیعے دارد لهذا خواندن قرآن پیش قبور مستحب بدان آوازِ خوب حظ میگیرند و نفع می یابند از ثواب که بخواندن قرآن حاصل می آید و قرآن خواندن بآواز خوب مستحب است در کتب فقه نوات مسطور است در ذخیره می نویسد و هر که نزدیک قبر سورهٔ اخلاص هفت بار بخواند آمرزیده شود اگر مرده آمرزیده باشد قاری آمرزیده شود و اگر ده بار بخواند بهتر بود و در جمعه زیارت مادر و پدر مستحب است روایت در مفاتح السائل آمده است و آن گل که برگ و است تسبیح میگوید و لهذا گفته اند بریدن درخت و گیاه که برگ و ر آمده است مکروه است و بعضے گویند که خشک هم تسبیح میگویند بعموم قوله تعالی وَاِن مِن شَیئٍ اِلّا یُسَبِّحُ بِحَمدِهٖ و طائفه اول تمسک می کنند به حدیث رسول الله که بگورے گذشت بر کالهٔ شاخ سبز بر و نهاد و گفت تا این تر باشد عذاب ازین گور مرتفع شود سر این است که او تسبیح میگوید تا تر است پس عذاب برداشته میشود و این تمسک ضعیف است زیرا چه او تسبیح دائم می گوید و هر سنگے و کلوخے و خاکے که برگ و راست تسبیح میگوید قوله تعالی وَاِن مِن شَیئٍ اِلّا یُسَبِّحُ بِحَمدِهٖ گویند امّا این معجزه بود که گفت تا این شاخ تر است عذاب به دعاے نبی صلوات الله علیه مرتفع شود و لکن تسبیح متعهد بتری و خشکی نیست و تقید



آیت قطعی بخبر واحد روا نیست پس تحقیق این است که رطباً و یابساً تسبیح میگوید ـ

سوال (۲۲۳) اگر ترپرسند روح چیست؟ **جواب** بگو اینجا مقالات بسیار است بلکه ۱۳
اشکال بحدیست که بزرگان منع کرده اند سخن درین کردن اما مذهب اہل حق آن است که جوهریست لطیف
مخلوق علوی در باطن انسان است که بوئے خوش خیلے دارد در حدیث آمده است تتیشام الارواح کما
تتیشام الخیل ارواح بوئے میکنند آشنایان خود را چنانچه اسپ بوئے کرده ارخود را می شناسد پس
ارواح را شامه باشد و در روایتے از ابن عباس رض اکل هم آمده است و آن مشهور نیست و در حدیث آمده است
که هر شب جمعه در خانهٔ متعلقان و فرزندان خویش می آید تا آخر شب میباشند اگر کسے او را به فاتحه و به
نگلے و یا به طعامے و یا به شیرینی یاد میکنند دعا کنان و شاد و خوشان باز میگردند و الّا نه منکر و ناخوش میروند
و چنین هم هست که در چهل روز در موضع لحد خویش جائیکه غسل داده اند می باشد او را همه مکان یکسان
است که روح است جسمے ندارد که موضع به موضع محتجب و متحیر و مشغول باشد و در موضع دیگر نه باشد چنانکه
شیاطین و جنیان همین صفت ارواح مومنان است که در هر ساعتے و در هر زمانے هر مکانے مغرب
و مشرق پیش ایشان یکقدم و یک لحظه همه جا بینند و به هر صفت بر مردان بفرمان خدایے ظاهر شوند و هم
با آن حال معذب و محبوس باشند و این کار از ایشان آید اما ایشان را راه به علویات نیست و هم حد عرف
و در موضع عذاب و سوختن خویش هستند اما ارواح انبیا و اولیا صلحا و مومنان در علویات عروجے
دارند و در فلک خویش که موطن ایشان باشد می روند از آن عالی تر هم میروند بحکم سیر و ترقی که در دنیا به مجاهده
و اعمالِ صالحه حاصل کرده اند اما موطن همان فلکِ اصلی است که کل شیئ یرجع الی اصله و مرکزه مذهب
حکما اینست که عروج از فلک اصلی خویش بالاتر نکنند و اما مذهب امام محمد غزالی اینست که بعد موت روا باشد
عروج بالاتر کنند از موطن اعلی اینجا ایشان میگویند که محال است از روئے حکمت که شئے بغیر موطن اصلی
خویش رجوع تواند کرد و هم در فلک خود مقرر و از دارتر پیش مذهب و امام محمد میگوید اگر بعد موت عروج بالاتر
نکند آمدن و رفتن و مجاهده و مشاق که در دنیا دیده بود همه ضایع شد آن مقام که او را پیش ازین بود لابدی
از آن مقام عالی تر باشد و الّا فایدهٔ آمد و شد هیچ نبود اما حضرت خواجه سلمه الله توفیق بین المذهبین



داده که مقام و مقر حالی بود که قدیم بود امّا بحکم صفا کدورتی را حاصل شده است به سبب مجاهده و مشاق عروجی
و میوه بالاتر نجست تا مقر همان که موطن اصلی بود که سخن اهل تحقیق این بود که خواجه ما سلمه الله تعالی فرموده اند و هم
مؤمنان هم به بشارت و خوشی در دنیا به کسی آیند بفرمان خدای بشارت بدو رسانند و باز در مقام خویش مراجعت
کنند و با خود لیے مکالمه و مجاهده و محادثه دارند و در بهشت بروند و آنجا که خواهند بگردند و خوش باشند
لبوس نه اند معظم و مکرم عند الله عند الناس در دنیا و در مقامات حرمات و تعظیم دارند و بدین خوش باشند
هرچه بدان تعظیم در دنیا بوده مقامات که بدان خوش می شدند همچنان این زمان هم خوش اند از تواضع چنانکه
در دنیا بود ایشان با ادب نشستن و جامه سپید بر گور پوشانیدن چنانکه برای او لباس سپید در دنیا
کنند خوش باشند و گل خوش انداختن و مقام جاروب دادن و عمارت خوب کردن و وصف
مصلی و مصحف و اسباب دیگر موجب تبرک و آراستگی آنجا داشتن و جماعت نماز آنجا گذاردن
و با حرمت و با طهارت پیش بودن و مدح و ثنای ایشان گفتن و طعام هرچه بهتر و خوب تر بروح
ایشان دادن و سرود پیش ایشان گفتن بدان حظی تمام است چنانکه در دنیا بود حاجتی بدیشان گزارند
و رسانیدن به تربت بستن و تعلیقی کردن نفعی دارد ایشان بدین تشفع میشوند بقدر اندازهٔ خویش سعی
در حاجات او می کنند چون حاجت او به سعی و شفاعت بدیشان رفع میشود نذری که به روح ایشان
کرده بود می طلبند اگر میدهند او را دعا می کنند خوش میشوند و الّا ناخوش میباشند تخیل بخوابی و لواقعه هم
امده او را یا بدیگری که با او آشنائی دارد میگویند که فلان را بگوی نذر ما وفا کن و الّا تخیل کرده مقابلهٔ آن
هم زیانی رسد این هم معاینه جمله مؤمنان و مشاهدهٔ جمله عاقلان است هیچ کسی این را منکر نباشد
قال رسول الله صلی الله علیه و سلم اذا تحیرتم فی الامور فاستعینوا باهل القبور اگر شما را امری پیش آید
که شما در آن متحیر شوید پناه جوئید باهل قبور مسلمانان اگرچه بعض فقها در کتب از بعضی این تکلفات
که در قبور اکابر میکنند کراهیت نوشته اند که القبور موضع للبلاء لا للبقاء و این هم اسراف است
امّا در کتب دیگران اذن است بلکه تصریح باستحباب و بهتر آن بالا گفته شده است و این موضع
مجتهد فیه و مختلف فیه است منع صریح انکار روا نیست این روایت در مضمرات و بسیار کتب



نقد صریح و صحیح دیده شد حاصل آنیست که ما عدّه المسلمون حسناً فهو حسنٌ عند الله در امثال این موضع معتبر عادت مسلمانان است که شرع را اینجا مقطوع حکمی نیست۔

سوال (۲۴) اگر ترا پرسند ایمان عرض است وحدة و تلاثی و تکرار کلمهٔ ایمان فرض نیست پس مؤمن با ایمان بمدت عمر بچه معنی باشد؟ جواب بگو حکم ایمان بدو باقی است چنانکه عقد نکاح گردند حکم عقد که آن حل است باقی تا چندان کلمه تبدیل به کلمهٔ کفر کند واما تصدیق بقلب او تجدد امثال هذا حینه؛ هر ساعته امر ضروری اگر معاذ الله لمحهٔ در دل تردد بی افتد در اصول دین یکفر من ساعته۔ ۲۴

سوال (۲۵) اگر ترا پرسند بعد موت ایمان با تن است یا بروح؟ جواب بگو نه با تن نه با روح لیکن تن و روح او مؤمن اند بحکم الله تعالی باعتبار وجود آن با ایشان در حیات پس ایمان در بنده نیست و بنده در ایمان نیست و لیکن عبد در حکم ایمان بحکم الله تعالی کذا فی تمهید ابو شکور السالمی۔ ۲۵

سوال (۲۶) اگر ترا پرسند ایمان یأس مقبول هست یا نه؟ جواب بگو مقبول نیست و آن عبارت از ایمان ناامید از حیات کافر بوقت معاینهٔ عذاب و هول آخرت وقت از زهاق روح یا قبل وقت غرغره اگر این ایمان مقبول باشد باید که کافر معذب نبود زیرا که قطعاً وقت نزع مشاهدهٔ عذاب آخرت بر ایشان هست قال الله تعالی وان من اهل الکتاب الا لیؤمنن به قبل موته وقال الله تعالی فلما رأوا بأسنا قالوا آمنا بالله الی ان قال فلم یک ینفعهم ایمانهم لما رأوا بأسنا و آن ایمان جز فرشتگان نمی شنوند و آن وقت زوال عقل است و وقت تکلیف نیست و ایمان فرض که معتدبه است ایمان وقت تکلیف است بعضی گفته اند چون غرغره شود و بعضی گفته اند چون روح به حلقوم رسد و بعضی گفته اند چون زوال ضابطه شود احساس از خویش و بیگانگان نماند و این همه اقوال قریب المأخذ اند واما توبه از معاصی در خلاصه میگوید المختار ان توبة الیأس مقبول و بعض گفته اند متردد به مشیت الله تعالی ان شاء قبل لحرمت للایمان وان شاء رد لتاخیره الی جانب الاضطرار و اهل خراسان گفته اند که توبه در حالت یأس مقبول نیست زیرا چه توبه فعلی است که بدان مستحق ثواب بود و برای آن اختیار باید و درین اضطراری است ثواب نباشد کما بعد الموت۔ ۲۶

سوال (۲۷) اگر ترا پرسند حکم ایمان مقلد چیست؟ جواب بگو ایمان مقلد پیش اهل سنت و جماعت ۲۷



مقبول باشد. و آنکه صحت وحدانیت باری را استدلال از مصنوعات کند و صحت قول رسول الله بمعجزه داند او مقلد نبود و پیش اشعریه اگر به عقل نداند و دفع شبه خصم بعقل نکند مقلد بود و پیش معتزله اگر این پنج مسئله که اصول مذهب ایشان هست نداند و دفع شبه خصم بعقل نکند مقلد بود نفی صفات و خلق عباد افعال خود را و نفی تقدیر شر از باری و وجوب تعذیب فاسق و جاهل به اصلح و به عقل اثبات نکند و دفع شبه خصم بدلیل عقل نتواند کرد پیش ایشان مقلد بود و ایمان او صحیح نباشد و آنکه از بعضی فقها منقول است ایمان مقلد صحیح نیست معنی آن مقلد این است که تامل در آیات وحدانیت که اظهر من الشمس اجلی من القمر است نکند۔

۲۸ سوال (۲۸) اگر ترا پرسند تو مومنی؟

جواب بگو آری و اگر تحقیق ایمان و تفصیل صفات کمال کنند گوید نمی دانند این آن مقلد است که ایمان او صحیح نباشد و اگر وصف ایمان پیش او کنند او گوید همچنین است که شما می گوئید و عقیده بر آن کند و لاکن ترک استدلال کند بآیات وحدانیت عاصی باشد ایمان او پیش اهل سنت و جماعت بحق و حقیقت مقبول باشد۔ نمیدانم

۲۹ سوال (۲۹) اگر ترا پرسند چون جبر و اکراه بر ایمان روا نیست پس رفع طور بر قوم موسی و اظهار سیف بقهر و غلبه بر امت رسول الله بجبر و اکراه چگونه روا باشد؟

جواب بگو جبر بر ایمان روا نیست و لیکن اکراه رواست فرق جبر و اکراه این است که جبر موجب زوال اختیار و ایمان بی اختیار مقبول نبود زیرا که تکلیف است و تکلیف مجبور روا نبود اما اکراه منافی رضا است نه اختیار و برای تکلیف قدرت و اختیار باید نه رضا و این آیت أَفَأَنْتَ تُكْرِهُ النَّاسَ حَتَّى يَكُونُوا مُؤْمِنِينَ منسوخ است بآیت قتال الکل فی المضمرات و گرفتن خمیان برای ختم کردن بر روح مرده نزدیک قبر روا است مختار این است که مکروه نیست در فتاوی می نویسد شیخ ابوبکر عباسی وصیت کرد بدین و گفت که میت بدین نفع میگیرد و مختار همین است کذا فی الکبری اگر مردی مرد وارث او شخصی را برای قرآن خواندن آن جای نشاند مختار آنست که مکروه نیست و ماخوذ این جا قول محمد است یا ابو حنیفه است و اما طواف گرد بر گرد قبر مرد صالح معتقد اند را با خطر در فتاوی حجت می نویسد از کان

قبر صالح دیگر فانه ان یطوف حوله ثلاث مرات فعل ذلک واما نقل میت از بلدے به بلدے روا باشد در
جامع الفتاوی می نویسد که نقل میت از بلدے به بلدے اثم نیست زیرا که حضرت یوسف را حضرت موسی از مصر
در شام برد تا عظام او با عظام آباے او باشد و ابو جعفر هندوانی از بلخ بود در بخارا انتقال شده از آنجا جنازه او
در بلخ بردند و علما و اکابر آن عصر همه استقبال جنازه از منزلے به منزلے کرده بودند و اما اطلاق لفظ روضه بر
مقبرهٔ اولیا بلکه کل مومن صالح روا باشد زیرا که رسول الله گفته است القبر اما روضة من ریاض الجنة او حفرة
من حفر النیران و در شرح حسامی ملتجب میگوید ان القبر للمیت کالرحم للماء والمهد للطفل من حیث انه یکون
فیه الی مدة ثم یخرج منه وهو روضة دار المتقین او حفرة دار الخاسرین واما تجصیص و تطیین و بناے عمارت
بر و مکروه نیست در جامع الفتاوی می آرد که ابو القاسم پرسیده شد از مردے که دختر خود را پنجاه درم
داد گفت چوں بمیرم پنج درم از آں تو و پنج دیگر بر گور من عمارت کنی و گچ کنی و باقی چهل درم را گندم خری
و وارث او را روا نباشد که از وصیت او عدول کند دیگر تجصیص گور کند نه از بهر زینت و افتخار و تکبر بود روا
بود و باقی صدقه گندم دهد و در تجنیس و مزید می نویسد لا بأس بتطیین القبور هر کس بکرده علیه الفتوی
وهو المختار و در ظهیری نیز می نویسد نوشتن بر گور و نهادن سنگها بر و مکروه بود عند البعض و در بزازی می نویسد
که رسول الله صلی الله علیه وآله وسلم گذشت بگور ابراهیم دید که گورے خراب می شد گفت هر که گورے
کند گور را استوار کند و در عمدة الابرار می نویسد که امروز مردم همیں اعتبار کرده اند بر تسنیم همین از خوف نباش
وآں را حسن دیدند و ما راه المسلمون حسنا فهو حسن عند الله و در فتاوی حجه میگوید اعتبار الناس الیوم التسقیف
ولا بأس بالتطیین فعلی هذا اتخاذ کنند و جماعت خانه و عمارت هاے متکلف که امروز معتاد بزرگان
شده است هم مستحب و مستحسن باشد زیرا که بر قبر منور رسول الله صلی الله علیه وآله وسلم و بر قبر علی رضی الله
عنه و حسین رضی الله عنه و علی رضا رضی الله عنه و بر قبر حمزه و قبر مشایخ و علما و فقها و مفسران و محدثان اتخاذ کارها
کرده اند و مقام را آراسته و استوار گچهاے محکم و عمارتهاے استوار کرده و هیچ یکے از علماے تابعین و
صحابه و بعد ایشاں انکارے نه کرده اند مستحب و مستحسن باشد چه جاے انکار است که اگر بدیں نیت
باشد که فقیرے بیاید و شبے راحت گیرد ساعتے آں جا به نشیند و بیمار را هر در مطالعه کتابے بکند



در درج آن مقام دل وجان او را تازه گرداند و با فراغ نماز و تلاوت و کتابت قران و بفراغ خاطر فاکر
و ذاکر آرام و خوشی دل مسکینی و غریبی دمریضی بی خانمانی باشد بی اندازه ثواب مزید بود پس منع ن ذوق رسید آرام
همه فعل جهال و بی مایگان یاده گویان باشد و یک کار دیگر است اگر یکی را در مقام متبرک دفن کردند
او لایق آن مقام نیست او را از آن مقام فرشتگان را فرمان میشود که میکشند و زمینی که لایق او می باشد
می برند میدارند همچنین او اگر نیک معظم و موقر میباشد و آن مقبره و زمین لایق او نمی باشد او را از آنجا می کشند
بحرمت و عزت در مقامی که لایق او میباشد آن جا می برند میدارند چنین گویند در آنچه برای گنبدی که
بر تربت معظم شیخ الاسلام نظام الدین قدس سره العزیز خواستند بر آرند نزدیک گور کاوند چنانکه رخنه
در گور افتاد خوف آن شد مگر گور بیجای افتد خدمت شیخ رکن الدین ملتانی نشسته آنجا تلاوت میکرد و مدتی در تربت
مدید از نقل شیخ رفته بود او سر در دل رخنه کرد و گفت که شما تعلق برای چه میکنید که او را اینجا نگذاشتند تا
بکدام جا تن او را برده اند بیائید که جز جامه سفید خالی که اول روز کفن کرده بودند همبر این صفت است در وی
گور نیست همه آمدند بدیدند همچنان بود و در دریای لوط که در زمین قوم لوط دریا گرفته مسافران صادق چنین خبر
کرده اند که هر روزی چند جامه کفن از هر ولایتی در کناره آن دریا می آید و جمع میشود جامه هندوستان
و جامه خراسان و عربستان و ترکستان و ولایت های مختلف هر روز آنجا می یابند چند طائفه برای
کشیدن آن آنجا می باشند و مواجب ایشان ضابطه آن مقام همان جامها کرده است و سر آن
این است که مردمی حاشا که بدان فعل ایشان گرفتار میشوند در هر ولایتی که می برند و دفن میکنند و در زمین
قوم لوط می آرند و می اندازند تا حشر در میان آن طائفه بود و حکم ایشان همچو ایشان باشد و هم در عذاب نقد که
آن نصیب آن زمین آمده است بدان شریک شوند و یک کلمه دیگر بشنو که تقصیری و لیکن و یا نبیئ اگر
میخواهد شفاعت مرده کنند او را در هیئت در رنگ او می بیند اگر تمام اندام او سیاه نه شده باشد و شکم چون را اول در هیئت
دهل نباشد و چشم سبز یا زرد و دست و پا آماسیده نباشد مرد به شفاعت او می کنند اما اگر برین
هیئت مذکور دیده شد او لا قابل است ایمان به سلامت نبرده قابل شفاعت نیست هیئت
کافران در روز قیامت همین است که در قلم آمده اما اگر ایک نقطه مقدار گنجدی بر پیشانی یا بر جای



در اندام سفید باشد هم امید باقی بوده جاے شفاعت است ایمان دارد شروع به شفاعتِ او کند اما صعوبتے تمام دارد تا کدام مقربے عظیم الدرجات باشد که درین محلها تواند الیتاد واستیذان به شفاعتِ او کند که اینجا بلاها است اینجا تقلباتے است اینجا نهانی اسرارے است که جز اهل دل یکدیگر بدل دیگر هیچ کس نداند وهیبتهاے است جز آں رجال عظام نتوانند بمقابله آں الیتادے باشد چند بارے گریز نماید باز بر جاے خود الیستد اگر مرد بلا خوار بود والّا بگریزد چنانکه باز نتواند بر جاے ماند وچنیں هم میباشد که معذب را از پیش اهل دل نهاں می کنند هر چند او میجو اهد در اینه بیند اطلاع بر حال او کند او را از پیش چشم او غایب میگردانند وهیچ اطلاع نمیدهند و دیگر بار باشد که وے خلاص خواهد فی الحال مخلص می نمایند و در واقع معذب باشد بانواعِ تعذیبات گرفتار فی الحال و او را در مآل مخلصی هست لیں را کالواقع الکائن مآل کرده می نمایند و او را معذّب باز می گردانند و کار خود میکنند وهمچناں میباشند وے چوں در مقبره می گزرد تا که قدم او در آں مقبوره است عذاب آں جمیع مقبره بر میدارند وچنیں هم میباشد که تا بر سر گورے هست عذاب از آں گور بکلی مرتفع است تا او بر سر گور باشد فرشتگاں دست بسته بیکار استاده باشند چوں او پشت دهد باز ایشاں بکار خود شوند حاصل با همه خداے باقی است نبی باشد یا ولی ـ

دست ببازوے دوست نیست ببازوے کس ❊ بوالهوسان فضول سر بگریباں برند

یَفْعَلُ اللّٰهُ مَا یَشَاءُ وَیَحْکُمُ مَا یُرِیْدُ صفت اوست خلاص دهنده همواست وعذاب کننده همواست هر به تقدیر کرده یکے از آں شفاعتِ شافعاں وقبول ایشاں در محلے که خواهد بهر صفتے که خواهد و بر هر شخصے که خواهد قبول کند ورها کند واگر نخواهد نه کند مَنْ ذَا الَّذِیْ یَشْفَعُ عِنْدَهٗ اِلَّا بِاِذْنِهٖ وَلَا یَشْفَعُوْنَ اِلَّا لِمَنِ ارْتَضٰی لَا یَتَکَلَّمُوْنَ اِلَّا مَنْ اَذِنَ لَهُ الرَّحْمٰنُ وَقَالَ صَوَابًا نه بینی که رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وآله وسلم میفرماید بعضے صحابه روز قیامت در حوض تشنه بیایند خواهم که قطره بدیشاں دهم از پیش من برند ومن بگویم که الٰهی یاران من اند فرمان شود تو نمی دانی که ایشاں چه احداث کرده اند بعد تو ومرا اطلاع بر حال ایشاں نه دهند وشفاعت کردن ایشاں را نه دهند ودیگر در حدیث آمده است که پرسیدند یا رسول اللّٰه ما ترا در روز قیامت کجا یابیم گفت در زیر عرش یا بر سر حوضِ کوثر یا در پل صراط واگر این دو سه مقام نیابید پس مرا نه بینید یعنے او کیے است که او را بمن نه رسانند ومرا از حالِ او اطلاع



نه دهند و شفاعت من بد نرسد و بے شبہ است که او درین یک مقام است و ایشان هم همانجا هستند
امّا او را بر ایشان در پوشند تا او شفاعت از حال ایشان نکند و دیده در بر حال ایشان نباشد و ایشان همچنین
معذب دیگر گرفتار باشند و هیچ شورے و خطرہ بدل نبي الله از حال ایشان نیاید چوں نه بیند پس شفاعت
چگونه کند۔

سوال (۳۰) اگر ترا پرسند روا باشد که سیئات محبط حسنات و حسنات مذهب سیئات باشند ۳۰
جواب بگو روا باشد حسنات مذهب سیئات افتد و امّا سیئات محبط حسنات نه افتد غیر کفر
د آیات و نصوص که درین باب وارد است همه ماؤل باشد باستحلال معاصي و آں کفر است و یا ترهیب
و یا تخویف و تعظیم ذنب و احباط و حسنات بکبائر مذهب معتزله است۔

سوال (۳۱) اگر ترا پرسند کسے مامون العاقبت شود یا نه؟ جواب بگو انبیا صلوات الله ۳۱
علیهم السّلام قطعاً مامون العاقبت اند و امّا غیر ایشان کسے مامون العاقبت نباشد در خوف و رجا باشد این
سخن در کتب فقه مسطور است و مذهب فقها باجمعهم همین است و عشره مبشره را نیز الحاق با نبیا کرده اند
که این ده نفر مردا آمنّا و صدقنا در بهشت باشند و آں ده نفر ایشان ابوبکر رض و عمر رض و عثمان رض و علی رض
و طلحه رض و زبیر رض و عبد الرحمن رض بن عوف و سعد رض بن ابي وقاص و ابو عبیده رض ابن الجراح و سعد رض ابن سعید و زید
و همچنین حسن رض و حسین رض و فاطمه رض و عائشه رض و خدیجه رض و زوجات مطهرات دیگر و غیر ایشان آنکه حدیث صحیح
در باب ایشان وارد است امّا شیخ الاسلام ابوبکر کلابادی صاحب تعرف شیخ استاد ابو النجیب
سهروردی که پیر شیخ شهاب الدین صاحب عوارف است که در تعرف میگوید که روا باشد که غیر نبي معصوم از
خوف گردد مامون العاقبت شود خوف عذاب او برود و بالهام من الله و معامله خاصه با او بحق و حقیقت
بداند که من مامون العاقبت شده ام مرا خوف عذاب نیست و صاحب احیا و صاحب قوت القلوب و
صاحب لطائف قشیري نیز برین اند که اَلَا اِنَّ اَوْلِیَاءَ اللهِ لَا خَوْفٌ عَلَیْهِمْ وَلَا هُمْ یَحْزَنُوْنَ بدان و آگاه باش
که همچنین تحقیق است والله اعلم بالصواب و شیخ صاحب تعرف او دعویٰ حجج و براهین هم در تعرف آورده
من اراد تحقیقه فلیطالعه۔

ن سعد بن ابي وقاص و سعید بن زید و همچنین حسن رض و معصوم از صاحب عوارف و صاحب تعرف بود شیخ



سوآل (۳۲) گر ترا پرسند قیامت چه باشد؟ جواب بگو قیامت عالم روزیست که ۳۲
که حشر مخلوقات خواهد بود وجزای اعمال خیر و شر که در دنیا کرده است خواهد داد و حق تعالی جلوس برای حکم بر کرسی
قضا خواهد کرد و مدت آں روز مقدار پنجاه هزار سال دنیا خواهد بود وَكَانَ مِقْدَارُهُ خَمْسِينَ أَلْفَ سَنَةٍ –

سوآل (۳۳) اگر ترا پرسند اشراط قیامت چه چیزها است؟ جواب بگو در احادیث و تواریخ ۳۳
مسطور است بعضے از آں خروجِ دجال است و او شخصے پیدا آید یک چشم کور بود و در موضع دیده گوشت
خارج پیدا باشد و جوان باشد و با جعد باشد و مویها کنگره دار بود و میان شام و عراق پیدا آید بلاد چپ و راست
خراب کند چهل روز در زمین باشد روزے همچوں سالے بود و روزے همچوں ماہے باشد و روزے
همچوں هفته و باقی همچوں ایام ما باشد یعنی اول روز هیبت او هیبتے باشد که همچوں سالے نماید دوم روز
هیبت او کم گردد و برموازنه ماہے نماید سوم روز از آں کمتر شود موازنه هفته نماید و باقی ایام هیبت او
یکی از دلها برود و فساد او پیدا آید در چهل روز هلاک شود و با خود بر ظاهر جری باشد والله اعلم بالصواب
صحابه پرسیدند یا رسول الله روزے که مقدار سنه باشد نماز یک روز ما را کفایت کند یا نه کند فرمود
قدروا له قدره اندازه کنید اندازه کردنی این ظاهر دلیل بر این است که البته درازی روز هم بر ظاهر جری
است و اگر نه نفس وجوب آید این سوال بر اصولِ فقه مشکل باشد چوں زوال مثلاً نه شود سبب نفس
وجوب ظهر نبود ظهر چگونه واجب شود مگر آنکه نفس وجوب تقدیری گیرند بسبب تقدیرے والله اعلم آں
خود بچه تواں داشت وجوں ظهر یکوقت وجوب نباشد دیگر ظهر چوں واجب شود و بے نفس وجوب
روا نه باشد دجال بر قومے آید دعوی خدائی کند ایشاں بدو گروند بر ایشاں امر باسماں کند تا باراں بارد و بزمین
کند تا زمین بروید و مواشی ایشاں خوش بچرد ایں قومے باشند و بر قومے دیگر بیاید بر ایشاں دعوی خدائی کند ایشاں
بدو ایمان نیارند بر ایشاں قحط شود امساک باراں شود خراب شوند از گرسنگی میرند در خرابه بیاید بگوید اے زمین
گنج خود بیروں آر بر ابر او گنجهائے آں زمین رواں شود و او ناریے و مائے باشد هر که برو ایمان دارد در ماء اندازد
و هر که بدو ایمان نیارد در نار اندازد و در حقیقت ماء او نار است و نار او ماء و بعضے تاویل بر ضاد ظهر کرده اند
و بعضے بحقیقت جری داشته اند مردے جوانے را بخواند تیغ بکشد دو پاره کند باز بخواند و آں زنده بیاید بداں

وجوب بسبب نفس [illegible] بسبب

خوش شود و بخندد و همه را بلاها باشد که ناگاه حضرت عیسی علیه السلام فرود آید نزدیک منارهٔ سفید شرقی دمشق
میان مهرود زرین هر دو دست بر بالهای دو فرشته نهاده چون سر بجنباند از سر خود را آب چکد و چون
بردارد فرود آرد دانه ها چون پرکالهٔ نقره و یا چون مروارید هیچ کافری را بوی او نیابد که نمیرد و دم او تا منتهی شود که
که منتهی شود نظر او دجال را در نهایت دریابد پس بکشد پس تو بی آید ایشان را خدای از شر او خلاص داده است
ایشان را دست بر روی فرود آرد رحمة الله علیهم و برای ایشان حکایت کند از درجات بهشت که درین حادثهٔ
عظیم ایشان بر دین ثابت ماندند و همدرین وحی شود بسوی عیسی علیه السلام طائفه را بیرون آورده ایم که هیچ
کس را قدرت قتال با ایشان نیست بندگان را بسوی طور بیرون آور و آن طائفه یاجوج و ماجوج اند که
حق تعالی ایشان را فرستاده است ایشان از هر بلندی بجهند و بیرون آیند و اول ایشان بر دریای طبریه
بیایند تمام آب دریا بخورند طائفه دیگر از ایشان بگذرند و نشان آب نیابند بگویند مگر اینجا وقتی آب بود
تا بکوه بیت المقدس برسند بگویند جمیع اهل زمین را کشتیم اکنون اهل آسمان را بکشیم تیرها بجانب آسمان
بفرستند تیرهای ایشان مخلوط بخون بسوی ایشان افتد از برای ابتلای ایشان که بدانند که ما اهل آسمان
را هم کشتیم نبی الله عیسی و صحابه محصور مانند در کوه طور بحدی که یک سر گاو بهتر از صد دینار زر باشد آن روز
دعا کند عیسی علیه السلام خدای تعالی بر ایشان نغف در گردن ایشان پیدا آرد و همه یکبار بمیرند عیسی و اصحابه
بزمین فرود آیند موضع یک وجب نماند مگر آنکه بوی تن مردار گندهٔ ایشان پر باشد دعا کند عیسی علیه السلام و صحابه
حق تعالی فرشتگان فرستد بجهت شتران بختی ایشان را چیده از در جائی که خدای تعالی خواهد دور در دریا بیندازند
اندازند و هفت سال برآید که مسلمانان از تیرهای ایشان و نیزه های ایشان هیزم سازند بعد از آن یکبار باران
آید جمله خانها را بشوید و زمین را پاک کند زمین گیاه پیدا آرد و برکتی در زمین پدید آید که گروهی از یک درخت
انار سیر شوند و در سایه او بنشینند و در شیر برکت افزاید که شیر یک ماده شتر جماعتی را کافی باشد و یک ماده
گاو قبیله را کفایت کند هم درین میان باد خوشی بوزد و روح جمیع مؤمنان قبض کند و همه شرار مردم بمانند میان
خود قتال کنند همچو متقاتل خران برایشان قیام قیامت باشد و اینجا روایت مختلف آمده است اما توفیق
خبر با اختلاف احوال ناس و اختلاف بلاد دیگر هیچ نمی توان کرد و این کلی عظیم است و مخلصی کبیر است در

[illegible]



توفیق اختلاف روایات درین موضع و یکے از شرایط طلوع آفتاب از مغرب است و آں شبے باشد
در از بموازنه دو سه شب خواب اہل بیدار شب و مجتہداں دیگر کسیے نداند و سخت متوحش و تاریک بود صبح
آں آفتاب سبز فام متوحش مکدر از جانب مغرب بر آید تا آنکه خداے خواہد باشد باز ہم بموضع مستقر
رود تا ماشاء الله بر آید آں روز ایمان ہیچ کس مقبول نباشد در توبه آں روز بر بندند اینجا اختلاف کرده اند
بعضے گفته اند ہمدراں روز توبه ہیچکس مقبول نه بود بعد از آں مقبول و بعضے گفته اند تا روز قیامت توبه ہیچکس
مقبول نشود و بعضے گفته بستن در توبه ایں معنی است که دل مرداں را چناں مبتلا بمعصیتے و بلاہا گردانند
که ہرگز میل توبه نکنند چوں تائبے در جہاں نماند توبه قبول چه شود و در ہراسے که کشاید که آینده و رونده نمانده
باشد نه آنکه حقیقت توبه را در بسته است و قبول او بداں در می شود و صورت آں آنست و معنی آں
اینست که در قلم آمد و آنکه توبه کند البته توبه قبول شود و لیکن توبه کسیے نه کند و توبه از دلہا مرفوع گردد نه
توبه نه قبول محدثاں و حکما اینجا اختلاف کرده اند و حاصل آں بتمام گفته شد و یکے از آں شرائط خروج
دابة الارض است در تفسیر ایں آیت وَإِذَا وَقَعَ الْقَوْلُ عَلَيْهِمْ أَخْرَجْنَا لَهُمْ دَابَّةً مِّنَ الْأَرْضِ تُكَلِّمُهُمْ جنبنده
است درازی او شصت گز ہیچ کس او را نه رسد و ہیچ کس گریزنده از و نتواند گریخت و او را چہار پاے است
و دو بازوے است و سرے ہمچو سر گاو و چشم ہمچوں خنزیر و گوش چوں گوش فیل و گردن شتر مرغ و سینه شیر
و رنگ پلنگ و تہیگاه گربه و دم میش و شکل شتر و میان دو بند او دوازده گز است و آں قدر موے دارد
و بداں درازی و بسیاری که از سر تا قدم معلوم نه شود بروں آید از صفا سخن به عربی کند و بگوید أَنَّ النَّاسَ كَانُوا بِآيَاتِنَا
لَا يُوقِنُونَ یعنی بخروج من موقن نبوده اند و بگوید لعنت الله بر ظالماں باد و تکلم کند به بطلان ادیان جز دین اسلام
و در یابد که ایں مرد مومن است و ایں کافر است ایں ترجمه تفسیر مدارک است و یکے از شرائط قیامت خروج
مہدی و آں را خاتم الاولیا گویند در مصابیح است که رسول الله صلی الله علیه وسلم گفت المهدي مني ومن اولاد
فاطمة ومن عترتي وكنيته كنيتي والمهدي اجلى الجبهة اقنى الانف يملاء الارض قسطاً وعدلاً كما ملئت جوراً وظلماً
جاے دیگر آمده است اسمه اسمي وكنيته كنيتي بملک سبع سنين معارف ظاہر و آشکار اکند و بیانے کند که جمیع
معارف را با شرایع ایں خاصه او باشد عیسی علیه السلام بیاری دہی او آید ہفت سال او بر زمین باشد عہد او



همچو عهد رسول الله و بعضی گویند زنده است بیرون خواهد آمد در روزی که فرمان شود و بعضی گویند از سادات حسینی است در آخر زمان متولد خواهد شد و طائفه هستند روافض ایشان گویند در محل کوهی است و در آن کوه غاری است هر روز اسپان زین کنند و بر در آن غار روند و گویند یا مهدی قانا ما عروک تنقطر و بانو او ارواحنا لتمشیه امرک تا یکی این روز بلکه زیادت باشند بعد از آن بیکار خود شوند هر روز عهد ایشان این باشد و دیگر اشراط ساعت بسیار است در کتب احادیث و تواریخ مسطور است امّا حاصل جوابش این جا آنکه بعضی بکتاب الله ثابت است چنانکه خروج دابة الارض و طلوع شمس از مغرب و بعضی متواتر معنی و بعضی از احاد وجوب اعتقاد آن هم بر حسب دلیل باشد۔

۳۴ سوال (۳۴) اگر ترا پرسند نفوس باقی است یا فانی است همچو تن؟ جواب بگو نفس باقی است و هرگز فنا نپذیرد بدین اجماع انبیا و اولیا و حکما است کذا فی المعالم و معلوم است که هرچه موجب کمال نفس است. موجب نقصان بدن است اگر موت نفس بموت بدن بودی بهرچه نقصان اوست کمال او نبودی نه بینی یا ریبین که متصوفه می شنیدند بدان ضعف بدن است و کمال نفس بدان نفس را مغیبات منکشف میشود و مهبط انوار الهی و مشاهده جمال خداوند تعالی میگردد و چون باین همه اجماع انبیا و اولیا و حکما معتقد شد عقیده لابد بدان واجب باشد۔

۳۵ سوال (۳۵) اگر ترا پرسند همه تن فنا پذیرد و یا چیزی خواهد ماند؟ جواب بگو در حدیث آمده است کل ابن آدم یاکله الارض الا عجب الذنب عجب ذنب استخوان کمتر است که بر سرین خواهد بود خرد است برموازنه حردل در زمین احساس نمی شود و حشر او از آن خواهد بود و عطا حقیقی تمام انسان در آن مقدار استخوان گردانیده چون او باقیست بالقوه تمام باقی است چنانکه استعداد درخت میپل که بدان درازی است در آن دانه او نهاده که بدین خردی است که در دست نیاید و در احساس نیاید و الّا بدشواری و تن انبیا حرام بر ارض هرگز فنا نپذیرد و همه درست باشند و بعضی از اولیا همچنین مرتبه که در گور نه گدازند قال رسول الله صلی الله علیه و آله وسلم ان الله حرم علی الارض لحوم الانبیاء و این هم کلی نیست که مرده ریخته شود و پخته گردد تو لند بود بحسب هوا و خشکی تن چنان خشک شود و بماند که هیچ نگدازد این دلیل نیست بر ولایت بهر مرده ناگداخته



اما چنیں ہم بود کہ بہ کرامت تن او نگداز د و یکے باشد از مقربان حق کہ تنش بگداز د و ریزہ ریزہ گرد د و خاک شود و ایں معنی کلی نیست ہر دو طرف مطرد نباشد۔

سوآل (۳۶) اگر ترا پرسند تناسخ ہست یا نہ؟ **جواب** بگو مذہب اہل اسلام تناسخ نیست ۳۶
مذہب برہمہ است و معنی تناسخ ایں است کہ یک جان تنے را بگذارد و در تن دیگر فرود آید اگر کار نیک کردہ باشد در تن بزرگے و آدمی فرود آید و اگر کار بد کردہ باشد در تن خرے و یا ستورے و یگے شود باز در دنیا آید و ایں ہمہ وہمیات باطلہ و تخیلات فاسدہ است دین اسلام ازیں بیزار است مطلقاً و دلیل اقوی برائے نفی تناسخ ایں است کہ اگر جان مرا پیش تعلق بہ بدنے بودے ہر آئینہ مرا علمے از احوال آں تن بودے و آنچہ گذاشت در خانہ تعلق ایں جان من بداں چیزے خبرے داشتے چنانکہ شخصے اگر چند گاہے در شہرے بباشد چوں انتقال میکند البتہ علمے از آں شہر و از ہوائے آں و از زمین و خانہا و خلق آں مقام یاد او بباشد پس چوں مارا ہیچ علمے بجائے پیش ازیں تن نیست لابد پیش ازیں جان ما تعلق بہ تنے نداشت و بعدہ ازیں ہم نخواہد بود زیرا کہ قابل بفصل کسے نیست و نہ بدیں کہ ایں اول تن او ست غیر ایں دیگر خواہد بود ایشاں میگویند خدائے داند چند بار تنہا گذاشتہ ایم و بدیں تن رسیدہ ایم و تا چند بار ہنوز خواہیم گذاشت و نیز اجماع اولیا و انبیا و حکما منعقد بر ایں است کہ تناسخ باطل است

سوآل (۳۷) اگر ترا پرسند حشر قلوب خواہد بود یا نہ؟ **جواب** بگو چوں نفوس و قلوب و ارواح ۳۷
را موت نباشد حشر چہ معنی دارد و موت دل عبارت از حرمان او ست از فیضان نور اللہ درو و از حضور سعادت و کمالات دینی و دنیاوی عملی و علمی کشفی و یقینی دل ہر کہ بدیں موت میرد ہرگز زندہ نشود و ہرگز در آخرت حشر نہ شود ہمچنیں میت بماند قال اللہ تعالی وَمَنْ كَانَ فِي هٰذِهٖ أَعْمٰى فَهُوَ فِي الْآخِرَةِ أَعْمٰى ہر کہ کمالات در دنیا حاصل نکرد و بدرجات حق نہ رسید در آخرت ہرگز نخواہد رسید ہمچناں محروم مبعود و مطرود خواہد ماند و ہر کہ دلش در دنیا زندہ شد و بکمالات روحانی و بانوار حقانی رسید لابد در آخرت زندہ خواہد بود او را ہم حشر نیست او خود زندہ است زندہ را حشر نہ باشد چنانکہ فانی دائم الفنا را حشر نہ بود پس کیف ما کان حشر اجساد بود نہ حشر ارواح و قلوب و نفوس کہ ایشاں دائم مردہ اند چنانکہ نفوس کفار و یا ہمیشہ زندہ اند چنانکہ دلہائے



انبیا و اولیا فقط قبیل و اینکه گفتیم دلی که زنده است نمیرد و دلی که مرده است او زنده نگردد و او را حشر نشود این سخن در لطائف قشیری است اولیاء الله لا یموتون ولکن ینقلون من دار الی دار و آنکه مردمان گویند سرهای خفته و دلهای بیدار هم بدین معنی است که گفتیم ـ

۳۸ **سوال** (۳۸) اگر ترا پرسند اعادهٔ بدن موتی امریست که در دین واجب است وجوب آن چیست؟

جواب بگو اجسام قابل وجود و عدم است چنانکه عدم محض بود امّا به ایجاد الله ابتداءً موجود شد و بعد وجود بانعدام الموجود القدیم معدوم گشت باز اگر آن موجودی که من اصله معدوم بود باز موجود کردند چه تعجب در استحالت بود این امری ممکن است از روی عقل و خبر صادق خبر کرده بوجود آن قطعاً پس اعتقاد آن واجب باشد و جای تامل و تردد نبود و هر که بانکار پیش آید همه جهالت در جهالت بود و شبهه منکران این است که اگر انسانی سباعی خورد و اعضای اصلیه او در و منهضم شد اعادت آن موجب ضیاع انسان غاذی پس ممکن نباشد و در دفع این شبهه آنست که حق تعالی اجزای اصلیه هر یکی جداگانه کرده از اعضای اصلی دیگری و معتبر اعادت اعضای اصلی او نه فاضله و هر یکی را با اعضای اصلی خویش معاد خواهد شد این جا یک سخنی ازین بیشتر میگفتند که اگر زید عمرو را خورد و بدین اعضای فاضله او غذا حاصل شد و نطفه از آن در صلب او جمع آمد و فراهم شد بصورتی از و فرزند مثلاً بکر زاد اعضای اصلیه این فرزند شد و آن اعضای اصلیه عمرو بود پس اعادهٔ عمرو موجب ضیاع بکر بود و اعادهٔ آن فرزند موجب ضیاع عمرو بود و دفع این شبهه آنست که هر شخصی را عند الله اعضای اصلی مقعده علیحده ثابت و موجود است چنانکه در حدیث آمده است که فرشته را فرمان شود چون نطفهٔ مردم در رحم زن جمع می آید قطرهٔ خاکی که از زمین مدفن او است بیارد و در آن نطفه خلط کند خلقت عجب الذنب از آن بود و اعضای اصلی او بالقوه هم از آن قطرهٔ خاکی است چنانکه دانهٔ درخت بر مقداری میباشد در حس نیاید ولیکن جمله اجزای آن درخت بزرگ بلند و پهن هم بالقوه در آن دانهٔ صغیر است اعضای انسان همان قطرهٔ گل است علیحده از نطفه آورده انداخته اند از آن عجب الذنب مخلوق شده و آن مایهٔ اعضای اصلی او است و تخم انسان همان است و امّا نطفه بدل ترتیب و تقویت و زیادت نما و مولود آن نطفهٔ زید با اعضای اصلی او عمرو خواهد شد

ن الموجبه

۲ سباع را انسانی



و اعضاے دیگر از آن عجب الذنب خود خواهد بود که آن اعضاے اصلی اوست فعلی هذا هیچ استحالت در اعادت معدوم نیست از روے عقل و خبر صادق محقق شده فوجب القول به از حضرت بندگی خواجه خود سلمه الله تعالی اشارتے لطیف و کلامے غریب در تفسیر این شنیدم رَبِّ أَرِنِي كَيْفَ تُحْيِي الْمَوْتَىٰ یعنی بعد بلا بها و فنا بها و صرور تها ترابا و رمادا و بعد اکلها بعض الحیوانات کالکلب والذئب قَالَ أَوَلَمْ تُؤْمِن قَالَ بَلَىٰ وَلَٰكِن لِّيَطْمَئِنَّ قَلْبِي قَالَ فَخُذْ أَرْبَعَةً مِّنَ الطَّيْرِ الآیة او سوال کرد کیفیت جمعیت بعد افتراق اجزاے میت متفرقاً و غرباً و غذاے او حیوانات دیگر و نمو چندین هزار دواب از وے و خلق چندین مردم را انجلاق و پراندن باد از اجزاے گل او باطراف عالم و خلط اجزاے حیوانات بعض دیگر چگونه باشد علم الیقین دارد و عین الیقین میخواهد جواب شد که چهار پرند بیار و ایشان را ذبح کن و اجزاے ایشان را مخلوط کن یکجا کن بکوب بر سر چهار کوهے بنه و خود از دور ایشان را بخوان چگونه هر یکے بصورت خویش بر هیئت و صفت خویش بسر تو پویند و از خود بینی که اجزاے مخلوط کرده یکجا کرده چگونه فرداً فرداً به هر یکے را پیوست و هر یکے بمرکز اصلی خویش رجوع شد و هر یکے بهیئت قدیمه خود بازگشت کذلک حشر اجساد نیز همچنین خواهد بود و هر چیزے از حیوانے بجد اصلی و هیئت و به صفت خویش بازگشت غریب معنی است عجب اشارتے این ماست خاصه حضرت خواجه ماست سلمه الله تعالی عن الآفات -

۳۹ سوال (۳۹) اگر ترا پرسند اهل بهشت جرد مرد خواهند بود منور و روشن و سفید پوست باشند و اهل نار کبود دندان کافر مثل کوه احد باشد و اندام بمقدار و دیدن اسپ تازی بمدت یکماه بود و این قول به تناسخ است زیرا که آن بدن نیست که در دنیا بود؟

جواب بگو مقصود اعادت اعضاے اصلیه و ایجاد آن و آن باقی است در هر دو فریق مگر آنکه تغیر وضع کنند و بعضے اجزا اعضا را براے زیادت عذاب جزاے اعمال ایشان را زیادت تر گردانند آن را مانع نه ایم و این قول بر تناسخ نه بود زیرا که بنظر اعضاے اصلی همان تن است و اصل تناسخ به اعضاے اصلی به تنے دیگر میگوید فافترق الحق والباطل بالزهوق -

۴۰ سوال (۴۰) اگر ترا پرسند صفت قیام قیامت چه باشد؟



جواب بگو در حدیث است کہ روز جمعہ باشد وآں جمعۂ عاشورا باشد یکے گوئی وانکہ ذرۂ از خیر بود بزمین نماندہ باشد مردم اشرار بوند از ایشاں عبادتِ اوثان می آید وہمہ درآں باشند لطیب عیش ودر سود وسودا وبیع وشری کہ ناگاہ نفخ صور شود وہیچ یکے نشنود مگر آنکہ گوش بالا کند وگوشے فرود کند واوّل کسیکہ شنود شخصے باشد کہ اصلاح آبِ حوض میکرد او ہلاک شود وہمہ مردماں ہلاک شوند باز آبے آید بزرگ قطرہ بماند اجساد بروید نفخہ دیگر شود بداں ہمہ زندہ شوند ناگاہ بینند زندہ اند عقلا ومجانین وصبیان وکفار ومومناں و حیوانات وجنبندگاں ارض وطیور ووحوش ہمہ زندہ شوند فرمان شود بیائید اے مردماں سوے پروردگار از بہر حساب وجزاے اعمال روزیے باشد کہ کودکاں از ہیبت آں روز پیر شوند وحاملہ بنہند بغیر آوان و مردم مست نمایند ومست نباشند وہمہ پابرہنہ وگرد آلودہ باشند آفتاب را بہ پیچند وماہتاب را بہ پیچند وغیر ایں زمین ودیا بغیر صفت ایں بگردانند یَوْمَ تُبَدَّلُ الْاَرْضُ غَیْرَ الْاَرْضِ

سوال (۱۴) اگر ترا پرسند صفت صور چیست ؟ ۱۴

جواب بگو ہمچو شاخ گاؤ کہ در وے سوراخ ہا است بعدد ہر یکے کہ از زندہ باشد ہر دمے بہر سوراخے بیروں آید وجانے باز بہ تنے شود آں را اسرافیل در دہن گرفتہ نشستہ است منتظر فرمان نفخ چوں فرمان برسد او بدمد مرد وزن یکجا باشند ہمہ برہنہ باشند اما چناں دشوار باشد کہ ہر یکے را خبر از برہنگی وپوشیدگی دیگر نباشد و آفتاب بمقدار یک نیزہ روے سوے خلق آرد طالع شود امروز بر چہارم آسمان است پشت ایں سوے کردہ وروے بالا گفتہ اند آں روز روے ایں سو باشد وبمقدار یک نیزہ بر آید وزمین ہموار سے باشد سفید نشاں ہیچ چیزے بروے پیدا نہ بود ودر مصابیح است از عبد اللہ مسعود رضی اللہ عنہ روایت کہ حبرے از یہود بر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آمد وگفت اے محمد نگاہ دارد سمٰوات را در روز قیامت بر اصبعے والارضین را بر اصبعے وجبال را بر اصبعے ودیگر خلق را بر اصبعے واشجار را بر اصبعے پس بجنباند وبگوید انا الملک این الملوک الجبابرہ پس تبسم کرد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تصدیقاً لہ ثم قراء وَمَا قَدَرُوا اللّٰہَ حَقَّ قَدْرِہٖ وَالْاَرْضُ جَمِیْعًا قَبْضَتُہٗ یَوْمَ الْقِیٰمَۃِ وَالسَّمٰوٰتُ مَطْوِیّٰتٌ بِیَمِیْنِہٖ سُبْحَانَہٗ وَتَعَالٰی عَمَّا یُشْرِکُوْنَ اینجا حکایات وروایات بسیار مختلف است وآں بسبب اختلاف احوال ناس واختلاف اماکن باشد تا بہر شخصے وبہر جائے



چه کند رسول الله صلی الله علیه و آله وسلم را چنان که علم شده به پیغمبر خبر داده و آن مختلف است بحسب [که خبر پیغمبر داده]
اشخاص و احوال و اماکن و توفیق همه برین طریق است و این اصلی بزرگ است درین باب فتحفظه و در روایتی
است که زمین چون نان خبزه سپید باشد و در روایتی است که زمین بکلی رود و مردمان بالای صراط باشند
و در روایتی است صحرا باشد هیچ علامتی نبود و در روایتی آمده است که مردم حشر کرده شود بر سه طایفه
بعضی راغب باشند و بعضی راهب و ترسنده باشند و دوگان بر یک شتر سوار باشند و سه گان
بر یک شتر سوار باشند و چهارگان بر یک شتر سوار شوند و دوگان باشند آتش دوزخ پیش ایشان دایم باشد و اول
کسی که جامه یابد روز قیامت ابراهیم پیغمبر علیه السلام باشد و درین میان بعضی از یاران مرا بمن عرضه کنند و
ایشان را بجانب چپ برند من بگویم ایشان یاران من اند فرمان آید ایشان بر سنت تو نمانده اند احداث
اموری کرده اند که بدان تو واقف نیستی پس من گویم بطریق بندهٔ صالح یعنی عیسی علیه السلام وَکُنْتُ عَلَیْهِمْ
شَهِیدًا مَا دُمْتُ فِیهِمْ و کفار را حشر بر روی باشد ایشان را بر روی روان کنند و کسی که بپای روان
کنند او قادر است که بر رو روان کند و در روایتی آمده است که یدنو الشمس یوم القیمة حتی یکون بمقدار
میل مراد ازین میل سرمه بود و مردمان خوی کنند و در هفتاد گز زمین خوی ایشان برسد و ایشان را چون لگام
کنند بعضی را بپا رسد و بعضی را بستانگ رسد و بعضی را به کمر و بعضی را به سینه و بعضی را به رو [دن گویند]
و بعضی خود بکلی غرق شوند بحسب اعمال و زمین اخبار از خویشتن کند و آن حکایت آن باشد که حکایت
اعمال ساکنان خویش کند خیراً و شراً و بعضی در حشر پیاده باشند و بعضی سوار باشند و خدای
تعالی روز قیامت بهر فصل حکومات بر کرسی قضا جلوس کند و مردمان را از بهر حساب و وزن اعمال حاضر آرد
او مالک است هرچه خواهد در ملک خویش تصرف کند یکی را بی حساب در بهشت می فرستد در حدیث
آمده است یدخل من امتی سبعون الف رجل بغیر حساب و با بعضی مناقشه در حساب رود که من نوقش
فی الحساب فقد عذب و در حدیث آمده است هیچ یکی از شما نباشد مگر خدا با او سخن کند میان او ترجمان
نباشد و حجابی نباشد و راست او خود نه بیند مگر آنکه اعمال خود را و چپ او خود نه بیند مگر آنکه اعمال خود و پیش خود
هیچ نبیند این سخت ترین اوقات باشد و نیز در حدیث است که خدای دل او نمونه کند پس وضع کنف [تا دنو مومن کند]



براو کند و او را به پوشد پس گوید پس فلاں گناه میدانی فلاں گناه میدانی داد گوید آرے یا رب جمیع ذنوب خود اقرار کند خدائے باو گوید پوشیدم این گناه ترا در دنیا و بخشیدم اینجا کتاب حسنات بدست راست دهند هم در حدیث است که ابو امامه باهلی میگوید که از رسول الله شنیده ام گفت که خدائے وعده کرده با من که در آرد در ۴
بهشت طائفه از امت من بقدر هفتاد هزار بغیر حساب و با هر هزار ہزارے هفتاد هزار دیگر بمقدار یک حثیه از حثیات
اعمر باشد در روز قیامت عرضه بود عرضه در آں جلالی باشد و آں با کفار بود که انکار تبلیغ پیغمبران کنند و عرضه
به اقرار بود که ایشاں مؤمناں باشند اقرار بذنوب خویش کنند و عرضه در آں تطائر صحف باشد در هوا فاخذ
بیمینه و اخذ بشماله و ایں بعد فصل حکومات و قطع احکام که حکم به سعادت شد بدست راست او بیراں از هوا
بدستش خواهد آمد بغیر احساس و کذ لک عکس روزے ام المومنین عائشه رضی الله عنها آتش را یاد کرد گریست
گفت پرسیدم که شما اهل خود را یاد خواهید کرد گفت یاد خواهیم کرد اما سه محل کسے هر کسے را یاد نه کند در وقت
وزن اعمال به میزان تا معلوم شود که کدام پله خفیف شود و کدام گراں و نزدیک که کتاب بدست راست
دهند یا چپ دهند یا از پشت و نزدیک صراط چوں نهاده شود بر پشت جهنم ـ

سوال (۴۲) اگر ترا پرسند میزان چه صورت است؟ ۴۲

جواب ـ همیں میزانیکه داریم چوبیکے راست در میان بسته و دو پله هر دو طرف و سکان ریسمان متصل بدو کرده عین آں صورت فردا پیش آرند و بداں وزن اعمال کنند و آنکه وصف آں میزان کنند چوب زر و ریسماں چنیں آں سخن دیگر است و معتزله و حکما ایں صورت را منکر اند و میگویند مراد ازیں اظهار عدل است چنانکه میزان العروض یعنی چنانچه در میزان عروض مصراعے را با مصراعے برابر میکند و راست میکند و زیادتی و کمی معلوم میکند هم همچنیں اصطلاحے خاصے است که تسمیه او میزان کرده و ایں صورت نیست شیخ محمد غزالی صاحب احیا و شیخ محی الدین اعرابی با ایشاں یار اند ما میگوئیم حق حقیقت ایں است که ایں صورت است معنی ایں صورت آنکه شما میگویند انصورت امرے ممکن است مخبر صادق خبر به یقین داد انکار فائده نباشد ـ

سوال (۴۳) اگر ترا پرسند وزن اعمال باشد یا وزن صحف وزن اعمال ممکن نیست زیرا چه عرض است جثه ندارد که وزن کنند وزن صحف خود بریں عدد ظاهر نشود زیرا چه شاید کاغذے سطر باشد و کاغذ ۴۳



وتلمے باریک و قلمے سطبر بود وکذلک اختلاف ورق وسطور نیز ممکن است عدل برین ظاہر نشود۔

جواب ۔ بگو بعضے گفتہ اند ما قائلیم بوزن اعمال شویم ولیکن مشتغل بہ کیفیت نہ شویم وبعضے وزنِ عمل میگویند وبعضے جزاے اعمال را میگویند وبعضے گفتہ اند کہ خداے قادر است در صحیفۂ اعمال کاغذے وحروفے وسطر وقلم را برابر گرداند کہ ہیچ تفاوتے بہ تنگی وسطبری نبود مخبر صادق خبر کرد بدیں ایمان آوردیم ونیز خداے قادر است کہ در صحیفۂ حسناتِ کسے ثقیلے پیدا آرد ودر صحیفۂ سیئاتِ کسے خفیفے پیدا آرد مطلوب اظہار حق والزام حجت بر واست وخداے قادر است این اعراض را مخلوق بصورتِ جثہ کند آں جثہ بمقدارے گرداند کہ یکے با دیگرے برابر ویا کم ویا بیش آید۔ اینہم ممکن ومخبر صادق خبر کردہ فائدہ انکار معتزلہ وحکما چیزے نباشد۔ این انکار نص قطع است واین تاویل میکنند میگویند مراد ازین وزن اظہار سعادت وشقاوت است وآں حقیقی نیست امّا اینقدر بباید دانست مردے درخواب بیند عورتے او را شکری دہد معبّر تعبیر میکند کہ او را از دنیا رزقے خواہد رسید اکنوں رسیدن رزق اللہ تعالی متمثل کرد بصورت عورتے ودادن شکر برین قیاس کند وزنِ اعمال را فردا حضرت مخدوم ما میران وزن اعمال را بیانے باستقصا کردہ در حدائق الانس چوں مطالعہ کردہ باشی ترا در آں شبہتے نماند ودر حدیث است کہ خداے با بندہ در روز قیامت ملاقی شود بگوید اے فلاں ترا بزرگ گردانیدم وزن وفرزند بتو دادم وخیل وابل مسخر گردانیدم تو مرا فراموش کردی من ترا فراموش نکردم وبار دیگر گوید او گوید کہ من نماز کردم وروزہ داشتم وصدقہ دادم واین ہمہ دروغ بود اکنوں شاہدے از تو بعث کنیم در خود فکر کند کہ گواہی کہ خواہد داد ناگاہ دست در تکلم آید پاوراں واعضاے دیگر سخن کنند بدانچہ او کردہ است او گوید ہلاکی بر شما باد از بہر شما حجت می گفتم شما اقرار کردید انطاق جوارح غیر لساں امرے ممکن است ومخبر صادق خبر داد ہیں قول بداں واجب باشد وایمان بداں فرض وبعضے گفتہ اند این نیز معتبر است بدیں کہ ظاہر شود از ایشاں انچہ ظاہر میشود بنطق ناطقاں وبعضے گفتہ اند فرشتگاں را موکل کردہ اند بر ایشاں کہ ایشاں نطق کردہ اند ودر حدیث



است که بنده تمام گناهان گرفتار شود یک موی از چشم او بجهد بگوید خدا داند روزی از خوف تو گریستم خدای بدان شهادت آن شعر او را بخشد فرمان شود نوشته بهذا عتیق الله بشعره -

۴۴ سوال (۴۴) اگر بپرسند اعمال موجب جزا است یا علامت یا سبب؟

جواب بگو مذهب معتزله اینست که موجب جزا اند خدای تعالی را واجب است که جزا دهد وگرنه ظالم باشد لایق الوهیت نبود چه زیج مذهب است و چه جهل سخن است هرگز عاقلی متفکر نگوید زیرا که از خدای بر ما تکلیف آمد واز ما بر خدای اجر لازم شد بدان ماند که زید عمرو را بمواجر در خانهٔ خود بر کاری فرماید به اجرت بر و کار لازم شود بدین اجرت پس خدائی و بندگی از میانه خاست نعوذ بالله من الشیطان الرجیم ومن شر هذا الطغیان تا بعضی فقها علامت گویند یعنی هر که موفق بکارهای نیک باشد علامت آن بود که نیکبخت است در ازل و هر که برخلاف بود علامه نیز برخلاف بود که گفت در حدیث السعید من سعد فی بطن امه والشقی من شقی فی بطن امه فقیل افلا نتکل علی ذلک فقال لا اعملوا فکل میسر لما خلق له ای موفق لما خلق له و بعضی گفته اند اعمال موثر است مر جزا را ظاهر آیت قرآن واحادیث بدان ناطق که بما کسبت ایدیهم و یا سبب تعاقب کند جزاء بما کسب و علی هذا اجماع بر آیات واحادیث اکثر مما یحصی فی هذا الباب یعنی خدای تعالی در ایمان تاثیر این داده که موجب سعادت ابدی باشد و مالک بهشت شود و خالد بماند و تاثیر نماز و صوم و سایر اعمال حسنه رضا و ترقی درجات و تصفیهٔ باطن بخشد نه آنکه بذات خویش موجب اند ایشان از آن تخلف نکنند و کذالک در افعال شکر را شیرین گردانید هر که خورد کامش شیرین شود دلش قوی گردد و در زهر تاثیر موت داد هر که خورد بمیرد این ذاتی نیست فعلی جعلی است اگر خواهد در نحلی اثر بر گیرد باشد زهر خورد نمیرد و بلغد که شکر خورد دهن شیرین نشود این همه بفعل الله و اختیاره باشد هم بدین تمن است که مشایخ گفته اند المشاهدات مواریث المجاهدات و آیات واحادیث حسنه وارد اند بدین قول ظاهر باشد و مراد ازین سبب خاصیت و تاثیر است و تاثیر و خاصیت به سبب نسبتی دارد و اختیار مشایخ صوفیه همین است و بعضی گفته اند وعید که در قرآن آمده است مقصود تخویف مجرد است بحقیقت سلاسل و اغلال و تعذیب و تهوین

انسان مطلوب نیست زیراکه این ضر است بحالِ انسان وارحم الراحمین لایلیق بها این وامثال این حشو ها میگویند اجماع اہل دین واہل جد وعقل وظاہر احادیث ونصوص قطعی بدیں وارد است الحق والتحقیق خواہد بود ومنکر آں کافر باشد باجماع اہل اسلام وبعضے گویند تعذیب کافر مستحسن بود گناه عظیم ترین بجا آورده است امابر مومنان فساق مستحسن نباشد وانہم خروج از اجماع اہل دین است ونیز خداوندیے که از محض عدم در وجود آورد ورزق داد وپرورد وعقل داد وقوت داد تا بجائے که قوتِ طاعت وعصیاں آمد ہمه کفراں ورزید قایل به خدایے دیگر شد طاعت وے ترک کرد بدیگرے عبادت کرد ویا درتکلیفات تقصیرے کرد چه گوئی از روے حکمت وعقل مستحق عذاب وعقاب وعتاب برحسب گناه باشد یا نه باشد وآنکه بکرم خویش عفو کند تواند کرد اما کافر را نباشد از روے عقل بعضے گفته اند از روے سمع اما نکند که در قرآن خبر داده اِنَّ اللّٰهَ لَا یَغْفِرُ اَنْ یُّشْرَکَ بِهٖ وَیَغْفِرُ مَا دُوْنَ ذٰلِکَ لِمَنْ یَّشَآءُ اے بالتوبه او بدونه ودیگرے در مشیت او باشد واگر خواہد بقدر ذنب بسوزد واں حسن باشد وحکمت باشد اگر خواہد بمحض کرم عفو کند بے عذاب در بہشت برود[5] وبعضے گفته اند خلف در وعید روا است زیراکه کرم است وخلق خلف در وعید وعده روا نیست زیرا چه او امر است وصحیح اینست که وعده و وعید خبر اند ودر وعده و وعید خلف روا نباشد۔

۴۵ سوال ۴۵۔ اگر ترا پرسند صراط چه باشد؟

جواب: بگو چیزے است ممدود بر پشت جہنم که ہمه را ورود بداں ہست بعضے چوں برق روند وبعضے چوں اسپ تازی شتابنده وبعضے چوں باد وبعضے ماشی وبعضے چوں مورچه وآں باریکتر از موے باشد وتیزتر از سیف وگذشتن برآں جز تقدیر الله وخلقه واقتداره نباشد وبر بعضے ہمچوں وادیِ واسع باشد ودر حدیث است که در بہشت درآید مردیے باشد که میرفت بر صراط بارے بر روے می افتاد وبارے بپا میرفت ونار او را می رسید چوں از و بگذرد وبگوید حمد مر خدائے

---

۵ در نسخه نمبر ۱، عبارت اینچنین است " وبعضے گفته اند خلف در وعید روا نیست زیرا چه در وعید او خلف روا نباشد۔



رامر ازیں خلاص بخشید و بعضے معتزله و جهمیه ایں را منکر اند سیر بر تیز تر از تیغ و باریکتر از موے ممکن
نباشد جواب ایشاں ظاهر است که ممکن نباشد عادةً امّا نیز عقلاً ممکن است که حرکتِ سریعه در انسان
پیدا آرد که بداں براں بگذرد و آنکه سریعه نباشد حرکتے باشد در تنگی تنفس نیز و باریکتر نا بطیه
از موے بتوفیقه میگزرد بدرنگی آں هم ممکناتِ عقلی است و مخبر صادق خبر کرد اعتقاد کردن بدیں واجب باشد

سوال ۴۶ - اگر ترا پرسند صفت حوض کوثر چیست ؟ ۴۶

جواب بگو در حدیث است که حوض من دور تر از ایله باشد تا بعدن و آں دو مقام که مسافت
بعید دارند آب او از برف سفید تر است و از شهد شیرین تر و آوندِ او اکثر از عددِ نجوم و من مردمان را
خواهم راند از آں چنانکه یکے از شما از حوض خود مردماں را می راند صحابه گفته اند یا رسول الله مارا در
روز قیامت خواهی شناخت گفت آرے بر پیشانی شما غر محجل باشد سفید رو باشید و منور
باشید از اثر وضو اباریق از زر باشد و از نقره بر شمار ستارگان و از بهشت ناودانے بکشایند
که در آں حوض از آں باشد یکے از زر باشد دوم از نقره من ساقیم بر شما بحوض هر که بگذرد بر من بیاشامد
هرگز تشنگی در عرصات بروے نرسد طائفه باشند مر ایشاں را می شناسم و ایشاں مرا می شناسند
ما مضی میان من و میان ایشاں آید بگویم ایشاں از آنِ من اند مرا گویند تو نمی دانی که ایشاں بعد تو چها کرده اند
و بر راه نمانده اند من بگویم دوری باد از من ایشاں را که سنت مرا تغیر کرده اند و راه مرا گردانیده اند و در حدیث
است چوں فارغ شود حق تعالی از قضا میان مردماں و خواهند بیروں آرند آناں را که ایمان دارند
فرشتگاں را فرمان شود که هر که اثر سجود دارد بیروں آرید و آتش همه را خورد موضع سجود نخورد ایشاں را
بداں علامت بیروں آرند آب حیات از نهر الحیات بر ایشاں بریزند ایشاں رسته گردند چوں گیاه
کنارهٔ سیل مردے میان جنت و نار بماند مردے باشد که رویش سوے دوزخ بود و بگوید
خداوندا بگرداں روے مرا از جانب آتش که بوے او مرا رنجانید و تیزیِ او مرا سوخت خدا تعالی
با او گوید اگر با تو ایں کنم دیگر چیز از من نخواهی عهد کند که نخواهم چوں رو بسوے بهشت کند بوے بهشت
در دماغ او در دماغش آید متدارے از وقت ساکن ماند طاقتش بیا در آید بگوید خداوندا مرا در بهشت



بر خداے باز گوید نه که عهود و مواثیق استوار کردی که بعد ازین مساله نکنم گفت خداوندا به کرم خویش مرا محروم ترین بندگان خود مگردان خداے فرماید اگر این مسئول اجابت کنم دیگر نخواهی باز عهود و مواثیق استوار کند همچنان شود که در باب بهشت برند چون در باب بهشت رسد و تماشاے باغ و حور و قصور بیند مقدار سے ساکن ماند باز طاقتش از صبر رود بگوید خداوندا مرا در بهشت در آر خداے تعالی گوید چه غداری اے ابن آدم چه شد این عهود و مواثیق گفت خداوندا مرا محروم ترین عباد مگردان همچنین سخن میگوید که خداے تعالی ضحک کند بعده او را اذن بدخول بهشت کند و بگوید آرزو کن آرزو کند بجوے که جمله آرزوها منقطع شود تا خداے تعالی او را یاد دهاند و آرزوها تش بدو میدهد و بگوید این هم چندین دیگر با این ترا دادم و در حدیث است طائفه باشند که در بهشت در آیند بشفاعت من و ایشان را آتش دوزخ رسیده باشد فقال لهم الجهنمیون —

تنغیص
۴۷

سوال (۴۷) اگر ترا پرسند در بهشت این نام ایشان را موجب تنغیص نباشد و دار جنت دار نعیم است تنغیص در و نبود؟

جواب گوئیم که همین موجب عظمت و عزت ایشان باشد که ایشان آنانند که شفاعت محمد رسول الله صلی الله علیه و آله و سلم فراهم یافته اند خاصه مشغوفان او اند که برای ایشان شفاعت کرد و ایشان را برون آورد و ایشان را آن موجب عزت و عظمت باشد نه موجب هوان و ذل جهنمیون اشارت بر این باشد که ایشان آنانند قهر خدا را مشاهده کرده اند و چشیده اند عذاب را نیکوتر شناخته اند چون در بهشت آمدند چندے تنغیصے دیدند آن لذت یافتند که بهشتیان دیگر را نیست و درین شکر نعمت بیشتر باشد و معرفت زیادت تر زیرا چه این بدان ماند که تشنه بعد عطش طویل بخورند و در حدیث است که شخصے را حکم شود از جنت را به بیند جائیے خالی نیابد فرمان شود برو در آسے ترا مثل آن ده چندان دنیا مقام در بهشت دادم باز گوید خدایا بهشت پر است باز همان فرمان آید باز دگر گوید خداوندا معامله ساخره میکنی تو برمن و تو ارحم الراحمین ابن مسعود اینجا خندید و گفت که رسول الله گفت که خداے اینجا ضحک کرد او اندک ترین مردم باشد در بهشت از روے مرتبه و نصیب —

الراحمین



۴۸ **سوال (۴۸)** اگر ترا پرسند بهشت و دوزخ این زمان مخلوق و موجود هستند؟

جواب بگو آری این زمان موجود و مخلوق هستند بنابر ظاهر نصوص که تنصیص بر اعداد وجود ایشان کرده پس عدول بتاویل برای که تحقق بود بلفظ ماضی آورده شد ضایع باشد اما معتزله میگویند که این زمان موجود نه اند اما مخلوق خواهند شد در روز قیامت از سبب تحقیق بلفظ ماضی ذکر کرده شده و اهل ایشان ابدی باشند همیشه هرگز فنا نه پذیرند و خلاف جمهور که ایشان میگویند فنا پذیرد واین خلاف قرآن و نصوص قاطعه است قوله تعالی کُلُّ شَیْئٍ هَالِکٌ اِلَّا وَجْهَه مراد ازین فانی بذات است یعنی باستحقاق نفس خویش من حیث هو هو کل شیئ فانی است جز ذات باری و آنکه غیرے را باقی دارد او را قابلیت فنا باشد بذات و مخبر صادق بدان خبر میدهد ایمان بدان واجب آید و انکار آن روا نه بود و ثواب اهل جنت همیشه باشد اما هذیلی میگوید که منقطع شود بسکون دائم که آن موجب لذت باشد اهل بهشت را موجب الم باشد مر اهل نار را اما این تنعیمات و تعذیبات که در حدیث آمده است و در قرآن مسطور است تمام خواهد شد و این دعوی بلا دلیل و حکم بلا حجت و جهمیه میگوید اگر اهل بهشت باشد خدای تعالی عدد انفاس ایشان بداند یا نداند اگر بداند عدد لا تتناهی انتهی جهل و اگر نداند هم جهل لازم آید جواب بگو علم شیئ چنانکه آن شیئ است ولو دو چون آن شیئے منتهی باشد علم بدان همچنان بود که آن شیئے است که آن را نهایت است و همچنان که در وجود می آید علم بدان متعلق میشود و حدوث آن متعلق موجب حدوث صفت علم و با ذات الله نبود و تحقیق این بالا رفته است در فصل صفات -

۴۹ **سوال (۴۹)** اگر ترا پرسند وصف جنت و اهل او چیست؟

جواب بگو در حدیث ابو هریره روایت کرد از رسول الله صلی الله علیه وآله وسلم گفت قال الله تعالی اعددت لعبادی الصالحین ما لا عین رأیت ولا اذن سمعت ولا خطر علی قلب بشر فاقرؤا ان شئتم فَلَا تَعْلَمُ نَفْسٌ مَّا اُخْفِیَ لَهُمْ مِّنْ قُرَّةِ اَعْیُنٍ و رسول الله صلی الله علیه وسلم فرمود که مقدار موضع تازیانه از جنت بهتر از دنیا و آنچه در او است اگر یک زنے از زنان اهل جنت پیدا آید بر اهل زمین روشن کند آنچه میان آسمان و زمین است و ببوی خوش معطر گرداند و اسنه که بر سر او باشد بهتر از دنیا و آنچه در دوست و فیه ایضا



در بہشت درختے باشد کہ سوار در سایۂ او یکصد سال برود و آں تمام نشود و مقدار یک گوشۂ کماں از
بہشت بہتر از دنیا و در بہشت مومن را خیمہ باشد طول او شصت میل بود و در ہر گوشہ ہزار و اہل باشد
یکے مرد دیگرے را نہ بیند و دو باغ باشد یکے برنگ زرد و یکے برنگ نقرہ و میانِ بندہ و خدایے تعالیٰ
حجاب نباشد جز کبریا و در بہشت صد درجہ باشد ہر درجہ بدرجۂ دیگر زمین و آسماں باشد و بالاے او
عرش بود و فردوس اعلیٰ درجاتِ بہشت باشد انہار جنت از و رواں شود و چوں از خدایے تعالیٰ
جنت بخواہند فردوس بخواہند و فیہ ایضاً اوّل زمرۂ کہ در بہشت در آید بصورتِ ماہ چہاردہم باشند
پس ایشاں بر صورت ستارہ باشند متفق بہ یک دِل باشند ہر یکے را دو گان جفت باشد
از سفید پوستان بزرگ چشماں کہ مغ ساقِ ایشاں از بیروں استخواں و گوشت دیدہ شود از غایت لطافت
و حسن تسبیح گویند بامداد و شبانگاہ تلذذاً و تنعماً بذکر اللہ لا تکلیفاً و تعنیفاً ہیچ وقتے زحمتی نشود و بول و مخاط
و خوئے نہ اندازند آوند ایشاں از زر و نقرہ باشد و سوختنی دیگ ایشاں درخت عود باشد و بوئے مشک باشد
بر صورتے آدم باشند طول ایشاں شصت گز باشد و ہم طعام آداز بے و بادے و بوئے خوش از دہنِ
ایشاں بیروں آید و خوشبو شود ہمچوں مشک اند و ہیں نہ شوند جامۂ ایشاں کہنہ نہ شوند و جوانی فنا نہ پذیرد و
اہل بہشت یکدیگر را بہ بینند بتفاوتِ درجات تا بحد مشرق از مغرب بتفاوتِ اعمالِ خویش و ہر اہل
بہشت ہرگز یکے از خود دیگرے را منعم تر نداند ہمہ خود را بہ نعمتے منعم دانند کہ دیگرے نبود و اگر اقتضیں شود بہشت
بہشت نہ ماند ایں حکمت عظیم است و اینجا سرّے بزرگ جز عارفاں نشناسد و دل بدل دانند و یقین
آں فہم عوام طاقت ندارد و گفتند یا رسول اللہ ایں درجۂ انبیا است گفت آرے ہر کہ انبیا را اتباع کند
بدرجۂ ایشاں رسد بدولتِ اتباعِ ایشاں خدایے با ایشاں گوید اے اہل بہشت شما راضی شدید یا نہ گویند
خداوندا مارا چہ شدہ است کہ راضی نشویم چیزے دادی مارا کہ کسے را نہ دادی ہر یکے ایں سخن بگوید خدایے بگوید
افضل ازیں چیزے دگر بدہم گویند افضل ازیں دیگر چہ باشد فرمان شود از شما راضی شدم کہ ہرگز ناخوشنود نشوم
و ادنٰے درجاتِ اہل بہشت شخصے باشد کہ او را بگوید آرزو بخواہ و آرزو برود لیس باو گوید ترا است آنچہ آرزو
بردی و ہم چنداں با او سیحان و جیحاں و نیل و فرات ہر ایک از جوئہاے بہشت است و میان دو تختہ



در راه چهل سال باشد ابو هریره گفت من از رسول الله پرسیدم از چه آفریده شد بهشت گفت خشتیست
از فضه و خشتیه از زر و گل او مشک از فر و سنگریزه از مروارید و یاقوت میان هر درجه راه صد سال باشد
در بهشت صد درجه اگر عالمیان جمع شوند در یکے از ایشان هر آئینه نگنجید هر درجه را قبه صد مرد باشد از جواهر نگنجید
اگر مقدار یک ناخن از اهل بهشت ظاهر شود آراسته شود میان مشرق و مغرب دنیا و میان زمین و آسمان
اگر مردے از اهل بهشت دست در کشن خود ظاهر کند نور او شمس را کم کند چنانکه نور شمس نور ستارگان را
کم کند و اهل بهشت بے موی اندام و بے ریش سرمه چشم و سی ساله و یا سی و سه ساله باشند سدرة المنتهی
در بهشت درخت کنارے است که در سایه یک شاخ او سوار صد سال برود و بر وے پرندگان باشند هر یک برگ
چنانچه که میوه هم چو سبو بزرگ باشد و در بهشت اسپان باشند از یاقوت سرخ ببرند در آنجا که
خواهد شخصے پرسید که شتر هم باشند گفت آنچه تو خواهی برائے تو خواهد بود و اهل بهشت صد و بست
صف باشند مراد از این کثرت است هشتاد صف از امت محمد صلی الله علیه و آله وسلم باشند
و چهل از امتان دیگر این نیز عبارت از قلت و کثرت است یعنی امت محمد در بهشت بیشتر باشند از
امتان دیگر و از امیر المومنین علی رضی الله عنه منقول است در بهشت بازارے باشد که در وے هیچ فروخته
نه شود جز صورتے خوب از رجال و نسا هر صورتے که خوش آید بخرد و ببرد و اندک درجه اهل بهشت شخصے
باشد که او را هشتاد هزار خادمه باشد و هفتاد و دو زن برائے او را از زرینه از لولو و زبرجد و یاقوت
و مقدار مسافت هر خانه مسافت شهرے باشد از خادم هم گویند که همه جوان باشند بر سر اهل بهشت تاجها باشد
از مروارید و زبرجد میان مشرق و مغرب بدان روشن شود و چون مومن آرزوے ولد کند در بهشت
حمل و زادن و بزرگ شدن او یکساعت باشد امام اسحق بن ابراهیم در این حدیث گفته اگر آرزو کند بیابد
ولیکن نه کند و این آرزو در دل مومنان نه اندازند و در بهشت شجرے از حور عین باشد رفع صوت کنند سرود
گویند که هیچ وقتے مردم آن الحان نه شنیده اند این الفاظ میگویند ما همیشه زنده ایم هرگز نمیریم و ما خوش باشیم
اندوهگین نه شویم و ما همیشه خوشنود باشیم و ناخوش نه شویم وقت خوش کسے که ما از آن او باشیم و او مارا باشد
در بهشت جوے آب و جوے شهد و جوے شیر و جوے خمر باشد از کل انهار بیرون آید خانه بخانه و دل



شود و در صفت بهشت و اهل بهشت اخبار و احادیث و حکایات و قصص آن مقدار است که قابل ضبط
نبود ولیکن اختصار هم بر احادیث مصابیح کرده شد که معتمد اهل دین و مقبول اهل یقین است و اما صفت دوزخ
و اهل آن هم از احادیث کتاب الله مذکور است چندی بگوئیم و اختصار هم بران کنیم رسول الله صلی الله
علیه و سلم فرمود نار شما جزئی باشد از هفتاد جزء از نار جهنم گفتند یا رسول الله اگر همین بودی برای
سوختن کافی بودی گفت زیادت است برین به نود و نه جزو و هر جزو در گرمی همچو دیگری باشد گفت
رسول الله صلی الله علیه و آله و سلم دوزخ را گرفته با هفتاد هزار مهار بیارند و بر هر مهار هفتاد هزار فرشته
باشند که بکشند او را و آسان ترین اهل نار شخصی باشد که او را دو نعلین ما زنند و دو بند از آتش سازند که بدان
دماغ او بجوشد چنانکه دیگ مسین جوشد هیچ یکی را از خود سخت تر عذاب نه بیند و در واقع اهون همه او باشد
مردی را از منعمان دنیا بیارند و یکبار در دوزخ باندازند بکشند بپرسند هیچ راحتی و نعمتی بود
رسیده بود در دنیا همه را بجنب این ساعت فراموش کند گوید هیچ وقتی راحتی را یاد ندارم و گفت
میان دو دوش کافر مسیرت سی روز باشد هر اکب شتابنده را و دندان کافر همچو کوه احد باشد و دری
جرم او مقدار مسیرت سی روز آتش دوزخ افروخته شد هزار سال تا سرخ شد هزار دیگر افروخته شد
تا سفید گشت هزار دیگر افروخته شد تا سیاه مظلم گشت و در روایتی دیگر دندان کافر مثل بیضا
باشد و بیضا نام کوهی است در مکه و نشستگاه او مسیرت چند ربذه باشد ربذه نام مقام است و در روایتی
دیگر مقدار مکه از مدینه و زبان کافر مقدار فرسخ و فرسخین باشد بیرون آمده بود و رسول الله صلی الله علیه و آله
و سلم فرمود که صعود نام کوهی است در دوزخ هفتاد سال بر او بر آیند و هفتاد سال فرود آیند و در تفسیر
قوله تعالی کَالْمُهْلِ یَشْوِی الْوُجُوهَ رسول الله صلی الله علیه و آله و سلم فرمود روغن زیتی باشد چون به نزدیک
روی ایشان آرد از حرارت آن پرکاله روی ایشان فرود افتد آب گرم بر روی ایشان و بر ایشان
ریخته شود در شکم ایشان در آید بشکند انچه در شکم ایشان است هر بار همچنان کرده شود آب را بخورانند
بگرمی همچنان باشد که چون نزدیک ایشان کنند روی ایشان بریان شود و پرکاله گوشت سوخته
بر زمین افتد چون در شکم رود روده گانها بشکند و از راه دبر بیرون آید چون فریاد برآورند مثل شکل آن

آبی دیگر بخورانند میان دوزخ هفت دیوار باشد مطبری هر دیواری ... سال راه باشد
اگر یک دلو از آب گندهٔ دوزخ در دنیا بریزند جملهٔ دنیا بگندگی پر شود اگر یک قطره از زقوم نام درختی
است در دوزخ بچکد حیات بر اهل دنیا فاسد گرداند پس چه باشد حال آن کسانی که طعام ایشان خواهد بود
اهل نار ترش روی باشند بریان کنند آتش روی ایشان را تا بجائی که لب بالائینه بمیان سر رسد
و لب فرودینه بمیان ناف رسول الله صلی الله علیه و آله وسلم فرمود ای اهل دنیا بگریید و اگر نگریید خود را
بچشم گریان دارید زیرا که دوزخیان گریه کنند چنانکه از چشم ایشان آب روان شود تا آب تمام شود خون
آید میان چشمها ریش ابتدا ... روان شود که اگر کشتی در آن کنند روان شود و گفت رسول الله صلی الله علیه
و آله وسلم که بر اهل نار گرسنگی افتد ... عذابی که دارند از انواع تعذیبات این گرسنگی بقوت ... همه
باشد فریاد کنند طعام برآرند طعام بر ایشان بیاید که فربه کنند و از گرسنگی خلاص نشوند گلوگیر باشد یاد آرند
اگر در دنیا طعامی گلوگیر شدی آب فرو بردند طعام فرو دمی رفتی آب طلبند آب گرم بکفگیر آهنی
چون در شکم رود آنچه در شکم باشد پاره پاره گردد فریاد به خزنهٔ دوزخ کنند ایشان گویند بر شما انبیا نیامدند
و بر شما پیغام نیاوردند شما چرا قبول نکردید و بر آن عمل نکردید گویند ما را خدای بمیراند بهتر باشد خدای
جواب گوید شما همیشه برین حال خواهید بود و اعمش گوید میان سوال ایشان از ملک و جواب او از خدای
هزار سال باشد و گویند که یکدیگر بیائید بر خدای بگوئیم بهتر از و بر سر ما کسی نباشد گویند خدایا بدبختی
ما بر ما غالب شد و ما گمراهیم ما را ازین مقام بیرون آر باز دیگر این گناه کنیم هر آئینه ظالمیم خدای گوید
اخسئوا فیها و لا تکلمون دور شوید با من سخن نگوئید معنی ... و ... نگوئید و خوار باشید هم در
نار و بدان حال که هستید اکنون بنالید بزارید و خیال خلاص از دل خود منقطع کنید در دوزخ وادی است
او را هبهب گویند جباران و ظالمان را آنجا خواهند داشت ما رزقنا ایراده من المسائل الکلامیة فی الرسالة
الاسلامیة تقبل الله منا مضاعف لنا اجرنا بحرمة النبی و آله الامجاد ولیکن ختم امرنا علی کلمة اشهد ان لا اله
الا الله وحده لا شریک له و اشهد ان محمدا عبده و رسوله و اشهد ان الجنة حق و النار حق و الحوض حق و الصراط
حق و المیزان حق و الساعة حق و ان الساعة آتیة لا ریب فیها و ان الله یبعث من فی القبور و ...



الی الله متضرعاً فنقول اللهم انا نسألک الجنة ونعوذ بک من النار برحمتک یا عزیز یا غفار یا کریم یا ستار
یا رحیم یا بار اللهم اجرنا من النار یا مجیر ربنا آتنا فی الدنیا حسنة وفی الآخرة حسنة وقنا عذاب النار
ربنا ظلمنا انفسنا وان لم تغفر لنا وترحمنا لنکونن من الخاسرین وصلی الله علی خیر خلقه سیدنا ومولنا
محمد وآله واصحابه اجمعین وسلم تسلیماً کثیراً کثیراً برحمتک یا ارحم الراحمین -

تمت

غلط نامه کتاب العقاید

صفحه	سطر	غلط	صحیح	صفحه	سطر	غلط	صحیح
۱	۲	۳	۴	۱	۲	۳	۴
۲	۲	کجا	کے	۵	۲	آران	آمدن
۵	۸	جمیعُا	جمیعاً	۵	۱۳	یمجلس	یجلس
۵	۱۶	بدأت	برأت	۶	۷	مظنونیت	مظنونیت
۶	۲۱	کمال ونفس	کمال در نفس	۸	۱۶	منور	ینور
۱۲	۹	صفت به تبیع	صفت تبیع	۱۶	۱۳	قلبیه	قلبیه
۱۴	۱۴	تعالی است	تعالی تعالی است	۱۹	۱	والقرذت	والقرات
۲۰	۹	صبر	ستر	۲۲	حاشیه	۳۳	۴۴
۲۳	۱۰	ششرح	شرح	۲۶	۱۲	یامردم	بامردم
۲۶	۱۳	خیبه ا	خیراً	۲۷	۴	یاراتّه	بارزتّه
۲۸	۱۳	طمیبة	طیباً	۲۹	۴	منقبض	منقبضه
۲۹	۴	تنعیض	تنغص	۳۰	۷	ودرهم ور	هم در



۳۰	۱۶	باتینا	یاتینا	۳۴	۱۸	اغلبها	اغلبهما
۳۵	۱	کند	کنند	۳۷	۱۷	تکلّف	تُکلّفُ
۴۴	۱	قلیف	تکلیف	۴۳	۹	تُعِوّ رَانَه	تعوّ دانَه
۴۹	۱۸	دوصد	دعد	۵۰	۱	کرد	آن ملاقات روحی بود بعد موت نبی خضر چون پیدا شد ملاقات روحی باروح محمد رسول الله کرد.
۵۲	۲۱	نفشان	نخشان	۶۳	۱۴	تجمل نه نتواند	تجمل نتواند
۶۵	۲	لورع	لورع	۶۵	۲۰	شود رو خرق	شود و خرق
۶۶	۱۲	ورج	روح	۶۶	۱۵	حکم آدمی شود	حکم او میشود
۶۷	۲	نور روح	نردوح	۶۸	۵	اهتدی ای	اهتدی بی
۶۸	۱۳	نیکتبه	نیکتبه	۶۰	۱۵	نمی سپارند	می سپارند
۶۸	۱۸	دزوائے	وزواسے	۷۴	۸	اللذی	الذی
۷۵	۲	خدایا ما	خدا با ما	۷۵	۷	العد	للّه
۷۸	۱۴	فنیکره	فمنکره	۸۴	۱۳	برحاشیه	در محفظ
۸۸	۴	مسنیت	میت	۹۰	۲۰	اصطراری	اضطراری








سازمان اسناد و کتابخانه ملی
جمهوری اسلامی ایران